فَتْحُ الْمُعِينِ فِي تَقْرِيبِ
«مَنْهَجِ السَّالِكِينَ وَتَوْضِيحِ الْفِقْهِ فِي الدِّينِ»

علامہ عبدالرحمٰن بن ناصر السعدی رحمۃ اللہ علیہ

بقلم:

هيثم بن محمَّد سرحان

سابق مدرس معهد الحرم –مسجد نبوی– ونگران: معهد السنة

http://www.alsarhaan.com

غفر الله له ولوالديه ولمن أعانه على إخراج هذا الكتاب

مترجم:

محفوظ الرحمٰن محمد خلیل الرحمٰن

[پی ایچ ڈی اسکالر جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ]

الطَّبعة الأولى
جميع الحقوق محفوظةٌ
إلَّا من أراد طبعه أو ترجمته لتوزيعه مجَّانًا بعد مراجعة المؤلِّف

الرَّجاء التَّواصل على:
islamtorrent@gmail.com

فسح وزارة الإعلام

مقدمہ شرح

بسم الله الرحمن الرحيم

إنَّ الحمدَ لله نحمدُه ونستعينُه ونستغفرُه، ونعوذُ بالله من شُرور أنفسِنا ومن سيِّئات أعمالنا، من يهدِهِ اللهُ فلا مُضلَّ له، ومن يُضلِلْ فلا هاديَ له، وأشهد أن لا إله إلَّا اللهُ وحده لا شريك له، وأشهد أنَّ محمَّدًا عبده ورسوله ﷺ، ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ ٱتَّقُواْ ٱللَّهَ حَقَّ تُقَاتِهِۦ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنتُم مُّسۡلِمُونَ ﴿١٠٢﴾﴾، ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ ٱتَّقُواْ رَبَّكُمُ ٱلَّذِي خَلَقَكُم مِّن نَّفۡسٖ وَٰحِدَةٖ وَخَلَقَ مِنۡهَا زَوۡجَهَا وَبَثَّ مِنۡهُمَا رِجَالٗا كَثِيرٗا وَنِسَآءٗۚ وَٱتَّقُواْ ٱللَّهَ ٱلَّذِي تَسَآءَلُونَ بِهِۦ وَٱلۡأَرۡحَامَۚ إِنَّ ٱللَّهَ كَانَ عَلَيۡكُمۡ رَقِيبٗا ﴿١﴾﴾، ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ ٱتَّقُواْ ٱللَّهَ وَقُولُواْ قَوۡلٗا سَدِيدٗا ﴿٧٠﴾ يُصۡلِحۡ لَكُمۡ أَعۡمَٰلَكُمۡ وَيَغۡفِرۡ لَكُمۡ ذُنُوبَكُمۡۗ وَمَن يُطِعِ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥ فَقَدۡ فَازَ فَوۡزًا عَظِيمًا ﴿٧١﴾﴾.

أمَّا بعد؛ یہ کتاب ''منہج السالکین وتوضیح الفقہ فی الدین، یعنی: چلنے والوں کے لئے کشادہ راستہ اور مذہب میں فقہ کی وضاحت" فقہ کے جامع خلاصوں میں سے ایک ہے جس کا مقصد فقہ کے مسائل میں راجح کو ذکر کرنا اور کتاب وسنت سے اس کے دلائل کا ذکر کرنا ہے۔ مصنف رحمہ اللہ نے اس میں کمال فن کا مظاہرہ کرتے ہوئے بڑی خوبی کے ساتھ دریا کو کوزہ میں بند کر دیا ہے، لہذا نو آموز طالب علموں کے لیے ہم نے اسے نئے طرز پر مسائل کی تقسیم کے ساتھ منظر عام پر لانے کا ارادہ کیا، اور ان مسائل میں مصنف رحمہ اللہ کی مراد کو واضح کیا ہے، اور کتاب میں طریقہ کار کا خلاصہ مندرجہ ذیل ہے:

- متن کی صحت کا خیال اور اس کی رعایت۔
- متن کو فہرست کی شکل میں نیلے رنگ کے پس منظر میں رکھا گیا ہے۔
- متن کے تناظر میں شارح کی طرف سے جو اضافہ کیا گیا ہے اسے اس طرح کے قوسین [...] میں ڈالا گیا ہے، متن کے بیچ میں اسے کالے رنگ میں اور عناوین کے درمیان اسے نیلے رنگ میں رکھا گیا ہے۔
- مصنف رحمہ اللہ نے جو ذکر کیا ہے اس میں کچھ توضیحات اور ضمیمے شامل کرنا، جیسے کچھ حد بندیاں کرنا اور حسب ضرورت ابواب کی ابتدا میں جدول (فہرست) کی شکل میں خلاصہ پیش کرنا۔

زیادہ تر اضافوں میں ہم نے مصنف رحمہ اللہ کے شاگرد رشید علامہ محمد بن صالح عثیمین رحمہ اللہ (اللہ تعالیٰ دونوں کی مغفرت فرمائے) کی ترجیح پر اعتماد کیا ہے جسے انہوں نے اپنی دو کتابوں "الشَّرح المُمتع على زاد المُستقنع" اور "فتح ذي الجلال والإكرام بشرح بلوغ المَرام" میں ذکر کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ وہ ہمارے اس عمل کو شرف قبولیت بخشے، اور اسے خالص اپنی رضامندی کے لیے منتخب کر لے، اور قاری و مبتدی دونوں کے لیے اسے مفید بنا دے۔ یقیناً وہ بڑا سننے والا اور جاننے والا ہے۔

[مقدمہ مؤلف]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہم اسی کی مدد چاہتے ہیں

الْحَمْدُ للهِ، نَحْمَدُهُ، وَنَسْتَعِينُهُ، وَنَسْتَغْفِرُهُ، وَنَتُوبُ إِلَيْهِ، وَنَعُوذُ بِاللهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا، وَسَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا، مَنْ يَهْدِ اللهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ، وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ.

أَمَّا بَعْدُ؛

یہ فقہ کی ایک مختصر کتاب ہے، جس میں، میں نے مسائل اور دلائل کو یکجا کیا ہے۔ اور اس میں صرف ان اہم ترین اور مفید چیزوں کو ذکر کرنے پر اکتفا کیا ہے، جو اس موضوع کے لیے اشد ضروری تھا، اور حکم واضح ہونے کی صورت میں اکثر وبیشتر صرف نص کو ذکر کرنے پر اکتفا کیا ہے، تاکہ نو آموز کے لیے اسے یاد کرنا اور سمجھنا آسان ہو، کیونکہ:

علم نام ہے: حق کو اس کی دلیل کے ساتھ جاننے کا۔

اور فقہ کہتے ہیں: فرعی شرعی احکام کو اس کی دلیلوں: قرآن، حدیث، اجماع اور صحیح قیاس کے ساتھ جاننا۔

طوالت سے بچنے کی خاطر میں نے محض مشہور دلیلوں کو ذکر کیا ہے، اور اختلافی مسائل میں شرعی دلیلوں کی روشنی میں مجھے جو قول راجح نظر آیا میں نے صرف اسے ہی ذکر کرنے پر اکتفا کیا ہے۔

اہم سوال: ہم فقہ کیوں پڑھیں؟

جواب: عبادت اس وقت تک قابل قبول نہیں، جب تک اس میں دو چیزیں شامل نہ ہوں:

اخلاص:
یعنی شرک اور ریاکاری کی ملاوٹ کے بنا صرف ایک اللہ کو راضی کرنے کی خاطر عبادت کرنا، چنانچہ اسی لیے ہم توحید کو پڑھتے ہیں۔

اتباع:
یعنی اس شریعت کی پیروی کرنا جس کو لے کر محمد ﷺ تشریف لائے، چنانچہ اسی لیے ہم فقہ پڑھتے ہیں۔

شرعی احکام کی دو قسمیں ہیں:

[ا] احکام [تکلیفیہ:] پانچ ہیں:

حکم:	تعریف:	حد:	اس کو یہ بھی کہا جاتا ہے:
[ا] وَاجِب	جس کے کرنے والے کو ثواب دیا جاتا ہے [تعمیل کرنے کی وجہ سے]، اور اس کے چھوڑنے والے کو سزا دیا جاتا ہے [اس کا مستحق ہونے کی وجہ سے]	شارع نے جس چیز کو لازمی طور پر انجام دینے کا حکم دیا ہے	فرض / فریضہ / حتمی / لازمی
[ب] حَرَام	اس کی ضد [یعنی: واجب]	شارع نے جسے لازمی طور پر چھوڑنے کا حکم دیا ہے	مُحرَّم / ممنوع
[ج] مَکرُوہ	جس کے چھوڑنے والے کو ثواب دیا جاتا ہے [تعمیل کرنے کی وجہ سے]، جبکہ اس کے کرنے والے کو سزا نہیں دیا جاتا ہے	شارع نے جس سے روکا ہے مگر لازمی طور پر چھوڑنے کا حکم نہیں دیا ہے	مُبغَّض
[د] مَسنُون	اس کی ضد [یعنی: مکروہ کی ضد]	شارع نے جس کا حکم تو دیا ہے مگر لازمی طور پر نہیں	سنت / مُستحب / نفل / مندوب / رغیبہ / فضیلت
[ہ] مُبَاح	جس کا کرنا اور نہ کرنا دونوں برابر ہے	جس سے نہ تو کوئی امر (حکم) متعلق ہے اور نہ بذاتہ اس سے روکا گیا ہے	حلال / جائز

[۲] احکام وضعیہ: ان میں سے چند مندرجہ ذیل ہیں:

[ا] صحیح	[ب] فاسد	[ج] سبب	[د] شرط	[ھ] مانع

مکلف [اس سے مراد عاقل وبالغ شخص ہے] کے اوپر واجب ہے کہ اپنی عبادات اور معاملات وغیرہ میں اسے جن چیزوں کی ضرورت ہے ان کا علم حاصل کرے۔

نبی ﷺ کا فرمان ہے: **"اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے اسے دین کی سمجھ عطا فرماتا ہے"**۔ متفق علیہ۔

کتاب کے محتویات ومشمولات:

پہلا: عبادات

اس سے اس لئے شروع کیا جاتا ہے کیونکہ یہ اشرف ہے، جو کہ: ارکان اسلام ہے، پھر جہاد ہے:

ابواب کی تفصیل:

- کتاب الطهارة
- کتاب الصَّلاة
- کتاب الزکوة
- کتاب الصِّيام
- کتاب الحج
- کتاب الجهاد (مصنف رحمہ اللہ نے اختصار کے پیش نظر اس کتاب کو چھوڑ دیا ہے)

دوسرا: معاملات

کیونکہ مکلف کو اس کی ضرورت پڑتی ہے، اور یہ حاجت وضرورت کے مطابق مرتب ہے، چنانچہ لوگوں کو کھانے پینے کی ضرورت ہوتی ہے اور اس کا حصول بیع وشراء کے ذریعہ ہی ممکن ہے، اور کھا کر جب وہ آسودہ ہوگا تو اسے نکاح کی خواہش ہوگی، اور جب نکاح کرے گا تو لا محالہ طلاق بھی واقع ہوگی، جس کے بعد عدت کا معاملہ ہے، تکبر اور گھمنڈ کرتے ہوئے کوئی کسی پر ظلم بھی کر سکتا ہے جس سے روکنے کے لئے سختی کی ضرورت ہے، لہذا قصاص، حدود اور قضاء وغیرہ کا ذکر کیا ہے۔

ابواب کی تفصیل:

- کتاب البيوع
- کتاب المواريث
- کتاب النِّكاح
- کتاب الصَّداق
- کتاب الطَّلاق
- کتاب العِدد والاستبراء
- کتاب الاطعمة
- کتاب الجنايات
- کتاب الحدود
- کتاب القضاء والدَّعاوى والبيِّنات وأنواع الشَّهادات (قضا، دعاوی، بینات اور شہادات کی قسموں سے متعلق باب)

فقہاء کرام اپنی کتابوں کی شروعات کتاب الطہارۃ سے کیوں کرتے ہیں؟

- کیونکہ اس کا تعلق ارکان اسلام میں سب سے پہلے رکن سے ہے، لہذا ظاہری طہارت سے قبل باطنی طہارت ضروری ہے۔
- تخلیہ سے قبل تحلیہ کی ضرورت ہے۔
- کیونکہ عبادت اسی وقت مقبول ہے جب اس میں اخلاص اور متابعت ہو۔
- کیونکہ یہ نماز کی شرطوں میں سے ہے، اور نماز سے متقدم ہے۔

فقہاء کرام فقہی کتابوں کو کس (باب) کے ذریعہ ختم کرتے ہیں؟

باب الاقرار (اور یہ اولی ہے): توحید پر ان کے خاتمہ کا نیک فال لیتے ہوئے۔

باب العتق (آزادی کا باب): قیامت کے دن جہنم سے ان کے آزاد کئے جانے کا نیک فال لیتے ہوئے۔

فصل [شہادتین کے سلسلے میں]

نبی ﷺ نے فرمایا: "اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے: اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی حقیقی معبود نہیں، اور یہ کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں، نماز قائم کرنا، زکوٰۃ دینا، بیت اللہ کا حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا"۔ متفق علیہ۔

۞ (لا الہ الا اللہ) کی گواہی کا مطلب ہے: بندے کا اس بات کو جاننا، اعتقاد رکھنا اور اس بات کا عزم کرنا کہ الوہیت اور عبودیت کا مستحق اللہ کے سوا کوئی بھی نہیں، وہ تنہا اور اکیلا ہے اور اس کا کوئی ساجھی نہیں۔

اس سے بندے کے اوپر واجب آتا ہے کہ: تمام دین کو اللہ تعالیٰ کے لئے خالص کرے، اس کی ظاہری وباطنی سبھی عبادتیں محض ایک اللہ ہی کے لئے ہوں، اور دین کے تمام معاملوں میں کسی کو بھی اللہ کا شریک نہ بنائے۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَمَآ أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ مِن رَّسُولٍ إِلَّا نُوحِيٓ إِلَيْهِ أَنَّهُۥ لَآ إِلَٰهَ إِلَّآ أَنَا۠ فَٱعْبُدُونِ ﴿ (تجھ سے پہلے بھی جو رسول ہم نے بھیجا اس کی طرف یہی وحی نازل فرمائی کہ میرے سوا کوئی معبود برحق نہیں پس تم سب میری ہی عبادت کرو)۔

۞ (محمد رسول اللہ) کی گواہی کی مطلب ہے کہ: بندہ یہ اعتقاد رکھے کہ اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو ثقلین -انس وجن- کی طرف خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا، جو انہیں اللہ کی توحید اور اطاعت کی دعوت دیتا ہے، آپ کی خبروں کی تصدیق کی جائے، اوامر کو بجالایا جائے اور نواہی سے اجتناب کیا جائے، اور یہ کہ دنیا وآخرت کی صلاح ونیک بختی آپ پر ایمان لانے اور آپ کی طاعت کرنے کے ذریعہ ہی ممکن ہے، نیز آپ کی محبت کو اپنے نفس، اولاد اور تمام انسانوں کی محبت پر مقدم رکھے۔

اور یہ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی رسالت کو ثابت کرنے کے لئے معجزات کے ذریعہ آپ کی تائید فرمائی، اور جس علوم کاملہ اور اخلاق عالیہ پر آپ کو پیدا فرمایا ہے، اور جس ہدایت، رحمت، حق اور جن مصالح دینیہ ودنیویہ پر آپ کا لایا ہوا دین شامل ہے (اس پر ایمان رکھنا)۔

آپ کی سب سے بڑی نشانی: یہ عظیم قرآن ہے جس میں سچی خبریں، اوامر اور نواہی ہیں، واللہ اعلم۔

دین کے تین مراتب ہیں:

[۱] اسلام: جس کا مطلب ہے، توحید اپناتے ہوئے اللہ کے سامنے سر تسلیم خم کر دینا، طاعت کے ذریعہ اس کے سامنے سرنگوں ہو جانا، اور شرک ومشرکین سے براءت ظاہر کرنا، اور اس کے پانچ ارکان ہیں۔

[۲] ایمان: اور اس کے چھ ارکان ہیں: اللہ پر، اس کے فرشتوں پر، اس کی کتابوں پر، اس کے رسولوں پر، آخرت کے دن پر اور اچھی وبری تقدیر پر ایمان رکھنا۔

[۳] احسان: اس کا ایک رکن ہے: آپ اللہ کی عبادت ایسے کریں مانو آپ اسے دیکھ رہے ہیں، اور اگر آپ اسے نہیں دیکھ رہے ہیں تو وہ آپ کو دیکھ رہا ہے۔

[كتاب الطهارة]

طہارت کے اقسام:

[۱]معنوی طہارت: شرک، بدعت اور معاصی سے۔

[۲]حسی طہارت:

[ا]طہارت حدثِ:(مادی طہارت)
- اکبر سے (غسل کرکے)۔
- اصغر سے (وضوء کرکے)۔

[ب]خبث(نجاست)سے طہارت:
- بدن کی۔
- کپڑے کی۔
- جگہ کی۔

حدث	یہ ایسا وصف ہے جو بدن کے ساتھ لگا ہوتا ہے جس کی وجہ سے نماز اور اس جیسی دیگر عبادتیں جن کے لئے طہارت شرط ہے ممنوع ہو جاتی ہیں، جیسے: طواف۔
نجاست	ہر وہ عین نجاست جس سے پاکی حاصل کرناواجب ہے، جیسے: آدمی کا پیشاب وپاخانہ۔

طہارت حاصل ہوگی:

[۱]پانی سے(جو کہ اصل ہے):اور اس کی قسمیں ہیں:
- **[ا]طہور(پاک):** اس سے طہارت حاصل کرنا صحیح ہے
- **[ب]نجس(ناپاک):** اس سے طہارت حاصل کرنا صحیح نہیں ہے

[۲]مٹی سے(تیمم کے ذریعہ،جو کہ فرع ہے): پانی کی عدم موجودگی یا اس کے استعمال پر عدم قدرت کے وقت یہ حدث اکبر اور اصغر سے پاک کرتا ہے۔

قضاء حاجت سے فارغ ہونے کے بعد درج ذیل دونوں کے مابین جمع کرنا مشروع ہے-اور کسی ایک پر اکتفا کرنا بھی کافی ہے-:

[۱]استنجاء: یہ صرف پانی سے ہوگا۔

[۲]استجمار: یہ تین پتھروں یا ان جیسی چیزوں سے ہوگا جو عادتاً نجاست والی جگہ کو صاف کردے۔

نجاست: یہ ہر وہ عین (ظاہر) ہے جس سے پاکی حاصل کرنا واجب ہے، اور طریقۂ ازالہ کے اعتبار سے اس کی قسمیں ہیں:

[۱] مُغلظہ: یہ کتا کی نجاست ہے، نبی ﷺ نے ایسے برتن کو جس میں کتا منہ ڈال دے سات بار دھونے کا حکم دیا ہے، اور پہلی بار مٹی سے دھویا جائے گا۔

[۲] مُخففہ: یہ نچوڑے بنا صرف پانی کے چھینٹے سے زائل کیا جائے گا، اور یہ اس لڑکے کے پیشاب کے لیے ہوگا جو کھانا نہیں کھاتا ہو، اور مذی سے اور منی سے، باوجودیکہ منی پاک ہے مگر نبی ﷺ، نم ہونے کی صورت میں اس پر پانی چھڑکتے تھے اور خشک ہونے کی صورت میں اسے کھرچ دیتے تھے۔

[۳] مُتوسطہ: اسے دھوکر صاف کیا جائے گا، یعنی پانی کا چھینٹا مار کر نچوڑتے ہوئے، اور یہ ہر اس نجاست میں ہوگا جو مغلظ اور مخفف کے علاوہ ہو، جیسے مرد و عورت کا پیشاب وغیرہ جیسی نجاستیں۔

سنن فطرت میں سے ہے:

[۱] ختنہ کرنا: یہ مردوں کے حق میں واجب ہے اور ان عورتوں کے حق میں سنت ہے جن کو اسکی ضرورت ہے۔

[۲-۵] مونچھ تراشنا، ناخن کاٹنا، بغل کے بال اکھیڑنا اور زیر ناف کے بال مونڈنا:

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: **"مونچھیں کترنے، ناخن تراشنے، زیر ناف کا بال مونڈنے اور بغل کا بال اکھاڑنے کا ہمارے لیے وقت مقرر فرما دیا ہے، اور وہ یہ کہ ہم انہیں چالیس دن سے زیادہ نہ چھوڑے رکھیں"،** حاصل کلام یہ ہے کہ ان چیزوں کو چالیس دن سے زائد چھوڑنا غیر مناسب

[۶] داڑھی بڑھانا: اس کو بڑھانا واجب ہے، اور اس کو مونڈنا کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔

[۷] مسواک: یہ دانت صاف کرنے کے لئے اَراک (پیلو) کی ٹہنی یا اس جیسی کسی چیز کے استعمال کو کہتے ہیں، اور یہ سنت ہے۔ اور یہ مؤکد ہوتا ہے: ہر وقت، وضو کے وقت، نماز کے وقت، گھر میں داخل ہوتے وقت، قرآن کی تلاوت کرتے وقت، نیند سے بیدار ہوتے وقت، جانکنی کے عالم میں اور منہ کا ذائقہ بدل جانے پر۔

[۸-۱۰] ناک میں پانی ڈالنا، پوروں کو دھونا، اور پانی بہانا: پوروں سے مراد انگلیوں کے پور اور جوڑ ہیں، پانی بہانا سے مراد استنجا کرنا ہے، اور اس کی دلیل صحیح مسلم میں وارد عائشہ رضی اللہ عنہا والی حدیث ہے۔

فصل [طہارت کے اقسام میں]

جہاں تک نماز کی بات ہے: تو اس کے کچھ شروط ہیں جو اس سے متقدم ہیں، انہیں میں سے ایک طہارت ہے: جیسا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "**اللہ تعالیٰ بغیر طہارت کے نماز قبول نہیں کرتا ہے**"۔ متفق علیہ۔ جو طہارت حاصل نہیں کرتا ہے:

[۱] حدث اکبر اور حدث اصغر سے۔

[۲] نجاست سے۔

= تو اس کی نماز نہیں ہوئی۔ اور طہارت کی دو قسمیں:

[۱] **پہلی:** پانی سے طہارت حاصل کرنا، اور یہ اصل ہے۔

[۲] **دوسری:** مٹی سے طہارت حاصل کرنا، اور یہ فرع ہے۔

پانی کی قسمیں: (صحیح بات یہی ہے کہ پانی کی محض دو قسمیں ہیں: طہور-خود بھی پاک اور دوسروں کو بھی پاک کرنے والا- اور نجس)

[۱] آسمان سے برسنے والا سبھی پانی، یا چشمہ کا پانی، تو وہ طہور ہے، جو حدث اور نجاست سے پاک کرتا ہے، گرچہ کوئی پاک چیز ملنے کی وجہ سے اس کا رنگ، یا ذائقہ یا بو بدل چکی ہو، جیسا کہ نبی ﷺ نے فرمایا ہے: "**پانی پاک کرنے والا ہوتا ہے اس کو کوئی چیز ناپاک نہیں کرتی ہے**"۔ اسے اہل سنن نے روایت کیا ہے، اور یہ حدیث صحیح ہے۔

[۲] اگر نجاست ملنے کی وجہ سے اس کا کوئی وصف [یعنی: ذائقہ، رنگ یا بو] بدل جاتا ہے = تو وہ نجس ہے، جس سے بچنا واجب ہے۔

اشیاء میں اصل: طہارت اور اباحت ہے، لہذا:

[۱] اگر کسی مسلمان کو پانی، کپڑا یا جگہ وغیرہ میں پاکی اور ناپاکی کا شک ہو جائے، تو وہ طاہر اور پاک ہے۔

[۲] یا خود کی طہارت کا یقین تو ہو مگر حدث کا شک ہو جائے، تو وہ طاہر اور پاک ہے۔

اُس آدمی کے سلسلے میں نبی ﷺ کے اس فرمان کی وجہ سے جو نماز کے دوران کسی چیز کا گمان کرے کہ: "**وہ نماز اس وقت تک نہ توڑے جب تک وہ آواز نہ سن لے یا بو نہ سونگھ لے**"۔ متفق علیہ۔

اور اس بات کی تائید اس مجمع علیہ فقہی قاعدے سے بھی ہوتی ہے کہ: **(یقین شک کی وجہ سے زائل نہیں ہوگا)**، اس کا مطلب یہ ہے کہ جو چیز یقین کے ذریعہ ثابت ہو وہ یقین کے ذریعہ ہی زائل ہوگی، مطلب یہ کہ اس سے کم تر چیز جیسے شک یا وہم کے ذریعہ وہ زائل نہیں ہوگی۔

اور نبی ﷺ نے سمندر کے بارے میں فرمایا ہے: "**اس کا پانی پاک کرنے والا ہے اور اس کا مردار حلال ہے**"۔

[برتن کا باب]

سبھی طرح کے برتنوں کا استعمال حلال ہے۔ سوائے سونے چاندی کے برتنوں کے، اور جس برتن میں ان دونوں کا استعمال کیا گیا ہو، البتہ بطور ضرورت کم مقدار میں چاندی کا استعمال جائز ہے۔

برتن میں چاندی کے استعمال کے جائز ہونے کی شرطیں:

[۱] بطور جوڑ کے ہو	[۲] تھوڑا ہو	[۳] چاندی ہو	[۴] اس کی حاجت ہو

نبی ﷺ کے اس فرمان کی وجہ سے: **"سونے چاندی کے برتنوں میں نہ پیو، نہ ہی اس کے برتنوں میں کھاؤ، کیونکہ یہ ان (کافروں) کے لئے دنیا میں ہے اور تمہارے لئے آخرت میں"**۔ متفق علیہ۔

کافروں کے برتن استعمال کرنے کا حکم:

[۱] جس کی پاکی کے بارے میں ہمیں معلوم ہو: تو وہ پاک ہے اور اس کا استعمال کرنا جائز ہے۔	[۲] جس کی ناپاکی کے بارے میں ہمیں معلوم ہو: وہ ناپاک ہے اور استعمال کرنے سے قبل اس کو دھونا واجب ہے۔	[۳] جس کے بارے میں ہمیں شک ہو: اس سلسلے میں ہم اصل پر عمل کریں گے، جو کہ اس کی پاکی ہے۔

کافروں کے پہنے ہوئے کپڑے کا حکم: اس میں اصل اباحت ہے، لیکن کچھ تفصیل کے ساتھ:

[۱] جس کے بارے میں ہمیں یہ معلوم ہو کہ وہ نجاست سے نہیں بچتا ہے، جیسے نصاریٰ = تو اولیٰ یہ ہے کہ اس کے کپڑے سے بچا جائے۔	[۲] اور جس کے بارے میں ایسا معروف نہ ہو، تو اس کا کپڑا استعمال کرنا ہمارے لئے مباح ہے۔

دباغت دیے گئے چمڑا کا حکم:

نمک یا اس طرح کے کسی اور مادہ کے ذریعہ چمڑا میں موجود گندگی اور غلاظت کی صفائی کرنے کو دباغت کہا جاتا ہے۔	ہر وہ جانور جس کا گوشت کھانا حلال ہے، اس کا چمڑا دباغت کے ذریعہ پاک کیا جا سکتا ہے۔

استنجا اور قضاء حاجت کے آداب کا باب

جب بیت الخلاء میں داخل ہو تو یہ کرنا مناسب ہے:

[۱] بایاں پاؤں آگے بڑھائے۔

[۲] یہ دعا پڑھے: «بِسْمِ اللَّهِ، اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْخُبْثِ وَالْخَبَائِثِ».

اور جب اس سے نکلے تو:

[۱] داہنا پاؤں آگے بڑھائے۔

[۲] یہ دعا پڑھے: «غُفْرَانَكَ»، «الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَذْهَبَ عَنِّي الْأَذَى وَعَافَانِي».

نوٹ: دعا «الْحَمْدُ لِلَّهِ...» والی حدیث ضعیف ہے، لہذا اس دعا کو پڑھنا مشروع نہیں ہے، واللہ تعالیٰ اعلم۔

بیٹھنے میں اپنے بائیں پاؤں پر اپنا بھار رکھے اور داہنے پاؤں کو کھڑا رکھے۔

اور [واجبی طور پر] کسی دیوار وغیرہ سے پردہ کرے، اور اگر کھلی جگہ میں ہو تو دور چلا جائے۔

زمین کے قریب ہونے سے پہلے اپنا ستر نہ کھولے۔

مندرجہ ذیل جگہوں میں قضاء حاجت کرنا جائز نہیں ہے:

[۱] راہ میں۔	[۲] یا لوگوں کے بیٹھنے کی جگہوں میں۔	[۳] یا پھل دار درختوں کے نیچے۔	[۴] یا ایسی جگہ میں جو لوگوں کی اذیت کا باعث بنے۔	[۵] یا ٹھہرے ہوئے پانی میں۔

قضاء حاجت کی حالت میں قبلہ کی طرف منہ یا پیٹھ نہیں کی جائے گی، نبی صَلَّىٰ اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے اس فرمان کی وجہ سے: **"جب تم پاخانہ کے لئے آؤ تو پاخانہ یا پیشاب کے وقت قبلہ کے رخ نہ منہ کرو اور نہ ہی پیٹھ، لیکن پورب یا پچھم رخ ہو جاؤ"**۔ متفق علیہ۔

اور اس کے لئے حلال نہیں ہے:

- کہ اپنے ذکر کو داہنے ہاتھ سے چھوئے، یا اس کے ذریعہ استنجا کرے۔
- کسی ایسی چیز کو لے کر بیت الخلاء میں داخل ہو جس میں اللہ کا ذکر ہو، چنانچہ بیت الخلاء کے اندر رہنے کے دوران اس پر اللہ کا ذکر چھوڑے رکھنا واجب ہے۔

اس کے لئے مکروہ ہے: قضاء حاجت سے فارغ ہو جانے کے بعد بیت الخلاء میں بلا ضرورت بیٹھے رہنا۔

جب قضاء حاجت سے فارغ ہو جائے تو:

[۱] تین پتھروں یا ان جیسی کسی چیز کا استعمال کرے جو اس جگہ کو صاف کر دے۔

[۲] پھر پانی سے استنجا کرے۔

ان دونوں میں سے کسی ایک پر اکتفا کرنا بھی کافی ہے۔

اور بطور استجمار (پیشاب و پاخانہ کے بعد اس مقام کی صفائی و پاکی کے لئے استعمال) نہیں کیا جائے گا:

[۱] لید یا ہڈی، کیونکہ نبی ﷺ نے اس سے روکا ہے۔

[۲] اور اسی طرح سے ہر حرمت والی چیز۔

استجمار (پیشاب و پاخانہ کے بعد پتھر یا مٹی کا استعمال کرنے) کی شرطیں:

[۱] یہ تین یا تین سے زائد بار پونچھنے کے ذریعہ ہو، لہٰذا ایک ہی جگہ سے ایک سے زائد بار نہ پونچھے۔

[۲] یہ صاف کرنے کے قابل ہو، اور صفائی اس طرح سے معلوم ہوگی کہ پتھر یا ٹشو پیپر سوکھنے کی صلاحیت رکھتا ہو۔

[۳] استجمار کسی نجس، یا محترم چیز جیسے کھانا کے ذریعہ نہ ہو، اور نہ ہی ہڈی یا گوبر کے ذریعہ ہو۔

کھڑے ہو کر پیشاب کرنے حکم: ایسا کرنا دو شرطوں کے ساتھ جائز ہے کہ:

[۱] پیشاب کے چھینٹوں کے جسم اور کپڑے پر گرنے سے مامون ہو۔

[۲] بے پردگی کا خوف نہ ہو۔

حذیفہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ: **"نبی ﷺ کا گزر ایک قوم کے کوڑا کرکٹ کے ڈھیر پر سے ہوا تو آپ نے کھڑے ہو کر پیشاب کیا"۔** متفق علیہ۔

قضاء حاجت اور موبائل سے متعلق بعض تنبیہات:

[۱] ایسا رنگ ٹون نہ رکھیں جس میں اللہ عزوجل کا ذکر ہو، چاہے وہ آیات ہوں یا اذان یا دعا، اس خوف سے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ بیت الخلا میں ہوں اور آپ کے موبائل کا اذکار والا رنگ ٹون بج اٹھے۔

[۲] قضاء حاجت کے وقت موبائل استعمال کرنا، کیونکہ یہ بیت الخلا میں زیادہ دیر تک بیٹھنے کا باعث بنتا ہے، جو کہ مکروہ ہے۔

[۳] موبائل میں کوئی ایسی چیز نہ ہو جس کے اندر اللہ کا ذکر ہو، کیونکہ یہ اسی کے حکم میں ہے جس میں اللہ کا ذکر ہو، ذکر اگر موبائل اسکرین پر دکھائی دے تو ایسا کرنا بھی صحیح نہیں ہے، لیکن اگر یہ ظاہر نہیں ہو یا چھپا ہوا ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے، لیکن موبائل کو باہر چھوڑنا ہی بہتر ہے، الا یہ کہ اگر (چوری وغیرہ) کا ڈر ہو تو لے جانے میں کوئی حرج نہیں۔

فصل [نجاست اور نجس چیزوں کے ازالہ کے سلسلے میں]

بدن، یا کپڑا یا جگہ یا کسی اور چیز سے سبھی طرح کی نجاسات کو دھونے کے لئے کافی ہے = کہ اس عین نجاست کو اس کی جگہ سے زائل کر دیا جائے۔ کیونکہ شارع نے کتے کی نجاست کو چھوڑ کر کسی اور نجاست کو دھونے کے لئے کسی خاص عدد کی تعیین نہیں کی ہے، تاہم کتے کی نجاست کو دھونے کے لئے سات عدد کی تعیین کی ہے جس میں ایک بار مٹی سے دھونا شامل ہے، [جیسا کہ متفق علیہ حدیث میں وارد ہے۔]

اور نجس چیزیں ہیں:

[۱] آدمی کا پیشاب۔

[۲] اور اس کا پاخانہ۔

[۳] اور خون، الا یہ کہ خون اگر کم مقدار میں ہو تو معاف ہے، اور اسی کے مانند ہے: جس جانور کا گوشت کھانا حلال ہے اس کا بہا ہوا خون، لیکن جو خون گوشت اور رگوں میں باقی رہے، تو وہ پاک ہے، [اور حیض کا خون ناپاک ہے]۔

[۴] مذی: یہ ایسا پانی ہوتا ہے جو بنا رنگ کے ہوتا ہے، جو بوس وکنار یا جماع کے وقت نکلتا ہے۔

[۵] وَدْی: یہ گاڑھا سفید پانی ہوتا ہے، جو پیشاب کے بعد نکلتا ہے۔

جسے مذی یا ودی لگ جائے وہ اپنے ذکر کو دھوئے اور وضو کرے، غسل کرنا اس پر واجب نہیں ہے۔

نجاستوں میں سے ہے:

[۶] ہر وہ حیوان جس کا گوشت کھانا حرام ہے، اس کا پیشاب یا پاخانہ۔

[۷] سبھی درندے نجس ہیں۔

[۸] اسی طرح سے سبھی مردے نجس ہیں، سوائے: انسانی مردے کے، اور جس کے اندر سیال نفس نہ ہو [یعنی: جس کے اندر خون نہ ہو]، نیز مچھلی اور ٹڈی، کیونکہ یہ پاک ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿ حُرِّمَتۡ عَلَيۡكُمُ ٱلۡمَيۡتَةُ وَٱلدَّمُ ﴾ (تم پر حرام کیا گیا مردار اور خون)۔

ہر طرح کی نجاستوں کی تھوڑی مقدار معاف ہے۔
نجاستوں کی تھوڑی سی مقدار جس سے بچنا مشکل ہونے کی وجہ سے معاف کیا گیا ہے، اس کی ایک مثال یہ ہے کہ: جسے سلس البول کی بیماری ہو اس کے لئے پیشاب کی تھوڑی سی مقدار معاف ہے۔

نبی ﷺ نے فرمایا: "**مومن ناپاک نہیں ہوتا ہے نہ تو زندہ اور نہ ہی مردہ**"۔
مزید فرمایا: "**ہمارے لئے دو مردار اور دو قسم کے خون حلال کئے گئے ہیں۔ رہے دو مردار: تو وہ مچھلی اور ٹڈی ہیں، جب کہ دو قسم کے خون: جگر اور تلی ہیں**"۔ اسے احمد اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔
اور جہاں تک بات ہے:

[۱] ماکول اللحم حیوانات کے گوبر اور پیشاب کی: تو یہ پاک ہیں۔	[۲] آدمی کا منی پاک ہے، نبی ﷺ، نم ہونے کی صورت میں اسے دھو دیتے تھے اور خشک ہونے کی صورت میں کھرچ دیتے تھے۔

چھوٹا بچہ جو شہوت مٹانے کے لئے کھانا نہ کھاتا ہو، اس کے پیشاب کے لئے: صرف پانی کا چھینٹا مارنا کافی ہے، جیسا کہ نبی ﷺ نے فرمایا ہے: "**لڑکی کے پیشاب کو دھویا جائے گا اور لڑکے کے پیشاب پر چھینٹا مارا جائے گا**"۔ اسے ابو داود اور نسائی نے روایت کیا ہے۔
جب کسی چیز کی عین نجاست زائل ہو جائے تو وہ پاک مانا جائے گا، اور رنگ یا بو کے موجود رہنے سے کوئی فرق نہیں پڑے گا، نبی ﷺ کے اس فرمان کی وجہ سے جو انہوں نے حیض کے خون کے بارے میں خولہ (رضی اللہ عنہا) سے کہا تھا: "**پانی سے دھونا تیرے لئے کافی ہے، اور اس کا اثر باقی رہنا تجھے کوئی نقصان نہیں پہونچائے گا**"۔

وضو کی صفت کا باب

وضو کی شرطیں دس ہیں:

[۱] اسلام۔	[۲] عقل۔	[۳] تمیز۔	[۴] نیت۔

[۵] اولِ وضوء سے لے کر وضو ختم ہونے تک نیت مستمر رہے۔	[۶] اونٹ کا گوشت کھاتے ہوئے یا پیشاب کرتے ہوئے وضو نہ کرے، بلکہ لازمی طور پر وضو شروع کرنے سے قبل نواقض وضوء سے فارغ ہو جائے۔	[۷] وضو کرنے سے پہلے پانی یا پتھر و مٹی وغیرہ کا استعمال کر لے، الا یہ کہ یہ وضو ریاح خارج ہونے، نیند سے بیدار ہونے، یا اونٹ کا گوشت کھانے کی وجہ سے ہو۔
[۸] وضو کا پانی پاک اور مباح ہو۔	[۹] اس چیز کو ختم کرے جو پانی کو چمڑے تک پہنچنے سے روک دے۔	[۱۰] جو دائمی حدث والی بیماری میں مبتلا ہو اس کے لئے نماز کا وقت ہونا۔

وضو کے فرائض چھ ہیں (چار تو وہی جو آیت وضو میں مذکور ہیں، اس کے ساتھ ساتھ ترتیب اور موالاۃ)

[۱] چہرہ کو دھونا اور اسی میں شامل ہے: کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا۔

[۲] دونوں ہاتھوں کو کہنیوں سمیت دھونا۔

[۳] پورے سر کا مسح کرنا، اور اسی میں شامل ہے: دونوں کان۔

[۴] دونوں پاؤں کو ٹخنوں سمیت دھونا۔

[۵] ترتیب۔

[۶] موالاۃ: اس کا مطلب یہ ہے کہ: وضو کرنے والا کسی عضو کو دھونے میں اتنی تاخیر نہ کرے کہ اس سے پہلے والا عضو سوکھ جائے۔

اور یہ [یعنی: وضو] اس طرح سے کرے:

[۱] حدث دور کرنے کی، یا نماز کے لئے وضو کی یا اس جیسی کسی چیز کی نیت کرے، اور **نیت:** سبھی اعمال کے لئے شرط ہے، چاہے وہ طہارت ہو یا کچھ اور، نبی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے اس فرمان کی وجہ سے: **"عملوں کا دارومدار نیتوں پر ہے، اور ہر انسان کے لئے وہی ہے جو اس نے نیت کی"**۔ متفق علیہ۔ [نیت کرنے کی جگہ دل ہے، اور زبان سے اس کا تلفظ کرنا بدعت ہے]۔

[۲] پھر **"باسم الله"** کہے۔

[۳] اور اپنی ہتھیلی کو تین بار دھوئے۔

[۴] پھر تین چلو سے تین بار کلی کرے اور ناک میں پانی ڈالے۔

[۵] پھر تین بار اپنے چہرے کو دھوئے۔

[۶] اور دونوں ہاتھوں کو کہنیوں سمیت دھوئے۔

[۷] اور اپنے دونوں ہاتھوں سے ایک بار اپنے سر کے ابتدائی حصہ سے مسح کرتے ہوئے گُدی تک لے جائے، پھر اسی جگہ واپس لے آئے جہاں سے شروع کیا تھا۔

[۸] پھر اپنی شہادت کی دونوں انگلیوں کو دونوں کانوں کی سوراخ میں داخل کرے اور انگوٹھے سے کان کے ظاہری حصہ کا مسح کرے۔

[۹] پھر اپنے دونوں پاؤں کو ٹخنوں سمیت تین تین بار دھوئے۔

یہ مکمل وضو ہے جسے نبی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے انجام دیا ہے، لیکن اس سلسلے میں فرض یہ ہے:

[۱] (اعضاء وضو کو کم از کم) ایک بار دھونا۔

[۲] اس کو اسی ترتیب سے کرے، جس طرح سے اللہ نے اسے اپنے اس فرمان میں ذکر کیا ہے: ﴿يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ إِذَا قُمْتُمْ إِلَى ٱلصَّلَوٰةِ فَٱغْسِلُواْ وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى ٱلْمَرَافِقِ وَٱمْسَحُواْ بِرُءُوسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى ٱلْكَعْبَيْنِ﴾ (اے ایمان والو! جب تم نماز کے لئے اٹھو تو اپنے منہ کو اور اپنے ہاتھوں کو کہنیوں سمیت دھو لو، اپنے سروں کا مسح کرو، اور اپنے پاؤں کو ٹخنوں سمیت دھو لو)۔

[۳] دو اعضاء وضو کو دھونے کے مابین اتنا فاصلہ نہ رکھے جو عرف عام کے خلاف ہو بایں طور کہ بعض کی بنا بعض پر نہ ہو، اسی طرح سے ہر وہ چیز جس کے لیے موالاۃ شرط ہے۔

فصل[موزوں اور پٹیوں پر مسح کرنا]

اگر کسی شخص نے موزہ یا اس جیسی کوئی چیز پہن رکھی ہو، تو وہ ان پر مسح کرے، اگر ان کی خواہش ہو تو اس کی مدت:

[۱]مقیم کے لئے ایک دن اور ایک رات ہے۔

[۲]اور مسافر کے لئے تین دن اور تین رات ہے۔

مندرجہ ذیل شرطوں کے ساتھ:

[۱]ان موزوں کو طہارت کی حالت میں پہنا ہو۔

[۲]صرف حدث اصغر کی حالت میں ہی ان پر مسح کیا جائے گا۔

[۳] دونوں موزے پاک ہوں۔

[۴] موزے پاؤں کے اکثر حصوں کو ڈھانپتے ہوں۔

[۵]مدتِ مسح کے درمیان ہی موزوں پر مسح کیا جائے(جو کہ مقیم کے لئے ۲۴ گھنٹے اور مسافر کے لئے ۷۲ گھنٹے ہیں)۔

انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعا روایت ہے کہ:"**جب تم میں سے کوئی وضو کرے اور وہ موزے پہنے ہو تو اسے چاہیے کہ اس پر مسح کرے اور موزوں میں ہی نماز پڑھے، اور انہیں نہ اتارے، الا یہ کہ جنابت لاحق ہو جائے**"۔ اسے حاکم نے روایت کیا ہے اور اسے صحیح کہا ہے۔

اگر اس کے اعضاء وضو پر پلاسٹر ہو، یا زخم پر مرہم ہو، جسے دھونے سے نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو = تو حدث اکبر اور حدث اصغر دونوں کی حالت میں اس وقت تک اس پر مسح کرے گا جب تک وہ ٹھیک نہ ہو جائے۔

اس پر مسح کرنے کے طریقہ مندرجہ ذیل ہے:

[۱]**موزوں پر:** اس کے اکثر حصوں پر مسح کیا جائے گا۔

[۲]**پٹیوں پر:** اس کے تمام حصوں پر مسح کیا جائے گا۔

	موزے:	پٹی:	عمامہ/اوڑھنی:
پہننے کی جگہ:	پاؤں	تمام بدن میں کہیں بھی	سر
مسح کرنے کی مدت:	۲۴ گھنٹہ مقیم کے لئے ۷۲ گھنٹہ مسافر کے لئے	جب تک ٹھیک نہ ہو جائے	اس کے لئے کوئی متعینہ مدت نہیں ہے
مسح کا طریقہ:	ظاہری حصوں پر مسح کرے گا	تمام حصوں پر مسح کرے گا	سر پر مسح کرے گا
مسح کب کریگا؟	حدث اصغر کی حالت میں	حدث اصغر اور اکبر کی حالت میں	حدث اصغر کی حالت میں

نواقض وضوء کا باب

نواقض وضوء مندرجہ ذیل ہیں:

[۱] پیشاب وپاخانہ کے مقام سے مطلق طور پر نکلنے والا کچھ بھی۔	[۲] بہت زیادہ خون یا اس جیسی کسی چیز کا نکلنا۔	[۳] نیند وغیر کی وجہ سے عقل کا زائل ہو جانا۔	[۴] اونٹ کا گوشت کھانا۔
[۵] شہوت کے ساتھ عورت کو چھونا	[٦] شرم گاہ کو چھونا۔	[۷] مردہ کو غسل دینا۔	[۸] اور اسلام سے پھر جانا: یہ تمام اعمال کو برباد کر دیتا ہے۔

تنبیہ: صحیح بات یہ ہے کہ بہت زیادہ خون کا نکلنا، عورت کو چھونا، شرمگاہ چھونا اور مردہ کو غسل دینا= نواقض وضوء نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی وجہ سے: ﴿أَوۡ جَآءَ أَحَدٞ مِّنكُم مِّنَ ٱلۡغَآئِطِ أَوۡ لَٰمَسۡتُمُ ٱلنِّسَآءَ﴾ (یا تم میں سے کوئی قضاء حاجت سے آیا ہو یا تم نے عورتوں سے مباشرت کی ہو)۔

اور نبی ﷺ سے پوچھا گیا: کیا ہم اونٹ کا گوشت کھانے پر وضوء کریں؟ تو آپ نے فرمایا: **"ہاں"**۔ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

اور موزوں کے سلسلے میں فرمایا: **"سوائے پاخانہ، پیشاب اور نیند کے (موزہ نہ اتارو)"**۔ اسے نسائی اور ترمذی نے روایت کیا ہے اور اسے صحیح کہا ہے۔

جن چیزوں سے غسل واجب ہوتا ہے اور اس کے طریقہ کا باب

مندرجہ ذیل چیزوں سے غسل واجب ہوتا ہے:

[۱] جنابت سے: اور اس کا مطلب ہے: [ا] جماع وغیرہ کی وجہ سے منی کا نکلنا۔ [ب] یا شرمگاہوں کا آپس میں مل جانا۔	[۲] حیض ونفاس کا خون آجانا۔	[۳] شہید کے علاوہ حالت میں مرنا۔	[۴] کافر شخص کا اسلام لانا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَإِن كُنتُمۡ جُنُبٗا فَٱطَّهَّرُواْۚ﴾ (اور اگر تم جنابت کی حالت میں ہو تو غسل کر لو)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَلَا تَقۡرَبُوهُنَّ حَتَّىٰ يَطۡهُرۡنَۖ فَإِذَا تَطَهَّرۡنَ فَأۡتُوهُنَّ مِنۡ حَيۡثُ أَمَرَكُمُ ٱللَّهُۚ﴾ الآیة؛ (اور جب تک وہ پاک نہ ہو جائیں ان کے پاس نہ جاؤ، ہاں جب وہ پاک ہو جائیں تو ان کے پاس جاؤ جہاں سے اللہ نے تمہیں اجازت دی ہے)۔ یعنی: جب وہ پاک ہونے کے بعد غسل کر لیں۔

مردہ کو غسل دینے پر نبی ﷺ نے غسل کرنے کا حکم دیا ہے۔

اور جو شخص اسلام قبول کرتا آپ ﷺ اسے نہانے کا حکم دیتے۔

نبی ﷺ کی غسل جنابت کا طریقہ مندرجہ ذیل ہے:

[۱] سب سے پہلے آپ اپنی شرمگاہ دھوتے۔	[۲] پھر کامل وضو کرتے۔	[۳] پھر اپنے سر پر تین چلو پانی ڈالتے اور اسے بال کی جڑ تک پہنچاتے۔	[۴] اس کے بعد اپنے سارے جسم پر پانی بہاتے۔	[۵] پھر وہاں سے ہٹ کر اپنے پاؤں دھوتے۔

غسل میں جو چیزیں فرض ہیں:

[۱] تمام بدن کو دھونا۔	[۲] ہلکے اور گھنے بالوں کی جڑ تک پانی پہنچانا۔

واللہ اعلم (اور اللہ زیادہ جانتا ہے)۔

تیمم کا باب

یہ طہارت کی دوسری قسم ہے۔

یہ پانی کا بدل ہے جب مکمل یا بعض اعضاء طہارت کے لئے پانی کا استعمال مشکل ہو، مندرجہ ذیل اسباب کی بنا پر:

[۱] پانی کی عدم دستیابی کی صورت میں۔	[۲] یا اس کے استعمال کی وجہ سے ضرر پہنچنے کا اندیشہ ہو۔

تو ایسی حالت میں مٹی، پانی کے قائم مقام ہو گا، اس طرح کہ:

[۱] اپنے حدث کو دور کرنے کی نیت کرے۔	[۲] اس کے بعد "بسم اللہ" کہے۔	[۳] پھر اپنے ہاتھ کو ایک بار زمین پر مارے۔	[۴] اور دونوں ہاتھوں سے اپنے مکمل چہرہ اور ہتھیلی کا مسح کرے۔

اور اگر اپنے ہاتھوں کو دوبار زمین پر مارے تو بھی کوئی حرج نہیں ہے۔

تنبیہ: صحیح بات یہ ہے کہ جان بوجھ کر دو دفعہ زمین پر مارنا جائز نہیں ہے کیونکہ یہ نبی ﷺ سے صحیح سند سے ثابت نہیں ہے، اور اصل یہ ہے کہ عبادت کو بڑھائے اور گھٹائے بنا، اسی طرح انجام دیا جائے جس طرح سے وہ ثابت ہے، واللہ اعلم۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿ فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوا بِوُجُوهِكُمْ وَأَيْدِيكُم مِّنْهُ ۚ مَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُم مِّنْ حَرَجٍ وَلَٰكِن يُرِيدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴾ (تمہیں پانی نہ ملے تو تم پاک مٹی سے تیمم کر لو، اسے اپنے چہروں پر اور ہاتھوں پر مل لو، اللہ تعالیٰ تم پر کسی قسم کی تنگی نہیں ڈالنا چاہتا بلکہ اس کا ارادہ تمہیں پاک کرنے اور تمہیں اپنی بھرپور نعمت دینے کا ہے، تاکہ تم شکر ادا کرتے رہو)۔

اور جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”**مجھے پانچ چیزیں ایسی دی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دی گئیں: ایک مہینہ کی مسافت پر رعب کے ذریعہ میری مدد کی گئی ہے، میرے لیے پوری روئے زمین مسجد اور پاکی کا ذریعہ بنادی گئی ہے، تو کوئی فرد جہاں بھی نماز کا وقت پالے، نماز پڑھ لے، اور مجھے شفاعت (عظمی) عطا کی گئی ہے، (مجھ سے پہلے) نبی خاص اپنی قوم کے لیے بھیجے جاتے تھے جبکہ میں تمام لوگوں کی طرف (نبی و رسول بنا کر) بھیجا گیا ہوں۔ متفق علیہ۔**

اور جسے حدثِ اصغر لاحق ہو، اس کے لئے حلال نہیں ہے، کہ وہ:

[۱] نماز پڑھے۔

[۲] خانۂ کعبہ کا طواف کرے۔

[۳] اور مصحف کو چھوئے۔

اور جسے حدث اکبر لاحق ہو اس کے لئے مذکورہ چیزوں کے ساتھ ساتھ مندرجہ ذیل چیزیں بھی حلال نہیں ہی، کہ وہ:

[۴] قرآن کے کسی حصہ کی تلاوت کرے۔

[۵] بلاوضو مسجد میں ٹھہرے۔

حیض اور نفاس والی عورتوں کے لیے درج ذیل چیزوں کا بھی اضافہ کیا جائے گا، کہ:

[۶] وہ روزہ نہ رکھیں۔

[۷] ان سے جماع نہ کیا جائے۔

[۸] اور نہ ہی اسے طلاق دیا جائے۔

البتہ ان کے لئے قرآن پڑھنا جائز ہے۔

اگر حج وعمرہ کے مناسک ادا کر لینے کے بعد اور اپنے ملک روانگی سے قبل انہیں حیض آجائے اور یہ حیض سفر کے دن تک باقی رہے تو ان سے طوافِ وداع ساقط ہو جاتا ہے، لہٰذا وہ بنا طواف وداع کئے ہوئے ہی اپنے ملک کو روانہ ہو جائیں گی، ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث کی وجہ سے، کہ: ”**لوگوں کو اس بات کا حکم دیا گیا تھا کہ ان کا آخری عہد بیت اللہ کے ساتھ ہو، مگر حائضہ عورت کو اس سے چھوٹ دی گئی ہے**“۔

حیض کا باب

وہ خون جو عورتوں کو نکلتا ہے اس کے سلسلے میں اصل یہی ہے کہ وہ حیض ہے۔

جس کی کوئی حد نہیں ہے: نہ تو سال کی، نہ مقدار کی اور نہ ہی تکرار کی۔

الا یہ کہ عورت کو دائمی طور پر خون جاری رہے، یا بہت تھوڑی مدت کے لئے منقطع ہو، تو ایسی صورت میں وہ مستحاضہ مانی جائیگی، اور ایسی عورتوں کو نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ نے یہ حکم دیا ہے کہ وہ اپنی عادت کے دنوں کو حیض شمار کریں (اور بقیہ دنوں کو استحاضہ)، اگر پچھلی عادت نہ ہو تو رنگوں کے درمیان تمیز کرے، اور اگر رنگوں کے درمیان تمیز کرنا بھی ممکن نہ ہو تو عام عورتوں کی عادت کے مطابق چھ یا سات دن (حیض شمار کرے، اور بقیہ دنوں کو استحاضہ)۔ واللہ اعلم۔

حیض	نفاس	استحاضہ		
اس کی کوئی حد نہیں ہے: نہ تو سال کی، نہ مقدار کی اور نہ ہی تکرار کی۔	یہ وہ خون ہے جو عورتوں کو: ولادت کے وقت یا اس سے پہلے یا اس کے بعد نکلتا ہے۔ اس کا حکم: حیض کے ہی مانند ہے۔	یہ وہ خون ہے جو لگاتار عورتوں کو نکلتا رہتا ہے، یا بہت قلیل مدت کے لئے ان سے منقطع ہوتا ہے، اور مستحاضہ کی تین حالتیں ہوتی ہیں:		
		جس کی عادت ہو: جسے اپنی عادت معلوم ہو، تو وہ ان دنوں میں نہ نماز پڑھے اور نہ روزہ رکھے۔	**جو تمیز کر سکتی ہو:** جسے اپنی عادت معلوم نہ ہو مگر رنگ، بو، کثافت اور جمنے کی بنیاد پر حیض اور غیر حیض کے خون میں جو فرق کر سکتی ہو۔	**جو حیران ہو:** جسے نہ تو اپنی عادت معلوم ہو، اور نہ ہی تمیز کر سکتی ہو، تو وہ اپنے خاندان کی عورتوں کے حساب سے ہجری مہینے کے شروع میں نماز اور روزہ نہیں ادا کریگی۔

- نفاس کی کوئی حد نہیں ہے، نہ تو کم سے کم کی اور نہ زیادہ سے زیادہ کی، لہٰذا اگر چالیس دن کے بعد بھی وہ خون دیکھے گی تو اسے نفاس ہی مانا جائے گا۔
- حائضہ عورت اگر نماز کے وقت پاک ہو جاتی ہے تو اس کے اوپر واجب ہے کہ وہ جلد از جلد غسل کرے تاکہ نماز کو وقت پر ادا کر سکے، اسی طرح سے کوئی عورت اگر سورج غروب ہونے کے بعد ایک رکعت پڑھنے کی مقدار کے برابر وقت گزر جانے کے بعد حائضہ ہوتی ہے تو اس کے اوپر واجب ہے کہ پاک ہونے کے بعد مغرب کی قضا کرے، کیونکہ اس نے حائضہ ہونے سے قبل اس کی ایک رکعت پڑھی جانے کے مقدار وقت پا لیا تھا۔

کتاب الطہارۃ سے سوال

سوال	صحیح	غلط
طہارت کی دو قسمیں ہیں: حدث اور خبث سے طہارت حاصل کرنا	☐	☐
نجس وناپاک برتنوں کا استعمال مطلقاً حرام ہے	☐	☐
سونے کے برتنوں کا استعمال مطلقاً حرام ہے	☐	☐
سونے اور چاندی کے برتنوں میں کھانا پینا محض مردوں کے لئے حرام ہے، عورتوں کے لئے نہیں	☐	☐
ضرورت کے تحت برتنوں کو تھوڑے سے سونے کا استعمال کرتے ہوئے جوڑنا جائز ہے	☐	☐
کافروں کا برتن استعمال کرنا مطلقاً جائز ہے	☐	☐
سونے اور چاندی کے برتنوں کا استعمال کرتے ہوئے طہارت حاصل کرنا صحیح نہیں ہے	☐	☐
نجاست کا حکم متعدی ہوتا ہے گرچہ اس کا اثر متعدی نہیں ہوتا	☐	☐
زندہ جانور سے جو کاٹا جائے وہ بلا استثنا اس کے مردار کے مانند ہے	☐	☐
ہر وہ حیوان جس کا گوشت نہیں کھایا جاتا وہ نجس وناپاک ہے	☐	☐
اگر طہارت سے متعلق کسی معاملے میں موالاۃ چھوٹ جائے تو وضو باطل ہے اور اگر وضو سے متعلق کسی معاملے میں موالاۃ چھوٹ جائے تو وضو صحیح ہے	☐	☐
پٹی کے نیچے کا زخم ٹھیک ہو جانے کی صورت میں پٹی کی طہارت باطل ہو جائے گی	☐	☐
زخم اگر ڈھکا ہوا ہو اور وہ ایسی جگہ ہو جس کا ڈھانکنا جائز ہو تو اس پر مسح ہی کیا جائے، اور اگر اس پر مسح کرنا ضرر رساں ہو تو باوجودیکہ وہ ڈھکا ہوا ہو اس پر تیمم کیا جائے گا، جس طرح سے کھلے ہونے کی صورت میں اس پر تیمم کیا جاتا	☐	☐
ہر وہ چیز جس کے نکالنے میں عمامہ کی طرح مشقت ہو تو اس کا حکم عمامہ ہی کی طرح ہو گا	☐	☐
ہر وہ چیز جس سے غسل واجب ہوتا ہے اس سے وضوء بھی واجب ہوتا ہے	☐	☐
نیت کرتے وقت چپکے سے نیت کرنا سنت ہے کہ نہ زور سے	☐	☐
بدن کو تین تین بار دھونا سنت ہے	☐	☐
وقت نکلنے کے بعد تیمم باطل ہو جاتا ہے	☐	☐
زخم پر تیمم کرنے لئے نہ تو پانی کی عدم موجودگی شرط ہے اور نہ ہی ترتیب اور نہ موالاۃ	☐	☐
تیمم واجبی طہارتوں کے لئے مشروع ہے نہ کہ مستحب طہارتوں کے لئے	☐	☐
انسان کے تمام فضلات نجس ہیں	☐	☐

حیض کا مسئلہ فقہ کے مسائل میں سب سے مشکل مسئلہ ہے	☐	☐
حمل کی حالت میں حیض نہیں آتا	☐	☐
عورتوں کے سلسلے میں اصل حیض ہے نہ کہ طہارت	☐	☐
عبادت انجام دے لینے کے بعد اس کی نیت ختم کرلینا اس پر مؤثر نہیں ہوتا، اسی طرح سے عبادت سے فارغ ہو جانے کے بعد شک اثر انداز نہیں ہوتا الا یہ کہ یقین ہو جائے	☐	☐
ہر وہ چیز جس کا سبب نبی ﷺ کے زمانہ میں موجود تھا اور اس کے باوجود آپ نے نہیں کیا تو وہ سنت نہیں ہو سکتا	☐	☐
سنت کی موافقت کثرت عمل سے بہتر ہے	☐	☐
ہاتھ (ید) کو جب مطلقا بولا جائے تو اس سے مراد ہتھیلی (کف) ہوتی ہے	☐	☐
اگر حدث اصغر کی وجہ سے تیمم کیا گیا ہے تو نواقض وضو سے تیمم ٹوٹ جائے گا اور اگر حدث اکبر کی وجہ سے تیمم کیا گیا ہے تو موجبات غسل کی وجہ سے تیمم ختم ہو جائے گا	☐	☐
ہر طرح کی نجاستوں کی تھوڑی سی مقدار معاف ہے	☐	☐
حیض کی ابتدائی وانتہائی عمر کی تحدید کرنا صحیح نہیں ہے، لہذا عورت جب بھی وہ خون دیکھے جو گندگی ہے تو اسے حیض مانا جائے گا	☐	☐
حاملہ اگر مسلسل خون دیکھے جو اسے عادت کے دنوں میں آتا ہے تو وہ حیض ہے، مگر عدت کے دنوں میں اس کا کوئی اعتبار نہیں کیا جائے گا	☐	☐
اللہ تعالیٰ اگر ہمیں بغیر نیت کے عمل کا مکلف بناتا تو یہ ہمارے بس کے باہر ہوتا	☐	☐
سر کی طہارت میں کچھ چھوٹ دی گئی ہے	☐	☐
سبیلین سے نکلنے والی چیز ناقض وضو نہیں ہے، چاہے وہ کم ہو یا زیادہ، سوائے پیشاب و پاخانہ کے	☐	☐

- حائضہ کے لئے حرام ہے: ☐ روزہ رکھنا ☐ نماز پڑھنا ☐ دونوں
- حائضہ عورت کے شوہر کے اوپر حرام ہے: ☐ اسے طلاق دینا ☐ اس سے جماع کرنا ☐ دونوں
- طہارت کی قسمیں ہیں: ☐ دو ☐ تین
- کتاب الطہارۃ، یعنی: ☐ حسی طہارت ☐ معنوی طہارت
- پانی کی قسمیں ہیں: ☐ دو ☐ تین
- پانی ناپاک ہوتا ہے: ☐ نجاست مل جانے کی وجہ سے ☐ مطلق طور پر تغیر واقع ہونے کی وجہ سے
- جب پاک اور ناپاک کے درمیان اشتباہ ہو جائے تو: ☐ دونوں سے بچے ☐ تحقیق کرے ☐ دونوں کو ملا دے
- تین طاق پتھروں سے استجمار کرنا: ☐ مستحب ہے ☐ واجب ہے

❖ زوال کے بعد روزہ دار کا مسواک کرنا: ☐ مکروہ ہے ☐ جائز ہے
❖ مسح کی مدت شروع ہوگی: ☐ پہننے کے بعد حدث لاحق ہونے کے بعد سے ☐ مسح کرنے کے بعد سے
❖ عمامہ پر مسح کر لینے کے بعد اگر پیشانی ظاہر ہو جائے تو، پیشانی پر مسح کرنا: ☐ واجب ہے ☐ سنت ہے
❖ جب مسح کی مدت مکمل ہو جائے تو: ☐ پھر سے پاکی حاصل کرے ☐ اس کا وضوء باطل ہو جائے گا ☐ اس پر مسح کرنا باطل ہو جائیگا
❖ زخم اگر کھلا ہوا ہو تو اسے پانی سے دھونا واجب ہے، اگر پانی سے دھونا مشکل ہو تو مسح کرے، اور اگر مسح بھی مشکل ہو تو تیمم کرے، اور ایسا کرنے میں اسے: ☐ اختیار ہے ☐ ترتیب ضروری ہے
❖ جسے طہارت کا یقین ہو اور حدث میں شک ہو جائے یا اس کے برعکس تو: ☐ یقین پر بنا کرے گا ☐ احوط یہ ہے کہ وضو کر لے
❖ نیند: ☐ مطلق طور پر ناقض وضوء ہے ☐ مطلق طور پر ناقض وضوء نہیں ہے ☐ اس میں حدث کا امکان ہوتا ہے
❖ عورتوں کو چھونا: ☐ ناقض وضوء ہے ☐ ناقض وضوء نہیں ہے
❖ تیمم: ☐ حدث کو دور کرتا ہے ☐ جسے پانی کی ضرورت ہو اس کے لئے مباح ہے
❖ خنزیر کی نجاست: ☐ مخففہ ہے ☐ مغلظہ ہے ☐ متوسطہ ہے
❖ آدمی کا خون: ☐ پاک ہے ☐ ناپاک ہے ☐ تھوڑی سی مقدار معاف ہے ☐ جو سبیلین سے نہ نکلے وہ پاک ہے
❖ حیض میں تمیز کی علامات ہیں: ☐ ایک ☐ تین ☐ چار
❖ نفاس کی اکثر مدت ہے: ☐ ۴۰ دن ☐ ۶۰ دن
❖ نفاس کی حالت میں طلاق دینا: ☐ طلاق بدعی ہے ☐ طلاق سنی ہے

❖ ابن سعدی رحمہ اللہ علیہ کی بعض تالیفات کا ذکر کریں:

....

....

....

....

❖ دائیں فہرست میں سے جو بائیں فہرست کے مناسب ہے اسے اس سے جوڑیں:

نیند کے درمیان منی کا نکلنا کہلاتا ہے	حدث اصغر
ہر وہ چیز جو غسل واجب کرے اسے کہا جاتا ہے	حیض کا خون
ہر وہ چیز جو وضوء واجب کرے اسے کہا جاتا ہے	نفاس کا خون
ولادت کے وقت عورتوں کو نکلنے والا خون کہلاتا ہے	حدث اکبر
بلوغت کے بعد عورتوں کو نکلنے والا خون کہلاتا ہے	احتلام

کتاب الصلاة

نماز کہتے ہیں: (ایسی عبادت کو جو اقوال وافعال پر مشتمل ہے، جس کی ابتدا تکبیر سے اور اختتام سلام پھیرنے سے ہوتا ہے)
اس کی دو قسمیں ہیں:

[۱] فرض: یہ تمام: مسلم، بالغ، عاقل پر واجب ہے حیض اور نفاس والی عورتوں کو چھوڑ کر۔
سات سال کی عمر والے بچوں کو اس کا حکم دیا جائے گا، اور دس سال کے بچوں کو اسے چھوڑنے پر مارا جائے گا۔
یہ دن ورات میں پانچ وقت فرض ہے:

[۱] فجر:	[۲] ظہر:	[۳] عصر:	[۴] مغرب:	[۵] عشاء:
دو رکعات۔	چار رکعات۔	چار رکعات۔	تین رکعات۔	چار رکعات۔

[۲] نفل: یہ واجب نہیں بلکہ مستحب ہے۔
یہ بہت زیادہ ہیں، اور اس کی دو قسمیں ہیں:

[۱] مطلق نفل نمازیں:	[۲] مقید نفل نمازیں:
جس کو ممنوع اوقات کو چھوڑ کر دن یا رات میں بندہ جب چاہے ادا کرے۔	یہ وہ نمازیں ہیں جن کے لئے کوئی وقت یا سبب محدد ہو، انہیں میں سے سنن رواتب ہیں۔

[نماز کی شرطیں]

نماز کی شرطیں نو (۹) ہیں:

[۱] اسلام	[۲] عقل	[۳] تمیز
[۴] حدث کو دور کرنا	[۵] نجاست کو زائل کرنا	[۶] شرمگاہوں کو چھپانا
[۷] نماز کا وقت ہونا	[۸] قبلہ کا استقبال کرنا	[۹] نیت کرنا

❁ پیچھے گزر چکا کہ طہارت اور پاکی حاصل کرنا نماز کی شرطوں میں سے ہے۔

❁ اور نماز کی شرطوں میں سے ہے: وقت کا داخل ہونا۔

اس کی اصل حدیث جبریل میں ہے کہ: انہوں نے نبی ﷺ کی امامت اول وقت اور آخر وقت میں کرائی، اور کہا: "**اے محمد! نماز کا وقت انہیں دونوں وقتوں کے مابین ہے**"۔ اسے احمد، نسائی اور ترمذی نے روایت کیا ہے۔

عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

[۱] "**ظہر کا وقت: سورج ڈھل جانے سے لے کر،** [یعنی: جب سورج آسمان کے درمیان سے مغرب کی طرف چلنا شروع کردے]، **آدمی کا سایہ اس کے قد کے برابر ہو جانے تک ہے، جب تک کہ عصر کا وقت نہ ہو جائے۔**	[۲] **اور عصر کا وقت:** [ظہر کا وقت ختم ہونے سے لے کر] **سورج زرد ہونے تک رہتا ہے۔**	[۳] **مغرب کی نماز کا وقت:** [سورج غروب ہونے سے لے کر] **شفق** [سرخی] **غائب ہونے تک ہے۔**	[۴] **عشاء کی نماز کا وقت:** [شفق کی سرخی غائب ہونے سے لے کر] **آدھی رات تک ہے۔**	[۵] **صبح کی نماز کا وقت: فجر** [ثانی] **کے طلوع ہونے سے لے کر سورج طلوع ہونے تک ہے**"۔ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

کسی نے نماز کی ایک رکعت کو وقت رہتے پڑھ لیا تو گویا اس نے نماز کو اس کے وقت میں پالیا، نبی ﷺ کے اس فرمان کی وجہ سے: "**جس نے نماز کی ایک رکعت پالی اس نے نماز پالی**"۔ متفق علیہ۔

نماز کو مؤخر کر کے پڑھنا جائز نہیں ہے، اور نہ ہی کسی عذر وغیرہ کی وجہ سے بعض نماز کو مؤخر کرنا جائز ہے، الا یہ کہ دوسری نماز کے ساتھ ملا کر پڑھنے کے لئے تاخیر کرے تو یہ: سفر، بارش، بیماری یا ان جیسی کسی اور سبب کی وجہ سے، جائز ہے۔

افضل یہ ہے کہ نماز کو مقدم کر کے اس کے اول وقت میں اسے ادا کیا جائے، سوائے:

[۱] عشاء کے، اگر ایسا کرنے میں مشقت نہ ہو تو۔	[۲] گرمی کی شدت کے دنوں میں ظہر کے۔

نبی ﷺ نے فرمایا: "**جب گرمی تیز ہو جائے تو نماز کو ٹھنڈے وقت میں پڑھو، کیونکہ گرمی کی تیزی جہنم کی آگ کی بھاپ سے ہوتی ہے**"۔

جس کسی کی نماز فوت ہو جائے تو اس کے اوپر فوراً ترتیب وار اس نماز کو ادا کرنا واجب ہے۔

اگر: ترتیب بھول جائے، یا وہ اس سے جاہل ہو، یا اسے نماز فوت ہو جانے کا خدشہ ہو تو = اس فوت نماز کے درمیان اور حاضر نماز کے درمیان ترتیب ساقط ہو جائے گی۔

نماز کا وقت داخل ہو جانے کے بعد مشروع ہے:

[۱] اذان:

❁ **اس کا حکم:** یہ پانچوں نمازوں کے لئے گاؤں اور شہر میں مردوں کے اوپر فرض کفایہ ہے۔

❁ **اس کا محل:** وقت داخل ہونے کے وقت، لوگوں کو خبر دینے اور انہیں جماعت سے نماز پڑھنے پر ابھارنے کے لئے۔

❁ **اس کا صیغہ:** «اللهُ أَكْبَرُ اللهُ أَكْبَرُ، اللهُ أَكْبَرُ اللهُ أَكْبَرُ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، اللهُ أَكْبَرُ اللهُ أَكْبَرُ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ».

غیر مؤذن کے لئے مستحب طور پر مشروع ہے:

❁ مؤذن کی باتوں کو دوہرانا، جس طرح مؤذن کہے اسی کو دوہرائے مگر مؤذن جب: «حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ» کہے، تو ان دونوں کے جواب میں: «لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ» کہے، اور اللہ تعالیٰ کی مدد طلب کرتے ہوئے جماعت میں حاضر ہونے کا عزم مصمم کرے۔

❁ نبی ﷺ پر درود بھیجے۔

❁ اذان کے بعد پڑھی جانے والی دعا پڑھنے کا اہتمام کرے: «اللَّهُمَّ رَبَّ هَذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ، وَالصَّلَاةِ الْقَائِمَةِ، آتِ مُحَمَّدًا الْوَسِيلَةَ وَالْفَضِيلَةَ، وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَحْمُودًا الَّذِي وَعَدْتَهُ».

❁ اذان اور اقامت کے دوران جو چاہے دعا کرے۔

[۲] اقامت:

❁ **اس کا حکم:** سنت ہے۔

❁ **اس کا محل:** تکبیر تحریمہ کے ذریعہ نماز شروع کرنے کے تھوڑی دیر قبل۔

❁ **اس کا صیغہ:** «اللهُ أَكْبَرُ اللهُ أَكْبَرُ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ، قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ، اللهُ أَكْبَرُ اللهُ أَكْبَرُ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ».

❁ **اس کی شرطوں میں سے ہے: ستر کو ڈھانپنا:** جائز کپڑے سے جو خد وخال کو ظاہر نہ کرتا ہو۔

اور شرمگاہ کی تین قسمیں ہیں:

[۱] مغلظہ:

یہ: آزاد بالغ عورت کا ستر ہے، اس کے چہرہ کو چھوڑ کر نماز کے دوران اس کا تمام جسم پردہ اور چھپانے کی چیز ہے۔

[۲] مخففہ:

یہ: سات سال سے دس سال تک کے بچوں کا ستر ہے، جو کہ شرمگاہ ہے۔

[۳] اور متوسطہ:

یہ: ان کے علاوہ لوگوں کا ستر ہے، جو کہ ناف سے لے کر گھٹنا تک ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿يَٰبَنِيٓ ءَادَمَ خُذُواْ زِينَتَكُمۡ عِندَ كُلِّ مَسۡجِدٖ﴾ (اے اولاد آدم! تم مسجد کی ہر حاضری کے وقت اپنا لباس پہن لیا کرو)۔

۞ انہیں شرطوں میں سے ایک: قبلہ کا استقبال کرنا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَمِنۡ حَيۡثُ خَرَجۡتَ فَوَلِّ وَجۡهَكَ شَطۡرَ ٱلۡمَسۡجِدِ ٱلۡحَرَامِۖ﴾ (اور جس جگہ سے آپ نکلیں اپنا منہ مسجد حرام کی طرف پھیر لیں)۔

اگر کسی بیماری وغیرہ کی وجہ سے استقبالِ قبلہ ممکن نہ ہو تو = یہ شرط ساقط ہو جائیگی، جس طرح سے عاجز ہونے کی صورت میں دیگر واجبات ساقط ہو جاتے ہیں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿فَٱتَّقُواْ ٱللَّهَ مَا ٱسۡتَطَعۡتُمۡ﴾ (پس جہاں تک تم سے ہو سکے اللہ سے ڈرتے رہو)۔

اور نبی ﷺ اپنی سواری پر نفل نماز پڑھا کرتے تھے، خواہ سواری کا رخ کسی طرف ہو جاتا۔ متفق علیہ۔

اور ایک حدیث میں یہ لفظ وارد ہے: **"مگر آپ فرض نماز (سواری پر) نہیں پڑھا کرتے تھے"**۔

۞ انہیں شرطوں میں سے ایک ہے: نیت کرنا، [اور اس کا محل قلب ہے، اور زبان سے اس کا ادا کرنا بدعت ہے]۔

سبھی جگہوں میں نماز پڑھنا صحیح ہے، سوائے:

- [۱] ناپاک جگہ میں۔
- [۲] یا غصب کی ہوئی زمین میں۔
- [۳] یا قبرستان میں۔
- [۴] یا حمام میں۔
- [۵] یا اونٹ باندھنے کی جگہ میں

"سنن ترمذی" میں مرفوعا مروی ہے کہ: **"تمام زمین نماز پڑھنے کی جگہ ہے، سوائے قبرستان اور حمام کے"**۔

نماز کی صفت کا باب

مستحب یہ ہے کہ نماز کے لئے آتے وقت [الفاظ اور حرکات میں] سکینت اور [ہیئت میں] وقار کے ساتھ آئے۔

مسجد میں داخل ہوتے وقت یہ کہے: «بِاسْمِ اللهِ، وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِ اللهِ، اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي ذُنُوبِي وَافْتَحْ لِي أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ»، اور پہلے آگے بڑھائے:

- [۱] مسجد میں داخل ہوتے وقت اپنے داہنے پاؤں کو۔
- [۲] اور مسجد سے نکلتے وقت بائیں پاؤں کو۔

تنبیہ: مسجد میں داخل ہونے اور نکلنے کے وقت والی دعا میں **«الصَّلَاةُ»** کا لفظ کسی بھی صحیح روایت میں وارد نہیں ہوا ہے۔

اور یہ دعا پڑھے، الا یہ کہ وہ کہے: «وَافْتَحْ لِي أَبْوَابَ فَضْلِكَ» جیسا کہ احمد اور ابن ماجہ کی روایت کردہ حدیث میں یہ لفظ موجود ہے۔

جب نماز کے لئے کھڑا ہو تو: «اللّٰهُ أَكْبَرُ» کہے، اور اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھائے [انگلیوں کو ملائے ہوئے اس حال میں کہ ہتھیلی کا باطنی حصہ قبلہ رخ ہو]:

[۱] اپنے کندھوں کے برابر۔	[۲] یا اپنے کانوں کی لو کے برابر۔

چار جگہوں میں:

[۱] تکبیر تحریمہ کے وقت۔	[۲] رکوع کے وقت۔	[۳] رکوع سے سر اٹھاتے وقت۔	[۴] اور تشہد اول سے کھڑے ہوتے وقت۔

اور اپنے داہنے ہاتھ کو رکھے [یا اپنی ہتھیلی کے باطنی حصہ سے پکڑے] بائیں ہاتھ [ہتھیلی کے ظاہری حصہ] پر [اور کلائی اور بازو پر] ناف کے اوپر یا نیچے یا سینے پر۔

تنبیہ: سنت یہی ہے کہ ہاتھ کو سینے پر رکھا جائے، اس کے علاوہ مقام پر رکھنا نبی ﷺ سے صحیح سند سے ثابت نہیں ہے۔

اور اپنی نگاہ کو سجدے کی جگہ پر رکھے، اِدھر اُدھر نہ دیکھے۔

اور: «سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، وَتَبَارَكَ اسْمُكَ، وَتَعَالَى جَدُّكَ، وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ» پڑھے، یا نبی ﷺ سے ثابت کوئی بھی دعاء استفتاح پڑھے، [صرف پہلی رکعت میں]، پھر تعوذ پڑھے: [اس کو: «أَعُوذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ»]، اور بسملہ پڑھے: [اس کو: «بِسْمِ اللهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ»]، اور اس کے بعد سورۂ فاتحہ پڑھے۔

اور اس کے ساتھ [استعاذہ کے بنا استحباباً] چار اور تین رکعات والی نمازوں کی پہلی دو رکعتوں میں سورتیں ملائے، جو ہوں:

[۱] فجر میں: طوال مفصل سے۔	[۲] مغرب میں: قصار مفصل سے۔	[۳] اور باقی نمازوں میں: اوساط مفصل سے۔

مفصل کے اجزاء:

طوال مفصل: سورہ ق سے مرسلات تک	**اوساط مفصل:** سورہ نبا سے لیل تک	**قصار مفصل:** سورہ ضحیٰ سے ناس تک

نماز میں قرأت کا طریقہ:

[۱] رات کی نماز میں جہری قرأت ہوگی۔	[۲] اور دن والی نماز میں سری قرأت ہوگی، سوائے: جمعہ، عیدین، کسوف اور استسقاء کی نماز کے، کیونکہ ان میں جہری قرأت ہوگی۔

پھر رکوع کے لئے تکبیر کہے:

اور اپنے ہاتھوں کو اپنے گھٹنوں پر رکھے [اور اپنی کہنیوں کو موڑے نہیں]۔

اور اپنے سر کو اپنی پیٹھ کے برابر رکھے۔

اور [کم از کم ایک بار وجوباً] کہے: «سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ»، اور [استحباباً] اس کی تکرار کرے۔

اور اس کے ساتھ ساتھ اگر رکوع وسجود میں یہ کہے: «سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ، اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي» = تو بہتر ہے۔

پھر: «سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ» کہتے ہوئے اپنے سر کو اٹھائے، چاہے: امام ہو یا منفرد۔

[جب اعتدال کے ساتھ کھڑا ہو جائے تو] ہر ایک یہ کہے: «رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ، حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ، مِلْءَ السَّمَاءِ، وَمِلْءَ الْأَرْضِ، وَمِلْءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ»۔

پھر اپنے ساتوں اعضاء پر سجدہ کرے، جیسا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: **"مجھے سات ہڈیوں پر سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے: پیشانی پر**- اور آپ نے اپنی ناک کی طرف اشارہ کیا-، **دونوں ہتھیلیوں پر، دونوں گھٹنوں پر اور دونوں قدموں کی انگلیوں پر"**۔ متفق علیہ۔

بغلوں کے درمیان، پیٹ اور ران کے درمیان اور ران اور پنڈلی کے درمیان دوری رکھے، اور اپنے بازوؤں کو زمین سے اٹھا کر رکھے۔

اور «سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى» کہے [کم از کم ایک بار وجوباً، اور مستحب یہ ہے کہ اس کی تکرار کرے، اور اس کے علاوہ جو بھی اذکار وارد ہیں انہیں پڑھے]۔

پھر تکبیر کہے اور اپنے بائیں پاؤں پر بیٹھے اور داہنے پاؤں کو کھڑا رکھے، اسی کو **افتراش** کہتے ہیں۔

اور ایسا نماز کی سبھی جلسات (بیٹھنے کی ہیئتوں) میں کرے، سوائے آخری تشہد کے، کیونکہ اس میں تورک کرے، یعنی: زمین پر بیٹھے، اور بائیں پیر کو داہنی جانب سے نکال لے۔

اور یہ دعا پڑھے: «رَبِّ اغْفِرْ لِي، وَارْحَمْنِي، وَاهْدِنِي، وَارْزُقْنِي، وَاجْبُرْنِي، وَعَافِنِي»۔

پھر پہلے سجدہ کی طرح دوسرا سجدہ کرے۔

پھر- تکبیر کہتے ہوئے- اپنے قدم کے اگلے حصہ پر وزن رکھتے ہوئے کھڑا ہو جائے۔

اور پہلی رکعت کی طرح دوسری رکعت ادا کرے [البتہ اس میں دعاء استفتاح نہ پڑھے]۔

پھر پہلے تشہد کے لئے بیٹھے، اور یہ پڑھے: «التَّحِيَّاتُ للهِ، وَالصَّلَوَاتُ، وَالطَّيِّبَاتُ، السَّلَام عَلَيْك أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ، السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللهِ الصَّالِحِينَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ».

پھر تکبیر کہے، اور باقی نمازوں کو ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ پڑھنے کے ساتھ ادا کرے۔

پھر آخری تشہد کے لئے بیٹھے اور مذکورہ تشہد (کی دعا) کو پڑھے، اور اس پر مندرجہ ذیل دعاؤں کا اضافہ کرے:

[١] «اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ، وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا بَارَكْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ، إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ».

[٢] «أَعُوذُ بِاللهِ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ، وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ، وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ».

[٣] اور جو چاہے اللہ سے دعا کرے [افضل یہ ہے کہ نبی ﷺ سے وارد دعائیں کرے]۔

پھر: «السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ» کہتے ہوئے اپنے دائیں اور بائیں جانب سلام پھیرے، جس کی دلیل وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کی وہ حدیث ہے، جسے ابو داود رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے۔

مذکورہ افعال میں سے، قولی ارکان ہیں: تکبیر تحریمہ، غیر مقتدی کا سورۂ فاتحہ پڑھنا، آخری تشہد اور سلام پھیرنا۔

اور باقی افعال فعلی ارکان ہیں، سوائے: پہلے تشہد کے [اور اس کے لئے بیٹھنے کے] کیونکہ یہ نماز کے واجبات میں سے ہے۔

نماز کے ارکان چودہ ہیں:

[١] قدرت رکھنے کی حالت میں: کھڑا ہونا	[٢] تکبیر تحریمہ	[٣] سورہ فاتحہ پڑھنا
[٤] رکوع کرنا	[٥] رکوع کے بعد اعتدال کے ساتھ کھڑا ہونا	[٦] سات اعضاء پر سجدہ کرنا
[٧] سجدہ سے سر اٹھانا	[٨] دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھنا	
[٩] تمام افعال اطمینان کے ساتھ انجام دینا	[١٠] تمام ارکان کو ترتیب کے ساتھ انجام دینا	[١١] آخری تشہد
[١٢] آخری تشہد کے لئے بیٹھنا	[١٣] نبی ﷺ پر درود بھیجنا	[١٤] دونوں سلام پھیرنا

نماز کے واجبات آٹھ ہیں:

[۱] پہلا تشہد

[۲] اس کے لئے بیٹھنا

[۳] تکبیر تحریمہ کے علاوہ بقیہ تکبیرات

[۴] رکوع میں: «سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ» کہنا۔

[۵] اور سجدہ میں کم از کم ایک بار: «سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى» کہنا۔

[۶] اور دو سجدوں کے درمیان کم از کم ایک بار: «رَبِّ اغْفِرْ لِي» کہنا، جبکہ ایک سے زائد بار کہنا مسنون ہے۔

[۷] امام اور منفرد کا: «سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ» کہنا۔

[۸] اور دونوں کا ہی: «رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ» کہنا۔

یہ واجبات، سہو (بھول) اور جہالت کی وجہ سے ساقط ہو جاتے ہیں، اور اس کی تلافی سجدۂ سہو کے ذریعہ ہو جاتی ہے۔
جبکہ ارکان کسی بھی حالت میں ساقط نہیں ہوتے، نہ تو سہواً اور نہ جہل کی وجہ سے اور نہ ہی جان بوجھ کر چھوڑنے سے۔
اور باقی، اقوال وافعال کی سنتیں ہیں، جو نماز کے مکملات میں سے ہیں۔

اور نماز کے ارکان میں سے ہے: تمام ارکانِ نماز کو **اطمینان** کے ساتھ انجام دینا۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **"جب نماز کے لئے کھڑے ہوا کرو تو پہلے پوری طرح وضو کیا کرو، پھر قبلہ رو ہو کر تکبیر (تحریمہ) کہو، اس کے بعد قرآن مجید میں سے جو تمہارے لئے آسان ہو وہ پڑھو، پھر رکوع کرو اور جب رکوع کی حالت میں برابر ہو جاؤ تو سر اٹھاؤ، جب سیدھے کھڑے ہو جاؤ تو پھر سجدہ میں جاؤ، جب سجدہ پوری طرح کر لو تو سر اٹھاؤ اور اچھی طرح سے بیٹھ جاؤ، یہی عمل اپنی ہر رکعت میں کرو"**۔ متفق علیہ۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **"اسی طرح نماز پڑھو جس طرح تم نے مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے"**۔ متفق علیہ۔

جب نماز سے فارغ ہو جائے تو تین بار استغفار پڑھے، اور یہ دعا کہے:

[١] «اللَّهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ، وَمِنْكَ السَّلَامُ، تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ».

[٢] «لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ، وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، وَلَا نَعْبُدُ إِلَّا إِيَّاهُ، لَهُ النِّعْمَةُ، وَلَهُ الْفَضْلُ، وَلَهُ الثَّنَاءُ الْحَسَنُ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ».

[٤] «سُبْحَانَ اللهِ، وَالْحَمْدُ للهِ، وَاللهُ أَكْبَرُ» تینتیس بار پڑھے، اور پھر یہ کہے: «لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ، وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ» اور اس طرح سے سو مکمل ہو گئے۔

فرض نمازوں سے متعلق رواتب مؤکدہ یعنی سنن مؤکدہ دس ہیں، جو کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں مذکور ہیں، چنانچہ وہ کہتے ہیں کہ: "میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے دس رکعتیں یاد کی ہیں:

[۱] دو رکعتیں ظہر سے پہلے، اور دو رکعت ظہر کے بعد۔	[۲] دو رکعتیں مغرب کے بعد اپنے گھر میں۔	[۳] دو رکعتیں عشا کے بعد اپنے گھر میں۔	[۴] اور دو رکعتیں فجر سے پہلے۔ متفق علیہ۔

رواتب: کو رواتب اس لئے کہا جاتا ہے کیونکہ یہ فرائض کے مابعد مرتب اور منظم ہوتی ہیں۔

نماز	فجر	ظہر	مغرب	عشاء
رکعتوں کی تعداد	۲	۴ یا ۶	۲	۲
نماز سے قبل	۲	۲ یا ۴	۰	۰
نماز کے بعد	۰	۲	۲	۲

سنن رواتب کی حکمتیں:

- بندوں کی جانب سے فرائض میں جو تقصیر ہوتی ہے اس کا تدارک۔
- ایمان میں زیادتی، کیونکہ اطاعت و فرمانبرداری سے ایمان میں اضافہ ہوتا ہے جبکہ معصیت سے اسمیں کمی ہوتی ہے۔

سب سے مؤکد راتب: فجر کی سنت ہے، جو کئی معاملوں میں بقیہ رواتب سے الگ ہے، جن میں سے کچھ درج ذیل ہیں:

[۱] **اس کی فضیلت:** نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "فجر کی دو رکعتیں دنیا ومافیہا سے بہتر ہیں"۔	[۲] **تخفیف:** ارکان میں کمی کئے بنا، عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ: "جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی اذان سنتے تو دو رکعتیں نماز پڑھتے، اور انہیں ہلکا پڑھتے"۔	[۳] **مداومت برتنا:** اسے نہ تو حضر میں چھوڑا جائے گا اور نہ ہی سفر میں۔	[۴] **قرأت:** اس کی مخصوص قرأت ہے، جو کہ سورۂ کافرون اور سورۂ اخلاص کا پڑھنا ہے۔	[۵] **اس کے بعد لیٹ جانا:** جس نے قیام اللیل کیا ہو اس کے لئے اسے ادا کرنے کے بعد گھر میں داہنی کروٹ لیٹ جانا سنت ہے۔

سجدۂ سہو، سجدۂ تلاوت اور سجدۂ شکر کا باب

یہ (سجدۂ سہو) مشروع ہے اس وقت، جب:

[۱] انسان نماز میں زیادتی کرے: چاہے ایسا رکوع، یا سجدہ، یا قیام یا قعود میں سہواً ہو۔

[۲] یا مذکورہ چیزوں میں سے کسی میں کمی کر دے: تو اسے ادا کرنے کے بعد سجدۂ سہو کرے۔

[۳] یا نماز کے واجبات میں سے کسی واجب کو سہواً چھوڑ دے۔

[۴] یا کمی اور زیادتی میں اسے شک ہو جائے۔

اور نبی ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ:

[۱] پہلے تشہد میں (بیٹھے بنا) کھڑے ہو گئے تھے تو آپ نے سجدۂ سہو کیا۔

[۲] "آپ ﷺ نے ظہر یا عصر کی نماز دو رکعت پڑھنے کے بعد سلام پھیر دیا تھا، پھر لوگوں نے یاد دلایا تو اسے مکمل کر کے آپ نے سجدۂ سہو کیا"۔

[۳] "آپ ﷺ نے ظہر کی نماز پانچ رکعت پڑھی، تو آپ سے کہا گیا: کیا نماز میں اضافہ ہوا ہے؟ آپ نے فرمایا: کیا ہوا؟ لوگوں نے کہا: آپ نے پانچ رکعت نماز پڑھی ہے، تو آپ نے سلام پھیر لینے کے بعد دو سجدہ کیا"۔ متفق علیہ۔

[۴] اور آپ نے فرمایا: **جب تم میں سے کسی کو نماز میں شک ہو جائے کہ اس نے کتنی رکعت نماز پڑھی ہے: تین پڑھی ہے یا چار پڑھی ہے؟ تو شک کو چھوڑ کر یقین کو بنیاد بنائے، اور سلام پھیرنے سے قبل دو سجدہ کر لے، اگر اس نے پانچ رکعت پڑھی ہو گی تو یہ اسے جوڑا بنا دے گا، اور اگر اس نے مکمل (چار) پڑھی ہے تو یہ شیطان کی ذلت کا سبب ہو گا**"۔ احمد اور مسلم۔

اسے سلام سے قبل یا سلام کے بعد سجدۂ سہو کرنے کا اختیار ہے۔

اور مسنون ہے:

[۱] سجدۂ تلاوت کرنا: نماز اور خارج نماز میں قاری اور مستمع (سننے والے) دونوں کے لئے۔

[۲] اسی طرح سے اگر انسان کو کوئی نعمت حاصل ہو یا کوئی مصیبت دور ہو جائے، تو اللہ کے سامنے سجدۂ شکر ادا کرے۔

اور سجدۂ شکر کا حکم سجدۂ تلاوت ہی کی طرح ہے [یعنی: سنت ہے]۔

کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کے قصہ میں ثابت ہے کہ جب ان کے پاس یہ خوشخبری آئی کہ اللہ نے ان کے توبہ کو قبول کر لیا ہے تو انہوں سجدۂ شکر ادا کیا۔

سجدۂ سہو کے تین اسباب ہیں:

[۱] اضافہ: جیسے کوئی آدمی رکوع، یا سجدہ، یا قیام یا قعود میں اضافہ کردے۔	**[۲] کمی:** جیسے کوئی نماز کے واجبات میں سے کسی واجب میں کمی کردے اور اس(کو دوہرانے) کا محل فوت ہوجائے۔	**[۳] شک:** جیسے اس بات میں تردد ہو کہ کتنی نماز پڑھی، تین پڑھی یا چار پڑھی؟ اور شک کی دو قسمیں ہیں:

عبادت سے فارغ ہو جانے کے بعد پیدا ہونے والا شک: اس پر مطلق دھیان نہیں دیا جائے گا تا آنکہ مکمل یقین نہ ہو جائے۔	**داخل عبادت کے اندر شک: اور اس کا حکم:** اگر بہت زیادہ شک ہو تو اس پر دھیان نہیں دیا جائے گا۔	اگر کم مقدار میں شک ہو تو جس پر یقین ہو اس کو بنیاد بنائے گا۔	اگر شک اور یقین والا معاملہ برابر برابر ہو تو اقل (کم) پر بنا کرے گا۔

نماز کے مفسدات اور مکروہات کا باب

نماز باطل ہوجاتی ہے:

[۱] کسی رکن، یا شرط کو قدرت رکھنے کے باوجود عمداً یا سہواً یا جہلاً چھوڑ دینے اور اس کی تلافی نہیں کرنے سے۔	[۲] کسی واجب کو عمداً چھوڑ دینے سے۔	[۳] عمداً کلام کرنے سے [جب اس بات کا علم ہو اور یہ یاد ہو]۔	[۴] قہقہ لگانے سے [یعنی: زور سے قہقہ لگا کر ہنسنے سے]۔	[۵] بغیر ضرورت کے لگاتار عرف عام کے مطابق بہت زیادہ حرکت کرنا، کیونکہ پہلے میں اس چیز کو چھوڑنا ہے جس کے بنا عبادت مکمل نہیں ہوتی، اور اخیر والوں میں وہ کام کرنا ہے جس سے روکا گیا ہے۔

اور مکروہ ہے:

[۱] نماز میں اِدھر اُدھر دیکھنا، کیونکہ نبی ﷺ سے نماز میں التفات (گردن موڑنے) کے متعلق پوچھا گیا، تو آپ نے فرمایا: **"یہ تو اچک لینا ہے، شیطان آدمی کی نماز اچک لیتا ہے"**۔ بخاری۔	[۲] عبث کام کرنا بھی مکروہ ہے۔

[۳] کولہوں پر ہاتھ رکھنا۔	[۴] ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں داخل [تشبیک] کرنا۔	[۵] انگلیاں چٹخانا۔	[۶] نماز میں کتے کی طرح اقعاء کرنا(بیٹھنا) [اپنے دونوں پاؤں کو کھڑا کرکے دونوں کے بیچ بیٹھنا، اور سرین کو زمین سے لگائے رکھنا]۔	[۷] اپنے سامنے ایسی چیز رکھنا جو اسے غافل کردے [جیسے عورت اور ٹیلی ویژن]۔

[۸] یا وہ نماز شروع کرے اور اس کا دل مشغول ہو:		[۹] نبی ﷺ نے لوگوں کو سجدے کے درمیان اپنے بازو کو بچھا کر رکھنے سے منع فرمایا ہے۔
پیشاب و پاخانہ کو روکنے میں	یا ایسا کھانا موجود ہوتے ہوئے جسے کھانے کی خواہش ہو، نبی ﷺ کے اس فرمان کی وجہ سے: "**نماز نہیں پڑھنی چاہیے جب کھانا سامنے آئے یا پائخانہ یا پیشاب کا تقاضہ ہو**"۔	

نماز میں حرکت پر پانچوں احکام نافذ ہوتے ہیں:

[۱] **حرام:** جو بہت زیادہ ہو، جیسے بنا کسی حاجت کے لگاتار عرف عام کے مطابق بہت زیادہ حرکت کرنا، جیسے کھانا کھانا۔	[۲] **مکروہ:** جو کم ہو، جیسے بغیر کسی حاجت کے تھوڑی سی حرکت کرنا۔	[۳] **مباح:** یہ حاجت کے تحت حرکت کرنا ہے، جیسے داڑھی کھجانا۔	[۴] **مستحب:** یہ وہ حرکت ہے جس پر کمالِ نماز موقوف ہو، جیسے حرکت کرتے ہوئے صف مکمل کرنا۔	[۵] **واجب:** یہ وہ حرکت ہے جس پر صحتِ نماز موقوف ہو، جیسے نجاست کو زائل کرنا۔

شرط	رکن	واجب	سنت
جو عبادت کی ماہیت سے باہر ہو	جو عبادت کی ماہیت کے اندر ہو		
تمام عبادت کے دوران مستمر رہتا ہے	یہ عبادت کے اجزاء میں سے کسی خاص جز تک محدود رہتا ہے		
اس میں انسان جہالت یا نسیان کی وجہ سے معذور نہیں سمجھا جائے گا		اس میں جہل یا نسیان کی وجہ سے معذور سمجھا جائے گا، مگر عمداً نہیں	اس میں جہل یا نسیان یا عمداً کرنے پر بھی معذور سمجھا جائے گا
سجدۂ سہو سے اس کی تلافی نہیں ہو سکتی		سجدۂ سہو سے اس کی تلافی ہو سکتی ہے	اس میں تلافی کی حاجت نہیں

نفلی نمازوں کا باب

[سورج اور چاند گرہن کی نماز کے بارے میں فصل]

اس میں سب سے زیادہ تاکیدی: کسوف کی نماز ہے، کیونکہ نبی ﷺ نے ایسا کیا ہے اور اس کا حکم دیا ہے۔
اس کے پڑھنے کا طریقہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس حدیث میں وارد ہے کہ نبی ﷺ نے: **"نمازِ کسوف میں جہری قرأت کی اور چار رکوع اور چار سجدوں کے ساتھ دو رکعت نماز پڑھی"**۔ متفق علیہ۔

۞ **اس کی صفت یہ ہے:** عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں کہ: **"نبی ﷺ کی حیات مبارکہ میں سورج گرہن ہوا، تو آپ مسجد کی طرف نکلے، اور لوگوں نے آپ کے پیچھے صف بندی کی، آپ ﷺ نے تکبیر کہی اور بڑی لمبی قرأت کی، پھر آپ نے ایک لمبا رکوع کیا، پھر آپ نے "سمع اللہ لمن حمدہ" کہا، اس کے بعد آپ بنا سجدہ کئے ہوئے کھڑے ہوگئے، اور بڑی لمبی قرأت مگر یہ پہلی قرأت سے چھوٹی تھی، پھر آپ نے تکبیر کہی اور لمبا رکوع کیا مگر یہ پہلے رکوع سے چھوٹا تھا، پھر آپ نے "سمع اللہ لمن حمدہ"، "ربنا ولک الحمد" کہا، اس کے بعد آپ نے سجدہ کیا، پھر آپ نے دوسری رکعت پہلی رکعت کی طرح ہی پڑھی، اس طرح سے آپ نے چار رکوع اور چار سجدے مکمل کئے، سورج آپ کے فارغ ہونے سے پہلے ہی صاف ہوگیا تھا"**۔

۞ امام کے لئے مسنون ہے کہ وہ نماز کے بعد لوگوں کو وعظ و نصیحت کرے، اور انہیں کثرت سے دعاء و استغفار اور صدقہ کرنے حکم دے، جیسا کہ نبی ﷺ نے کیا۔

[وتر کی نماز کے بارے میں فصل]

وتر کی نماز سنت مؤکدہ ہے۔
نبی ﷺ نے اس پر حضر و سفر میں مداومت برتی ہے۔
اور لوگوں کو اس کی ترغیب دی ہے۔

[۱] **اس کی کم از کم مقدار:** ایک رکعت ہے۔	[۲] **اور زیادہ سے زیادہ مقدار:** گیارہ رکعت ہے۔	[۳] **اس کا وقت:** عشاء کی نماز کے بعد سے فجر طلوع ہونے تک ہے۔	[۴] **افضل یہ ہے کہ:** یہ رات کی آخری نماز ہو۔

جیسا کہ نبی ﷺ نے فرمایا ہے: **"وتر کو رات کی اپنی آخری نماز بناؤ"**۔ متفق علیہ۔
اور آپ ﷺ نے فرمایا: **"جس کو یہ ڈر ہو کہ آخر شب میں بیدار نہیں ہو پائے گا وہ اول شب میں وتر پڑھ لے، اور جس کو امید ہو کہ آخر شب میں اٹھے گا تو چاہیئے کہ وتر آخر شب میں پڑھے اس لئے کہ رات کے آخری حصہ کی نماز ایسی ہے کہ اس میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور وہ افضل ہے"**۔ اسے امام مسلم نے روایت کیا ہے۔

[استسقاء کی نماز کے بارے میں فصل]

جب لوگ بارش نہ ہونے کی وجہ سے پریشان ہو جائیں تو ایسی حالت میں استسقاء کی نماز پڑھنا سنت ہے۔

اسے عید کی نماز کی طرح صحراء میں ادا کیا جائے گا۔

اور اس کے لئے نکلا جائے گا: خشوع و خضوع اختیار کئے ہوئے، التجا کرتے ہوئے اور گریہ وزاری کرتے ہوئے۔

[۱] چنانچہ دو رکعت نماز ادا کی جائے گی۔	[۲] پھر ایک خطبہ دے:		
	[ا] خطبہ میں کثرت سے: استغفار کرے اور جن آیات میں اس کا حکم ہے ان کی تلاوت کرے۔	[ب] گڑگڑا کر دعا کرے۔	[ج] دعا قبول ہونے میں جلد بازی سے کام نہ لے۔

نمازِ استسقاء کے لئے نکلنے سے قبل ان اسباب کو اختیار کرنا چاہیے جو شر کو دور کرے اور رحمت کے نزول کا سبب بنے، جیسے:

[۱] استغفار۔	[۲] توبہ۔	[۳] ظلم سے رک جانا۔	[۴] مخلوق کے ساتھ احسان کرنا۔	[۵] اور ان جیسے دیگر اسباب اختیار کرنا جو اللہ کی رحمت کے نزول اور غضب دور کرنے کا سبب بنتے ہیں۔ واللہ اعلم

[ممنوع اوقات کے بارے میں فصل]

مطلق نوافل ادا کرنے کے ممنوع اوقات ہیں:

[۱] فجر کے بعد سے سورج کے ایک نیزہ کے برابر اوپر ہونے تک۔	[۲] عصر کی نماز کے بعد سے سورج غروب ہونے تک۔	[۳] سورج کے آسمان کے بیچ میں ہونے سے لے کر ڈھل جانے تک۔ واللہ اعلم۔

ممنوع اوقات میں مندرجہ ذیل نمازیں ادا کی جاسکتی ہیں:

[۱] فرض نمازوں کی قضا پڑھنا۔	[۲] اسباب والی نماز پڑھنا، جیسے وضوء کی سنت، تحیۃ المسجد، طواف کے بعد کی دو رکعتیں، کسوف کی نماز اور استخارہ کی نماز۔

جماعت اور امامت کے ساتھ نماز پڑھنے کا باب

حضر اور سفر میں مردوں کے اوپر پنج وقتہ نمازیں جماعت کے ساتھ ادا کرنا فرض عین ہے، جیسا کہ نبی ﷺ کا فرمان ہے: "**میرا پختہ ارادہ ہوا کہ نماز پڑھنے کا حکم دوں اور اس کے لیے اقامت کہی جائے، پھر ایک آدمی کو حکم دوں کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے، اور میں کچھ ایسے لوگوں کو، جن کے ساتھ لکڑیوں کا گٹھڑ ہو، لے کر ان لوگوں کے پاس جاؤں جو نماز میں حاضر نہیں ہوتے ہیں، اور ان کے ساتھ ان کے گھروں کو آگ لگا دوں**"۔ متفق علیہ۔

اس کی سب سے کم مقدار ہے: ایک امام اور ایک مقتدی کا ہونا، اور بھیڑ جتنی زیادہ ہوگی وہ اللہ کے نزدیک اتنی محبوب ہوگی۔

اور آپ ﷺ کا فرمان ہے: "**جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا تنہا نماز پڑھنے سے ستائیس گنا افضل ہے**"۔ متفق علیہ۔

نبی ﷺ نے فرمایا: "**جب تم اپنے ٹھکانوں میں نماز پڑھ چکو، پھر مسجد میں آؤ جہاں جماعت ہو رہی ہو، تو تم ان کے ساتھ دوبارہ نماز پڑھ لیا کرو، یہ تمہارے لیے نفل (سنت) ہو جائے گی**"۔

اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ: "**امام اس لئے بنایا گیا ہے تاکہ اس کی اقتدا کی جائے، لہٰذا:**

[۱] جب وہ تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو، اور تم اس وقت تک تکبیر نہ کہو جب تک وہ تکبیر نہ کہے۔	[۲] جب وہ رکوع کرے تو رکوع کرو، اور اس وقت تک رکوع نہ کرو جب تک وہ نہ رکوع کرے۔	[۳] جب وہ "سمع اللہ لمن حمدہ" کہے تو تم "اللہم ربنا ولک الحمد" کہو۔	[۴] جب وہ سجدہ کرے تو سجدہ کرو، اور اس وقت تک سجدہ نہ کرو جب تک وہ سجدہ نہ کرے۔	[۵] جب وہ بیٹھ کر نماز پڑھے تو تم سب بھی بیٹھ کر نماز پڑھو"۔ اسے ابو داود نے روایت کیا ہے، اور اس کی اصل 'صحیحین' میں ہے۔

اور مناسب ہے کہ:

[۱] امام آگے رہے۔	[۲] مقتدی صف میں مل کر کھڑے ہوں۔	[۳] اگلی صفوں کو مکمل کرتے چلیں۔

[۴] عورتیں مردوں کے پیچھے کھڑی رہیں گی۔

اور جو صف کے پیچھے بنا عذر کے اکیلے ایک رکعت بھی نماز پڑھ لے تو اسے وہ رکعت لوٹانی ہوگی۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ: "**میں نے ایک رات نبی ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی اور آپ کے بائیں جانب کھڑا ہو گیا، تو آپ ﷺ نے پیچھے سے میرے سر کو پکڑا اور مجھے دائیں جانب کر دیا**"۔ متفق علیہ۔ اور آپ ﷺ کا فرمان ہے: "**جب تم اقامت کی آواز سنو تو سکون اور وقار کے ساتھ نماز کے لئے نکلو، اور جلد بازی نہ کرو، جو نماز تم پالو اسے پڑھ لو، اور جو چھوٹ جائے اس مکمل کر لو**"۔ متفق علیہ۔ اور ترمذی کی ایک روایت میں ہے کہ: "**تم میں سے کوئی جب نماز کے لئے آئے اور امام کسی خاص حالت میں ہو تو وہ ویسے ہی کرے جیسے امام کرتا ہے**"۔

عذر والوں کی نماز کا باب

[مریض کی نماز سے متعلق فصل]

مریض کو جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے سے چھوٹ دی گئی ہے۔

اگر کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کی وجہ سے بیماری میں اضافہ کا ڈر ہو تو بیٹھ کر نماز پڑھے، اور اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو پہلو کے بل نماز پڑھے، عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے کہے گئے نبی ﷺ کے اس فرمان کی وجہ سے: **"کھڑے ہو کر نماز پڑھو، اگر اس کی طاقت نہ ہو تو بیٹھ کر نماز پڑھو، اور اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو پہلو کے بل نماز پڑھو"**۔ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

اگر ہر نماز کے وقت میں ایسا کرنا دشوار ہو تو اس کے لئے نماز جمع کر کے پڑھنے کی اجازت ہے: ظہر اور عصر ایک ساتھ اور مغرب اور عشاء ایک ساتھ = دونوں نمازوں میں سے کسی ایک نماز کے وقت میں۔

[مسافر کی نماز سے متعلق فصل]

اسی طرح مسافر کے لئے جمع کر کے نماز پڑھنا جائز ہے [ظہر و عصر ایک ساتھ، اور مغرب و عشاء ایک ساتھ، دونوں نمازوں میں سے کسی ایک نماز کے وقت میں، یا تو دوسرے والے کو مقدم کرتے ہوئے یا پہلے والے کو مؤخر کرتے ہوئے]۔

اس کے لئے چار رکعت والی نمازوں کو قصر کرتے ہوئے دو رکعت پڑھنا مسنون ہے۔

اس کے لئے رمضان میں افطار کرنا جائز ہے [اور اس کی قضاء رمضان کے بعد کرے گا]۔

[خوف کی نماز سے متعلق فصل]

خوف کی نماز ہر اس طریقہ سے پڑھنا جائز ہے جس طریقہ سے نبی ﷺ نے اسے پڑھا ہے۔

ان میں سے ایک: صالح بن خوّات کی حدیث ہے جنہوں نے ذات الرقاع کے دن نبی ﷺ کے ساتھ خوف کی نماز پڑھی تھی، کہ:

"ایک جماعت نے نبی ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی اور ایک جماعت دشمنوں کے سامنے تھی	جو لوگ آپ کے ساتھ تھے آپنے انکے ساتھ ایک رکعت نماز پڑھی	**پھر آپ کھڑے رہے اور ان لوگوں نے خود سے نماز مکمل کی**	**پھر وہ لوگ واپس لوٹ کر دشمن کے سامنے کھڑے ہو گئے**	**پھر دوسری جماعت آئی اور آپ نے ان کے ساتھ دوسری باقی رکعت پڑھی**	**پھر آپ بیٹھے رہے اور ان لوگوں نے اپنی نماز مکمل کی**	**پھر آپ نے ان لوگوں کے ساتھ سلام پھیرا"**۔ متفق علیہ۔

اور جب بہت زیادہ خوف ہو تو: چلتے ہوئے، سواری کی حالت میں قبلہ کے رخ یا کسی اور رخ ہو کر نماز پڑھ لیں گے، اور اشارہ کے ذریعہ رکوع و سجود کریں گے۔

اسی طرح سے ہر وہ شخص جو اپنے اوپر خوف کھاتا ہو وہ اپنی موجودہ حالت میں ہی نماز پڑھے گا، اور اپنی حاجت کے تمام کام انجام دے گا، جیسے دوڑ بھاگ کرنا وغیرہ۔ نبی ﷺ نے فرمایا: **"جب میں تمہیں کسی چیز کا حکم دوں تو مقدور بھر اس کو انجام دو"**۔ متفق علیہ۔

جمعہ کی نماز کا باب

ہر وہ شخص جس پر جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا لازم ہے، اس پر جمعہ پڑھنا لازم ہے، اگر وہ کسی عمارت کا رہائشی ہو، اور اس کے شرائط میں سے ہے:

[۱] اس کو وقت پر ادا کرنا۔

[۲] یہ قریہ (بستی) میں ہو۔

[۳] اور اس سے پہلے دو خطبہ دیا جائے۔

جابر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب خطبہ دیا کرتے تو:

[۱] آپکی آنکھیں سرخ ہو جاتیں، آواز بلند ہو جاتی اور جوش بڑھ جاتا، جیسے کسی لشکر کو ڈرا رہے ہوں: "دشمن کا لشکر تمہارے پاس صبح کو پہنچا یا شام کو؟"۔

[۲] اور فرماتے: "حمد و صلوۃ کے بعد! بہترین بات اللہ کی کتاب ہے اور بہترین طریقہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ ہے۔ کاموں میں بدترین کام نئے (بدعت کے) کام ہیں اور ہر بدعت گمراہی ہے"۔ مسلم۔

[۳] مسلم ہی کی ایک حدیث کے الفاظ یوں ہیں: جمعہ کے دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ ہوتا تھا، آپ اللہ کی حمد و ثنا بیان کرتے پھر اس کے بعد آپ (اپنی بات) کہتے اور آپ کی آواز بلند ہو جاتی۔

[۴] مسلم کی ایک روایت میں ہے: "جسے اللہ ہدایت دیدے اسے کوئی گمراہ نہیں کر سکتا، اور جسے اللہ گمراہ کر دے اسے کوئی ہدایت نہیں دے سکتا"۔

[۵] اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "آدمی کا نماز کو لمبا کرنا اور خطبہ کو مختصر کرنا اس کے سمجھ دار ہونے کی نشانی ہے"۔ مسلم۔

مستحب یہ ہے کہ منبر پر چڑھ کر خطبہ دے، اور جب منبر پر چڑھے تو لوگوں سے مخاطب ہو کر سلام کرے۔
پھر بیٹھ جائے، اور مؤذن اذان دے، پھر کھڑے ہو کر خطبہ دے، پھر بیٹھ جائے، اور پھر کھڑے ہو کر دوسرا خطبہ دے۔
اس کے بعد نماز کی اقامت کہی جائے، اور جہری قراءت کرتے ہوئے وہ لوگوں کو دو رکعت نماز پڑھائے، پہلی رکعت میں:
"سورۂ اعلیٰ" اور دوسری میں "سورۂ غاشیہ" پڑھے، یا "سورۂ جمعہ" اور "سورۂ منافقون" پڑھے۔
جمعہ کی نماز کے لئے آنے والوں کے لئے مستحب ہے کہ، وہ:

[۱] غسل کرے

[۲] خوشبو لگائے

[۳] عمدہ سے عمدہ لباس پہنے

[۴] جمعہ کیلئے جلدی نکلے

[۵] زیادہ سے زیادہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے

[۶] اس دن سورۂ کہف پڑھے

[۷] قبولیت کی گھڑی پانے کی جستجو کرے اور اس میں خوب خوب دعا کرے۔

صحیحین میں ہے کہ: ”**اگر آپ نے جمعہ کے دن امام کے خطبہ دیتے وقت اپنے ساتھی سے کہا کہ: خاموش رہ = تو آپ نے لغو کام کیا**“۔

ایک بار جمعہ کے دن نبی ﷺ خطبہ دے رہے تھے کہ اسی اثنا میں ایک آدمی آیا، تو آپ نے ان سے پوچھا: ”**کیا تم نے نماز پڑھی؟**“، انہوں نے کہا: نہیں؛ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”**کھڑے ہو اور دو رکعت نماز پڑھ**“۔ متفق علیہ۔

نماز پڑھنے کے لئے آنے والے شخص پر خطبہ کے دوران حرام ہے:

[۱] گفتگو کرنا، البتہ امام کو مخاطب کرنا جائز ہے۔	[۲] لوگوں کی گردنیں پھلانگنا۔

عیدین کی نماز کا باب

”**نبی ﷺ نے لوگوں کو عیدین کے لئے باہر نکلنے کا حکم دیا ہے، یہاں تک کہ بالغ لڑکیوں اور حائضہ عورتوں کو بھی، وہ خطبہ اور مسلمانوں کی دعا میں شریک ہوں، البتہ حائضہ عورتیں نماز پڑھنے کی جگہ سے الگ رہیں گی**“۔ متفق علیہ۔

اور اس کا وقت ہے: سورج کے ایک نیزہ کے برابر بلند ہونے سے لے کر زوال تک۔ اور اس سلسلے میں سنت ہے:

[۱]	[۲]	[۳]	[۴]	[۵]	[٦]	[۷]
اس کو صحراء میں ادا کرنا۔	عید الاضحی کی نماز میں تعجیل کرنا۔	عید الفطر میں تاخیر کرنا۔	عید الفطر میں خاص طور پر نماز سے پہلے چند طاق کھجوریں کھانا۔	صفائی ستھرائی کرنا اور خوشبو لگانا۔	عمدہ ترین لباس زیب تن کرنا۔	ایک راستے سے جانا اور دوسرے راستے سے لوٹنا۔

بغیر اذان اور اقامت کے لوگوں کے ساتھ دو رکعت نماز پڑھے، پہلی رکعت میں: تکبیر تحریمہ کے ساتھ سات تکبیریں کہے، اور دوسری رکعت میں: قیام والی تکبیر کو چھوڑ کر پانچ تکبیریں کہے، ہر تکبیر کے ساتھ ہاتھوں کو اٹھائے، ہر دو تکبیروں کے درمیان اللہ کی حمد بیان کرے اور نبی ﷺ پر درود بھیجے، پھر سورۂ فاتحہ پڑھے اور اس کے ساتھ کوئی سورت ملائے، اور دونوں رکعتوں میں جہری قراءت کرے۔

سلام پھیرنے کے بعد جمعہ کے خطبہ کی طرح دو خطبہ دے، اور دونوں خطبوں میں حالات حاضرہ کے مطابق مناسب احکام کی جانب لوگوں کی رہنمائی کرے۔

مندرجہ ذیل طریقے سے تکبیر کہنا مستحب ہے:

[۱] **تکبیر مطلق:** عیدین کی راتوں میں اور ذی الحجہ کے تمام دس دنوں میں۔	[۲] **تکبیر مقید:** ہر فرض کے نماز کے بعد، عرفہ کے دن کی فجر کی نماز کے بعد سے ایام تشریق کے آخری دن کے عصر کے وقت تک۔

تکبیر کی صفت یہ ہے: «اللهُ أَكْبَرُ، اللهُ أَكْبَرُ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، وَاللهُ أَكْبَرُ، اللهُ أَكْبَرُ، وَللهِ الْحَمْدُ».

کتاب الصلاۃ سے سوالات

سوال:	صحیح	غلط
جو یقین سے ثابت ہو وہ یقین سے ہی زائل ہو سکتا ہے	☐	☐
فرض عین فرض کفایہ سے افضل ہے	☐	☐
انسان کو چاہیئے کہ جو عبادتیں متنوع طریقوں سے وارد ہیں انہیں ان متنوع طریقوں سے ہی انجام دے	☐	☐
ہر وہ نماز جس میں تعجیل مسنون ہے، اس نماز میں افضل یہ ہے کہ اذان اور اقامت کے مابین مدت لمبی نہ ہو	☐	☐
اذان فرض عین ہے	☐	☐
مسافر کے لئے اقامت کہنا مشروع نہیں ہے	☐	☐
اذان مدینہ میں سن ایک (۱) ہجری میں مشروع قرار دیا گیا	☐	☐
اقامت سننے والے کے لئے مستحب یہ ہے کہ جو مؤذن کہتا ہے اسے دوہرائے	☐	☐
عصر کا وقت ظہر کے وقت سے لمبا ہوتا ہے	☐	☐
ظاہری طور پر کفار کی مشابہت اختیار کرنا باطنی طور پر اس کی مشابہت کی طرف لیجاتا ہے	☐	☐
نجاست کا اس کے معدن و مرکز میں پائے جانے کی حالت میں کوئی مضائقہ نہیں	☐	☐
جن نفل نمازوں کے لئے جماعت مشروع ہے وہ دوسری نفل نمازوں سے زیادہ مؤکد ہے	☐	☐
خوش الحان امام کی تلاش میں مسجد مسجد گھومنا صحیح ہے	☐	☐
امامِ مسجد کے تاخیر کی صورت میں اقامت کہنا صحیح ہے جبکہ اس سے اتصال کرنا ممکن ہو	☐	☐
جو نجاست زائل کرنا بھول جائے اس کی نماز باطل ہے	☐	☐
جو شخص ایسا لحن (غلطی) کرتا ہو جس سے معنی بدل جائے اس کے پیچھے نماز پڑھنا صحیح نہیں ہے	☐	☐
نماز کی امامت میں مقیم اور مسافر برابر ہیں	☐	☐
بچے مردوں کی صف کے پیچھے کھڑے ہوں گے	☐	☐
ہر وہ شخص جس کا نماز پڑھنا صحیح ہو اس کے لئے امامت کرنا صحیح ہے اگر کوئی مانع نہیں پایا جائے تو	☐	☐
حالات کے تقاضہ کے مطابق لمبا خطبہ دینا خطیب کو سمجھ دار ہونے کے زمرہ سے خارج کر دیتا ہے	☐	☐
ایسا نہیں ہے کہ ہر وہ شخص جس سے لڑائی کرنا جائز ہے اسے قتل کرنا بھی جائز ہے	☐	☐
حیوان سے تشبیہ دینا صرف مذمت کے لئے ہوتا ہے	☐	☐

سوال:	صحیح	غلط
ابن القیم رحمہ اللہ کہتے ہیں: (منبر بن جانے کے بعد کسی اور چیز پر ٹیک لگانا نبی ﷺ سے ثابت نہیں ہے)	☐	☐
مقاتلہ (لڑائی) واجب ہونے سے یہ لازم نہیں آتا ہے کہ لڑنے والا کافر ہی ہو	☐	☐
عید الفطر کی نماز کو مقدم کرنا اور عید الاضحیٰ کی نماز کو مؤخر کرنا سنت ہے	☐	☐
پہلی رکعت میں: تکبیر تحریمہ کے ساتھ چھ تکبیریں اور دوسری رکعت میں قیام والی تکبیر کے ساتھ پانچ تکبیریں کہی جائیں گی	☐	☐
کسوف کے نماز کی حکمت: اللہ کا اپنے بندوں کو خوف دلانا ہے	☐	☐
کسوف کی نماز کے لئے جماعت شرط ہے	☐	☐
ہر وہ عبادت جو کسی سبب کے ساتھ مشروط ہو تو سبب کے زائل ہونے کی صورت میں اس کی مشروعیت بھی ختم ہو جائے گی	☐	☐
کسوف کی نماز صرف ممنوع اوقات میں ہی پڑھی جائے گی	☐	☐
استسقاء کی نماز کے لئے جماعت شرط ہے	☐	☐
پہلی بارش میں انسان کے لئے کھڑا ہونا اور سواری کرنا مسنون ہے	☐	☐
ایک رکعت میں ایک سے زائد سورت پڑھنا جائز ہے	☐	☐

- ظہر کا وقت ہے: ☐ ہر چیز کا سایہ اس کے مثل (مانند) ہونے تک ☐ اس کے دو مثل ہونے تک ☐ زوال تک
- عصر کی نماز کو معجل کرنا: ☐ مستحب ہے ☐ مکروہ ہے ☐ واجب ہے
- نماز کی شرطیں ہوتی ہیں: ☐ نماز کے قبل ☐ نماز کے بعد ☐ دوران نماز
- کفار کی مشابہت اختیار کرنے کے لئے نیت کی (☐ ضرورت نہیں ہے ☐ ضرورت ہے)
- محرمات کو مباح کرتی ہے صرف: ☐ ضرورت ☐ حاجت
- جو امام کے ساتھ جمعہ کی ایک رکعت پالے وہ اسے مکمل کرے گا (☐ جمعہ کے طور پر ☐ ظہر کے طور پر)، اور اگر ایک رکعت سے کم پائے تو وہ اسے مکمل کرے گا (☐ جمعہ کے طور پر ☐ ظہر کے طور پر ☐ ظہر کے طور پر اگر اس نے ظہر کی نیت کی تھی تو)
- جمعہ کے خطبہ میں خطبہ کے دوران خطیب بیٹھے گا: ☐ ایک بار ☐ دو بار
- متعدد نماز جمعہ کے لیے امام کی اجازت کی شرط موقوف ہے: ☐ دین پر ☐ ملک کے نظام پر ☐ دونوں پر
- عیدین کی نماز، کسی چیز کی اضافت، اس کے: ☐ وقت ☐ سبب ☐ نوع کی طرف کرنے کے باب سے ہے
- اسلام میں اعیاد کی تعداد ہے: ☐ تین ☐ دو ☐ بہت زیادہ
- وہ عیدیں جو فتح وشکست کی وجہ سے منعقد کئے جاتے ہیں، اس کا حکم یہ ہے کہ وہ: ☐ جائز ہیں ☐ حرام ہیں

❁ عیدین کی نماز:☐ فرض کفایہ ہے☐ فرض عین ہے☐ سنت ہے
❁ ہر سبب والی نماز کا جب سبب فوت ہو جائے تو:☐ اس کی قضا نہیں کی جائے گی☐ اس کی قضا کی جائے گی
❁ عید الفطر میں سنت پر عمل ہو جائے گا:(☐ ایک بھی کھجور کھالینے سے☐ تین یا اس سے زیادہ کھجور کھانے سے)، اور یہ ہو گا عید کی نماز(☐ کے بعد☐ سے قبل) اور اس کی حکمت ہے(☐ سنت کی اتباع کرنا☐ فرض اور نفل کے درمیان فرق کرنا☐ دونوں)
❁ عیدین کی نماز میں پڑھنا مسنون ہے:☐ سورۂ اعلیٰ اور سورۂ غاشیہ☐ سورۂ ق اور سورۂ قمر☐ دونوں کے درمیان تنوع کرے
❁ مصلی میں عید کی نماز سے پہلے اور بعد میں نفل پڑھنا(☐ سنت ہے☐ جائز ہے☐ مکروہ ہے)، لیکن مصلی میں تحیۃ المسجد پڑھنا(☐ واجب ہے☐ سنت مؤکدہ ہے☐ اسے نہیں پڑھا جائے گا)
❁ کسوف کی نماز، کسی چیز کی اضافت، اس کے:☐ وقت☐ سبب☐ نوع کی طرف کرنے کے باب سے ہے
❁ افضل یہ ہے کہ لوگوں کو کسوف(گرہن) کی(☐ خبر دے☐ خبر نہ دے)
❁ اگر ماہرین فلکیات کہتے ہیں کہ گرہن ہو گا تو:☐ ہم اس وقت تک نماز نہیں پڑھیں گے جب تک کہ فطری طور پر اسے ہم اپنی آنکھوں سے نہ دیکھ لیں☐ ہم کسوف کی نماز پڑھیں گے گرچہ ہم اسے اپنی آنکھوں سے نہ دیکھیں
❁ کسوف کی نماز کا حکم ہے:☐ فرض عین☐ فرض کفایہ☐ سنت
❁ کسوف کی نماز کے لئے خطبہ:☐ مشروع نہیں ہے☐ سنت ہے☐ واجب ہے
❁ جب ختم ہو جانے کے بعد کسوف(گرہن) کے بارے میں معلوم ہو تو:☐ اس کی قضا کی جائے گی☐ اس کی قضا نہیں کی جائے گی
❁ جب کسوف کی نماز کے دوران فرض نماز کا وقت ہو جائے تو وہ اس نماز کو:☐ توڑ دے گا☐ ہلکی پڑھے گا☐ اس وقت تک پڑھے گا جب تک فرض نماز کا وقت ختم ہو جانے کا ڈر نہ ہو
❁ جب گرہن کی وجہ سے سورج پوری طرح غائب ہو جائے تو نمازِ کسوف پڑھنا:☐ مشروع ہے☐ مشروع نہیں ہے
❁ پہلے رکوع کے بعد والی چیز:☐ رکن ہے☐ سنت ہے
❁ استسقاء کی نماز، کسی چیز کی اضافت، اس کے:☐ وقت☐ سبب☐ نوع کی طرف کرنے کے باب سے ہے
❁ استسقاء کی نماز کا حکم ہے:☐ فرض عین☐ فرض کفایہ☐ سنت
❁ استسقاء کی نماز کے لئے ندا لگانا:☐ سنت ہے☐ بدعت ہے
❁ اذان کا حکم ہے:☐ سنت☐ فرض کفایہ☐ فرض عین
❁ نماز کے ارکان اور واجبات ایک چیز میں متحد ہیں، جو کہ ہے:☐ جہل☐ نسیان☐ عمد
❁ نفل نمازیں جو ممنوع اوقات میں پڑھی جائیں گی، وہ ہیں:☐ مطلق نمازیں☐ مقید نمازیں
❁ نماز میں ہاتھ اٹھایا جائے گا(رفع الیدین کیا جائے گا):☐ چار جگہوں پر☐ تین جگہوں پر
❁ وہ انسان جو ہر وقت بے ہوش رہتا ہو، وہ:☐ نماز کی قضا کرے گا☐ نماز کی قضا نہیں کرے گا
❁ نماز میں آنکھیں بھینچنے کا حکم:☐ ایسا کرنا جائز ہے☐ ایسا کرنا جائز نہیں ہے

[کتاب الجنائز]

مسلمان کی موت کے وقت مندرجہ ذیل امور مشروع ہیں:

[۱] موت سے قبل: چند امور مشروع ہیں، جیسے: مریض کی عیادت کرنا، اسے توبہ کی یاد دہانی کرانا، وصیت کرنا، مریض کی طہارت اور نماز کی کیفیت بیان کرنا، مریض پر دم کرنا خاص طور پر جب اسے اس کی خواہش ہو، اور جانکنی کے عالم میں پڑے شخص کو: «لَا إِلَهَ إِلَّا الله» کی تلقین کرنا۔	[۲] موت کے وقت: چند امور مشروع ہیں، جیسے: آنکھوں کو بند کرنا، اور داڑھی کو باندھ دینا۔	[۳] موت کے بعد: چند امور مشروع ہیں، جیسے: اس کو غسل دینا، کفن دینا، جنازہ کی نماز پڑھنا، دفن کرنا، اس کے ترکہ کی تقسیم کرنا، اس کی بیوی کا عدت گزارنا، اس کے گھر والوں کی تعزیت کرنا اور اس کی قبر کی زیارت کرنا۔

نبی ﷺ نے فرمایا: **"اپنے مردوں کو "لا الہ الا اللہ" کی تلقین کیا کرو"**۔ مسلم۔ [تین مرتبہ اس کی تلقین کی جائے گی۔]
نیز آپ ﷺ نے فرمایا: **"اپنے مردوں کے پاس سورۂ یٰس کی تلاوت کرو"**۔ اسے نسائی اور ابو داود نے روایت کیا ہے۔

تنبیہ: اکثر اہل علم کا یہ کہنا ہے کہ (مردوں پر) یٰس پڑھنے والی حدیث ضعیف ہے جس کو حجت نہیں بنایا جا سکتا، لہذا صحیح بات یہ ہے کہ مردوں کے پاس سورۂ یٰس پڑھنا غیر مشروع ہے۔

میت کو تیار کرنا، مندرجہ ذیل امور کے ذریعہ:

[۱] غسل دے کر	[۲] کفن پہنا کر	[۳] اس کی نماز جنازہ پڑھ کر	[۴] اس کو اٹھا کر	[۵] اس کو دفنا کر

= فرض کفایہ ہے۔
نبی ﷺ نے فرمایا: **"جنازہ لے کر جلدی چلا کرو اگر وہ نیک ہے تو تم اس کو بھلائی کے نزدیک کرتے ہو اور اگر نیک نہیں ہے تو بُرے کو اپنی گردنوں پر سے اتارتے ہو"**۔
اور آپ ﷺ نے فرمایا: **"آدمی کی جان اس کے قرض کے ساتھ لٹکی رہتی ہے یہاں تک کہ اس کی طرف سے ادائیگی کر دی جائے"**۔ اسے احمد اور ترمذی نے روایت کیا ہے۔
کفن میں واجب چیز ہے: ایسا کپڑا جو تمام بدن کو ڈھانپ لے، سوائے: محرم کے سر کے اور محرمہ کے چہرے کے۔
مردہ کی نماز جنازہ پڑھنے کا طریقہ مندرجہ ذیل ہے:

[۱] کھڑا ہو، تکبیر کہے اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کرے۔

[۲] پھر تکبیر کہے اور نبی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ پر درود بھیجے۔

[۳] پھر تکبیر کہے، اور مندرجہ ذیل دعاؤں کے ذریعہ میت کے لئے دعا کرے:

«اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا، وَصَغِيرِنَا وَكَبِيرِنَا، وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا، وَذَكَرِنَا وَأُنْثَانَا، اللَّهُمَّ مَنْ أَحْيَيْتَهُ مِنَّا فَأَحْيِهِ عَلَى الْإِسْلَامِ، وَمَنْ تَوَفَّيْتَهُ فَتَوَفَّهُ عَلَى الْإِيمَانِ».

«اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَهُ، وَارْحَمْهُ، وَعَافِهِ، وَاعْفُ عَنْهُ، وَأَكْرِمْ نُزُلَهُ، وَوَسِّعْ مُدْخَلَهُ، وَاغْسِلْهُ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ، وَنَقِّهِ مِنَ الذُّنُوبِ كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْأَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ، اللَّهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا أَجْرَهُ، وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَهُ، وَاغْفِرْ لَنَا وَلَهُ».

میت اگر بچہ ہو تو عام دعا پڑھنے کے بعد یہ دعا پڑھے: «اللَّهُمَّ اجْعَلْهُ فَرَطًا لِوَالِدَيْهِ، وَذُخْرًا، وَشَفِيعًا مُجَابًا، اللَّهُمَّ ثَقِّلْ بِهِ مَوَازِينَهُمَا، وَأَعْظِمْ بِهِ أُجُورَهُمَا، وَاجْعَلْهُ فِي كَفَالَةِ إِبْرَاهِيمَ، وَقِهِ بِرَحْمَتِكَ عَذَابَ الْجَحِيمِ».

[۴] پھر تکبیر کہے اور سلام پھیر دے [خواہ ایک سلام پھیرے یا دو سلام پھیرے]۔

نبی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا "کوئی مسلمان ایسا نہیں جو مر جائے اور اس کی نماز جنازہ ایسے چالیس لوگ پڑھیں جو اللہ کے ساتھ کسی طرح کا بھی شرک نہ کرتے ہوں = اور ان کی سفارش اس کے حق میں قبول نہ ہو"۔ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

اور آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کا فرمان ہے:

[۱] جو جنازہ میں حاضر ہو کر نماز پڑھے اس کے لئے ایک قیراط ہے

[۲] اور جو اس کے دفن تک موجود رہے اس کے لئے دو قیراط ہے

پوچھا گیا: دو قیراط سے کیا مراد ہے؟ تو آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: "دو عظیم پہاڑ کے مانند (اجر)"۔ متفق علیہ۔

اور "نبی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے منع فرمایا ہے کہ:

[۱] قبر کو پختہ کیا جائے۔

[۲] اس پر بیٹھا جائے۔

[۳] اس پر عمارت تعمیر کی جائے"۔ مسلم۔

[۴] اور نبی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے قبر پر کتبہ لکھنے سے منع فرمایا ہے

[۵] قبر پر چراغاں کرنا اور

[۶] مسجد تعمیر کرنا، حرام ہے۔

[۷] اسی طرح قبر کی طرف رخ کر کے یا قبر پر نماز پڑھنا حرام ہے۔

تنبیہ: قبروں کے سلسلے میں اصل یہ ہے کہ وہ آبادی کے باہر ہو تا کہ یہ شرک کا ذریعہ نہ بنے، اور اسے سنت کے مطابق برابر رکھا جائے، بایں طور کہ: اسے بالشت بھر اونچا کیا جائے اور اس پر ایک یا دو پتھر رکھ دیا جائے۔

نبی ﷺ جب میت کی تدفین سے فارغ ہو جاتے تو قبر پر کھڑے ہو جاتے اور فرماتے کہ: **"اپنے بھائی کیلئے بخشش مانگو اور ثابت قدم رہنے کی دعا کرو کیونکہ اب اس سے باز پرس کی جائے گی"**۔ اسے ابو داود نے روایت کیا ہے اور حاکم نے صحیح کہا ہے۔

میت کے اہل خانہ کی تعزیت کرنا مستحب ہے [ایک بار، کسی جگہ یا کھانے پر اکٹھا ہوئے بنا]۔

نبی ﷺ نے میت پر رویا بھی ہے، اور فرمایا کہ: **"یہ رحمت ہے"**، جبکہ آپ ﷺ نے **"نوحہ کرنے والی اور سننے والی پر لعنت بھیجی ہے"**۔

قبرستان کی زیارت کرنے والے کو یہ کہنا چاہئے: «السَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ دَارِ قَوْمٍ مُؤْمِنِينَ، وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللهُ بِكُمْ لَاحِقُونَ، وَيَرْحَمُ اللهُ الْمُسْتَقْدِمِينَ مِنْكُمْ وَالْمُسْتَأْخِرِينَ؛ نَسْأَلُ اللهَ لَنَا وَلَكُمُ الْعَافِيَةَ اللَّهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا أَجْرَهُمْ، وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَهُمْ، وَاغْفِرْ لَنَا وَلَهُمْ، نَسْأَلُ اللهَ لَنَا وَلَكُمُ الْعَافِيَةَ».

کوئی بھی نیکی کا کام کرنا اور اس کا ثواب زندہ یا مردہ مسلم کو ہدیہ کرنے سے اس کا نفع اس کو پہنچتا ہے۔

واللہ اعلم۔

قبروں کی زیارت کے اقسام:

[۱] **شرعیہ:** اس کے ذریعہ آخرت کو یاد کرنے کی نیت کرے، اس کے لئے سفر نہیں کرے، وارد شدہ دعاؤں کے ذریعہ اپنے لئے اور میت کے لئے دعا کرے، اور ایسا عمل نہ کرے جو شریعت کے مخالف ہو۔	[۲] **بدعیہ:** قبروں کے پاس اللہ سے دعا کرنے کی نیت کرے۔	[۳] **شرکیہ:** صاحب قبر سے اپنے لئے دعا کی نیت کرے۔

تنبیہات:

- عورتوں کو قبروں کی زیارت نہیں کرنی چاہئے، کیونکہ رسول ﷺ نے: **"کثرت سے قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں پر لعنت بھیجی ہے"**، کیونکہ ان کی زیارت کی وجہ سے: فتنہ پیا ہونے اور ان کے صبر نہ کرپانے کا خدشہ ہے۔
- اسی طرح قبرستان تک جنازہ کے پیچھے جانا بھی ان کے لئے جائز نہیں ہے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں ایسا کرنے سے روکا ہے۔
- جہاں تک مسجد میں یا مصلی میں میت پر نماز جنازہ پڑھنے کی بات ہے، تو یہ مرد و عورت سبھی کے لئے مشروع ہے۔
- رسول ﷺ نے موت کی تمنا کرنے سے منع فرمایا ہے، چنانچہ آپ نے فرمایا: **"تم میں سے کسی کو اس مصیبت و تکلیف کی وجہ سے جو اس پر نازل ہوئی ہو موت کی تمنا و خواہش ہرگز نہیں کرنی چاہئے اور اگر اس کی تمنا ضروری ہو تو پھر اس طرح کہنا چاہئے "اللهم أحيني ما كانت الحياة خيرا لي وتوفني إذا كانت الوفاة خيرا لي" اے اللہ! جب تک جینا میرے لئے بہتر ہو اس وقت تک مجھے زندگی عطا فرما اور جب موت میرے لئے بہتر ہو تو مجھے وفات دیدے"**۔

کتاب الجنائز سے سوالات

سوال:	صحیح	غلط
❂ مریض سے یہ پوچھنا کہ وہ اپنی نماز اور طہارت کس طرح ادا کرتا ہے ان امور میں مداخلت کرنا ہے جن سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے	☐	☐
❂ مریض کی عیادت میں قریب اور بعید کے لوگوں میں فرق نہیں کیا جائے گا	☐	☐
❂ سفر سے آنے والے لوگوں کا انتظار کرتے ہوئے میت کی تجہیز و تکفین میں تاخیر کرنا جائز ہے	☐	☐
❂ جب تک جانشین مقرر نہ ہو خلیفہ کی تدفین میں تاخیر جائز ہے	☐	☐
❂ میت کو غسل دینے اور نکاح میں اصل ولی کو فرع پر مقدم کیا جائے گا، میراث میں نہیں	☐	☐
❂ خودکشی کرنے والے کے جنازہ کی نماز امام نہیں پڑھائے گا	☐	☐
❂ اگر آلودگی کا اندیشہ نہ ہو تو میت کے جنازہ کی نماز مسجد میں ادا کی جائے گی	☐	☐
❂ میت پر رونا جائز ہے	☐	☐
❂ مردہ کو اس کی لحد میں قبلہ رخ کرکے لٹایا جائے گا	☐	☐
❂ کوئی بھی نیکی کا کام کرنا اور اس کا ثواب زندہ یا مردہ مسلم کو ہدیہ کرنے سے اس کا نفع اس کو پہنچتا ہے	☐	☐

❂ وہ مریض جس کو عیادت کی حاجت ہے: ☐ ہر مریض ☐ جس کو اس کا مرض باہر نکلنے سے روک دے

❂ میت کی جانب سے قرض کی ادائیگی: ☐ واجب ہے ☐ مسنون ہے ☐ مُباح ہے

❂ حالت نزع میں پڑے شخص کو (کلمہ کی) تلقین کرنا: ☐ واجب ہے ☐ مستحب ہے ☐ حرام ہے

❂ حالت نزع میں پڑے شخص کو نرمی کے ساتھ (کلمہ کی) تلقین کرنا: ☐ واجب ہے ☐ مستحب ہے ☐ مباح ہے ☐ تین بار سے زائد نہ کرنا مستحب ہے

❂ جانکنی کے عالم میں پڑے شخص کو دوبارہ تلقین کی جائے گی: ☐ ہمیشہ ☐ اگر یہ تین بار کی حد کے اندر ہو ☐ جب وہ پہلی تلقین کے بعد گفتگو کرلے

❂ حالت نزع میں پڑے شخص کو (کلمہ کی) تلقین کرنے کا مطلب ہے: ☐ تلقین کرنے والا اس سے کہے کہ: ”لا الہ الا اللہ“ کہو ☐ ”کہو“ کہے بنا اس کے پاس کلمہ شہادت پڑھے ☐ ”کہو“ کہے بنا اس کو کلمۂ شہادت کی یاددہانی کرائے

❂ مردہ کو دفن کرنا: ☐ واجب ہے ☐ سنت ہے ☐ فرض کفایہ ہے

❂ ساقط ہونے والا حمل اگر چار ماہ کا ہوچکا ہو تو: ☐ نہ تو اسے غسل دلایا جائے گا اور نہ اس پر نماز جنازہ پڑھی جائے گی ☐ اسے غسل نہیں دلایا جائے گا مگر اس پر نماز جنازہ پڑھی جائے گی ☐ غسل دیا جائے گا اور نماز جنازہ پڑھی جائے گی

❂ میت کو غسل دلانے میں تعاون نہ کرنے والے شخص کا وہاں موجود رہنا: ☐ حرام ہے ☐ مباح ہے ☐ مکروہ ہے

کتاب الزکوۃ

<table dir="rtl">
<tr><td colspan="6">زکوۃ کی کئی قسمیں ہیں:</td></tr>
<tr><td colspan="5">[۱]فرض زکوۃ: اور اس کی دو قسمیں ہیں:</td><td rowspan="3">[۲]نفل زکوۃ: یہ ہر وہ زکوۃ ہے جو انسان اپنے مال سے محض اللہ کی عبادت کی خاطر نکالتا ہے۔</td></tr>
<tr><td colspan="4">[۱]مال کی زکوۃ:
اس کی شرعی تعریف: (خاص جماعت یا خاص جہت کے لئے مالِ معین میں سے اللہ کی عبادت کی خاطر شرعی طور پر واجب حصہ نکالنا)۔
یہ ارکانِ اسلام کا تیسرا رکن ہے، جو ہر صاحب نصاب آزاد مسلمان پر فرض ہے، اور کسی بھی مال میں اس وقت تک زکوۃ واجب نہیں ہوتی جب تک اس پر ایک سال نہ گزر جائے، سوائے زمین سے نکلنے والی چیزوں کے، اور جو چیز اصل کے تابع ہو جیسے نصاب کی نمو، یا تجارت کا فائدہ تو اس کا حول (سال گزرنا) وہی ہے جو اصل کا حول ہے۔
اور اس کی چار قسمیں ہیں:</td><td rowspan="2">[۲]بدن کی زکوۃ: اور اس سے مراد زکوۃ فطر ہے، جو ہر مسلمان پر واجب ہے، چاہے وہ: مرد ہو، عورت ہو، بڑا ہو، چھوٹا ہو، غلام ہو یا آزاد ہو۔</td></tr>
<tr><td>[ا]نقدین: یعنی: سونا، چاندی، اور دیگر کرنسیاں جو ان کے قائم مقام ہوتی ہیں۔
سونے کا نصاب ۲۰ مثقال (۸۵ گرام) اور چاندی کا نصاب ۲۰۰ درہم (۵۹۵ گرام) ہے۔</td><td>[ب]سائمہ: یعنی: وہ چوپایے جو سال بھر یا سال کی اکثر مدت میں عام چراگاہوں میں چرتے ہوں، اور بہیمۃ الانعام سے مراد ہیں: اونٹ، گائے اور بکری۔</td><td>[ج]زمین سے نکلنے والی چیزیں: جیسے اناج اور پھل۔</td><td>[د]تجارت کے سامان: اس سے مراد ہر وہ سامان ہے جو خرید وفرخت کے لئے تیار کیا جائے۔</td></tr>
</table>

[مال کی زکوۃ سے متعلق فصل]

یہ واجب ہے، ہر: [لہذا چھوٹے بچے اور دیوانے کے مال میں بھی زکوۃ واجب ہے]:

[۱] مسلمان	[۲] آزاد	[۳] اور صاحب نصاب پر۔

کسی بھی مال میں اس وقت تک زکوۃ واجب نہیں ہے جب تک اس پر ایک سال نہ گزر جائے، سوائے:

[۱] زمین سے نکلنے والی چیز کے۔	[۲] اور جو چیز اصل کے تابع ہو جیسے نصاب کی نمو، یا تجارت کا فائدہ تو = اس کا حولان حول (ایک سال کا گزرنا) بھی وہی ہے جو اصل کا حولان حول ہے۔

اور صرف چار طرح کی چیزوں میں زکوۃ واجب ہے:

[۱] بہیمۃ الانعام (چوپایوں) میں سے عام چراگاہ میں چرنے والے	[۲] زمین سے نکلنے والی چیز	[۳] نقدی (ثمن)	[۴] اور سامان تجارت۔

چوپایوں میں زکوۃ واجب ہونے کی دلیل انس رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے، کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ان کو لکھا کہ: "یہ زکوۃ کا وہ فریضہ ہے جسے رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کے لیے فرض قرار دیا ہے اور رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے اس کا حکم دیا:

- چوبیس یا اس سے کم **اونٹوں** میں ہر پانچ اونٹ پر ایک بکری دینی ہوگی۔
- جب اونٹوں کی تعداد پچیس تک پہنچ جائے تو پچیس سے پینتیس تک بنت لبون یعنی ایک برس کی اونٹنی واجب ہوگی جو مادہ ہوتی ہے، اور گر بنت لبون میسر نہ ہو تو ایک نر ابن لبون یعنی دو سال کا اونٹ نکالا جائے گا (زکوۃ میں)
- جب اونٹ کی تعداد چھتیس تک پہنچ جائے (تو چھتیس سے) پینتالیس تک دو برس کی مادہ واجب ہوگی۔
- جب تعداد چھیالیس تک پہنچ جائے (تو چھیالیس سے) ساٹھ تک میں تین برس کی اونٹنی واجب ہوگی جو جفتی کے قابل ہوتی ہے۔
- جب تعداد اکسٹھ تک پہنچ جائے (تو اکسٹھ سے) پچھتر تک چار برس کی مادہ واجب ہوگی۔
- جب تعداد چھہتر تک پہنچ جائے (تو چھہتر سے) نوے تک دو دو برس کی دو اونٹنیاں واجب ہوں گی۔
- جب تعداد اکیانوے تک پہنچ جائے تو (اکیانوے سے) ایک سو بیس تک تین تین برس کی دو اونٹنیاں واجب ہوں گی جو جفتی کے قابل ہوں۔
- پھر ایک سو بیس سے بھی تعداد آگے بڑھ جائے تو ہر چالیس پر دو برس کی اونٹنی واجب ہوگی اور ہر پچاس پر ایک تین برس کی۔
- اور اگر کسی کے پاس چار اونٹ سے زیادہ نہیں تو اس پر زکوۃ واجب نہ ہوگی مگر جب ان کا مالک اپنی خوشی سے کچھ دے۔

- اور ان **بکریوں** کی زکوٰۃ جو (سال کے اکثر حصے جنگل یا میدان وغیرہ میں) چر کر گزارتی ہیں:
  - اگر ان کی تعداد چالیس تک پہنچ گئی ہو تو (چالیس سے) ایک سو بیس تک ایک بکری واجب ہو گی۔
  - اور جب ایک سو بیس سے تعداد بڑھ جائے (تو ایک سو بیس سے) سے دو سو تک دو بکریاں واجب ہوں گی۔
  - گر دو سو سے بھی تعداد بڑھ جائے تو (تو دو سو سے) تین سو تک تین بکریاں واجب ہوں گی۔
  - اور جب تین سو سے بھی تعداد آگے نکل جائے تو اب ہر ایک سو پر ایک بکری واجب ہو گی۔

اگر کسی شخص کی چرنے والی بکریاں چالیس سے ایک بھی کم ہوں تو ان پر زکوٰۃ واجب نہیں ہو گی مگر اپنی خوشی سے مالک کچھ دینا چاہے تو دے سکتا ہے۔

زکوٰۃ (کی زیادتی) کے خوف سے جدا مال کو یکجا اور یکجا مال کو جدا نہ کیا جائے۔

جب دو شریک ہوں تو وہ اپنا حساب برابر کر لیں۔

زکوٰۃ میں بوڑھے اور عیبی جانور نہ نکالے۔

- **اور چاندی میں**: زکوٰۃ چالیسواں حصہ واجب ہو گی لیکن اگر کسی کے پاس ایک سو نوے (درہم) سے زیادہ نہیں ہیں تو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہو گی لیکن مالک اگر اپنی خوشی سے کچھ دینا چاہے تو اور بات ہے۔

جس کے اونٹوں کی زکوٰۃ جذعہ تک پہنچ جائے اور وہ جذعہ اس کے پاس نہ ہو بلکہ حقہ ہو تو اس سے زکوٰۃ میں حقہ ہی لے لیا جائے گا لیکن اس کے ساتھ دو بکریاں بھی لی جائیں گی' اگر ان کے دینے میں اسے آسانی ہو ورنہ بیس درہم لیے جائیں گے۔ اور اگر کسی پر زکوٰۃ میں حقہ واجب ہو اور حقہ اس کے پاس نہ ہو بلکہ جذعہ ہو تو اس سے جذعہ ہی لے لیا جائے گا اور زکوٰۃ وصول کرنے والا زکوٰۃ دینے والے کو بیس درہم یا دو بکریاں دے گا"۔ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

- اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے: **"انہیں حکم دیا کہ ہر تیس گائے بیل میں ایک سال کا بچھوا یا بچھیا لیں، اور ہر چالیس گائے میں دو سال کی بچھیا"**۔ اسے اہل سنن نے روایت کیا ہے۔
- اور جہاں تک **ثمن یعنی نقدی** کی زکوٰۃ کی بات ہے تو پیچھے یہ بات گزر چکی ہے کہ دو سو درہم سے کم میں کوئی زکوٰۃ نہیں ہے، اور دو سو درہم ہو جانے پر اس کا چالیسواں حصہ واجب ہے۔
- اور جہاں **تک زمین سے نکلنے والی چیزیں** جیسے اناج اور پھل کی بات ہے تو، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ: **"پانچ وسق سے کم کھجور میں کوئی صدقہ نہیں ہے"**۔ متفق علیہ۔

اور ایک وسق: ساٹھ صاع کا ہوتا ہے، تو اس طرح نبوی صاع کے مطابق اناج اور پھل کا نصاب تین سو (۳۰۰) صاع ہو گا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **"جو زمین آسمانی بارش اور چشموں سے سیراب ہوتی ہو یا رطوبت والی ہو اس میں دسواں حصہ (عشر) زکوٰۃ ہے اور جو زمین پانی کھینچ کر سیراب کی جاتی ہو۔ اس میں بیسواں حصہ (نصف عشر) ہے"**۔ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

سہل بن ابی حثمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ: **"جب تم تخمینہ لگاؤ تو تخمینہ کے مطابق اور (مزید) ایک تہائی چھوڑ دیا کرو، اگر ایک تہائی نہ چھوڑ سکو تو چوتھائی چھوڑ دیا کرو"**۔ اسے اہل سنن نے روایت کیا ہے۔

- جہاں تک **سامان تجارت** کی بات ہے تو اس سے مراد: ہر وہ چیز ہے جو نفع کی خاطر بیچا اور خریدا جاتا ہو، جب اس پر سال گزر جائے تو مساکین کے لئے جو زیادہ فائدہ مند ہو سونا اور چاندی میں سے اس بنیاد پر اس کا اندازہ لگایا جائے گا، اور اس میں: چالیسواں حصہ واجب ہے۔

❁ جس کا کسی کے اوپر **قرض** اور ایسا مال ہو جس کی ادائیگی کا امکان کم ہو، جیسے ٹال مٹول کرنے والے کے اوپر قرض ہو یا ایسے تنگ دست کے اوپر جو ادا کرنے سے قاصر ہو، تو اس میں زکوٰۃ نہیں ہے، ورنہ زکوٰۃ واجب ہے۔

زکوٰۃ میں متوسط مال نکالنا واجب ہے، گھٹیا مال نکالنا کافی نہیں ہوگا، لیکن عمدہ مال بھی بطورِ زکوٰۃ نکالنا لازم نہیں، الا یہ کہ صاحبِ مال کی خواہش ہو کہ وہ اپنا سب سے عمدہ مال بطورِ زکوٰۃ نکالے گا۔

❁ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث میں ہے کہ: **"رکاز (دفینہ) میں پانچواں حصہ ہے"**۔ متفق علیہ۔

دفینہ میں سے اگر کچھ ایسا ملتا ہے، جو ہو:

[۱] **زمانۂ جاہلیت کا:** (ما قبل اسلام) تو یہی وہ رکاز ہے جس میں زکوٰۃ واجب ہے، اسے پانے والا اس کا پانچواں حصہ نکالے گا۔	[۱] **مسلمانوں کا:** (مابعد اسلام) تو یہ لُقطہ ہے، اور اس کا بیان لقطہ کے باب میں عنقریب آنے والا ہے

زکوٰۃ الفطر کا باب

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ: **"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوٰۃ فطر کو فرض قرار دیا ہے:**

[۱] **ایک صاع کھجور یا ایک صاع جو۔**	[۲] **غلام، آزاد، مرد، عورت، چھوٹے اور بڑے سبھی مسلمانوں پر۔**	[۳] **اور یہ حکم دیا ہے کہ اسے عید کی نماز کے لئے نکلنے سے قبل ادا کر دیا جائے"۔** متفق علیہ۔

اور یہ واجب ہے:

اپنی جانب سے، اور جس کے خرچ کی ذمہ داری اس کے ذمہ ہے، اس کی جانب سے۔	اگر وہ شے اس کے ایک دن اور ایک رات کے کھانے سے زیادہ ہو۔	ایک صاع: کھجور، یا جو، یا پنیر، یا کشمش یا گیہوں۔

اس میں سب سے افضل وہ ہے جو: سب سے نفع بخش ہو۔

اسے عید کے دن سے مؤخر کرنا جائز نہیں ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرض قرار دیا ہے: **"روزہ دار کو بے ہودگی اور فحش باتوں سے پاک کرنے کے لئے نیز محتاجوں کے کھانے کا انتظام کرنے کے لئے:**

[۱] **لہٰذا جس نے اسے عید کی نماز سے قبل ادا کیا تو وہ مقبول زکوٰۃ ہے۔**	[۲] **اور جس نے اسے نماز کے بعد ادا کیا تو گویا وہ عام صدقات میں سے ایک صدقہ ہے"۔** اسے ابو داود اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

نبی ﷺ نے فرمایا: ”سات آدمی ایسے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اپنے عرش کے نیچے سایہ دے گا جبکہ اس کے عرش کے سایہ کے سوا اور کوئی سایہ نہیں ہو گا:

[۱] انصاف کرنے والا بادشاہ۔	[۲] وہ نوجوان جس نے اپنے رب کی عبادت میں جوانی صرف کی [۳] ایسا شخص جس کا دل ہر وقت مسجد میں لگا رہتا ہے	[۴] دو ایسے شخص جو اللہ کے لیے باہم محبت رکھتے ہیں اور ان کے ملنے اور جدا ہونے کی بنیاد یہی ہے	[۵] وہ شخص جسے کسی باعزت اور حسین عورت نے (برے ارادہ سے) بلایا لیکن اس نے کہہ دیا کہ: میں اللہ سے ڈرتا ہوں	[٦] وہ شخص جس نے صدقہ کیا، مگر اتنے پوشیدہ طور پر کہ بائیں ہاتھ کو بھی خبر نہیں ہوئی کہ داہنے ہاتھ نے کیا خرچ کیا	[۷] وہ شخص جس نے تنہائی میں اللہ کو یاد کیا اور (بے ساختہ) آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ متفق علیہ۔

اہل زکوۃ اور جسے یہ دیا جائے گا اس کے مستحقین کا باب

زکوۃ صرف انہیں آٹھ لوگوں کو دی جائے گی، جن کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اپنے اس فرمان میں کیا ہے: ﴿إِنَّمَا ٱلصَّدَقَـٰتُ لِلۡفُقَرَآءِ وَٱلۡمَسَـٰكِينِ وَٱلۡعَـٰمِلِينَ عَلَيۡهَا وَٱلۡمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمۡ وَفِي ٱلرِّقَابِ وَٱلۡغَـٰرِمِينَ وَفِي سَبِيلِ ٱللَّهِ وَٱبۡنِ ٱلسَّبِيلِۖ فَرِيضَةٗ مِّنَ ٱللَّهِۗ وَٱللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٞ ٦٠﴾ (صدقے صرف فقیروں کے لئے ہیں اور مسکینوں کے لئے اور ان کے وصول کرنے والوں کے لئے، اور ان کے لئے جن کے دل پرچائے جاتے ہوں اور گردن چھڑانے میں اور قرض داروں کے لئے اور اللہ کی راہ میں اور راہرو مسافروں کے لئے، فرض ہے اللہ کی طرف سے، اور اللہ علم وحکمت والا ہے)۔

اور ان میں سے محض کسی ایک صنف کو دینا بھی جائز ہے، معاذ رضی اللہ عنہ کو کہے گئے نبی ﷺ کے اس فرمان کی وجہ سے: **”اگر وہ لوگ تمہاری بات مان لیں تو انہیں بتلانا کہ: اللہ نے ان پر صدقہ فرض کیا ہے جو ان کے مالداروں سے لے کر ان کے فقیروں کو لوٹا دیا جاتا ہے“**۔ متفق علیہ۔

اور زکوۃ دینا حلال نہیں ہے:

[۱] کسی مالدار کو	[۲] نہ کمانے والے تنومند کو	[۳] نہ آل محمد ﷺ کو، جو کہ بنو ہاشم اور ان کے آزاد کردہ غلام ہیں	[۴] اور نہ اس شخص کو جس پر اس وقت خرچ کرنا اس پر واجب ہے	[۵] اور نہ کافر کو

جہاں تک نفلی صدقات کی بات ہے تو یہ مذکورہ لوگوں اور ان کے علاوہ دیگر لوگوں کو بھی دیا جا سکتا ہے۔
لیکن یہ جتنا زیادہ نفع بخش -چاہے عام نفع ہو یا خاص- وسودمند ہو گا اسی قدر اکمل ہو گا۔
اور نبی ﷺ نے فرمایا: **”جو شخص مال بڑھانے کے لئے لوگوں سے ان کا مال مانگتا ہے، وہ آگ کے انگارے مانگتا ہے، کم (اکٹھے) کر لے یا زیادہ کر لے“**۔ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔
اور آپ ﷺ نے عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا: ”(سنو!) **اس مال میں سے جو بھی تمہیں بغیر کسی لالچ کے اور بغیر مانگے ملے اس کو لے لو، اور جو نہ ملے اس کے پیچھے نہ پڑو“**۔ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مستحقین زکوۃ آٹھ لوگ ہیں جن کا ذکر اللہ تعالیٰ نے سورۂ توبہ میں کیا ہے:

[۱] فقراء:

یہ وہ حاجت مند لوگ ہیں جو کچھ بھی نہیں پاتے یا جو انہیں کفایت کر جائے اس کا تھوڑا سا حصہ پاتے ہیں۔

[۲] مساکین:

یہ وہ لوگ ہیں جو اپنی کفایت (خرچ) کا اکثر حصہ یا نصف حصہ پاتے ہیں، اگر ہم ان کا سالانہ خرچ ایک لاکھ مانتے ہیں، تو فقیر وہ ہے جو جس کے پاس ۵۰ ہزار سے کم ہو اور مسکین وہ ہے جس کے پاس ۵۰ ہزار یا ۵۰ ہزار سے زائد ہو لیکن ایک لاکھ نہ ہو، لہذا انہیں اتنا دیا جائے گا جو ان کے سالانہ خرچ کے لئے کافی ہو، کیونکہ واجب زکوۃ سال بھر میں ایک بار ہی نکالی جاتی ہے۔

[۳] زکوۃ وصول کرنے والے:

یہ اسے وصول کرنے والے، اس کے نگہبان، اور جنہیں اسے تقسیم کرنے کی ذمہ داری سونپی گئی ہے وہ لوگ ہیں، ولی امر انہیں اس کی ذمہ دے گا، اور ان لوگوں کو زکوۃ کا مال لینے کے لئے فقیر ہونا شرط نہیں ہے بلکہ انہیں اس میں سے دیا جائے گا گرچہ وہ مالدار ہی کیوں نہ۔

[۴] تالیف قلب کے لیے:

ایسا شخص جس کے اسلام لانے یا اس کی برائی سے بچنے یا اس کی وجہ سے ایمان کو تقویت ملنے کی امید ہو۔

[۵] گردن چھڑانے میں، اور یہ لوگ ہیں:

- **مسلم مُکاتب**، یہ وہ غلام ہے جس نے اپنے مالک سے آزادی خریدرکھی ہو
- مسلمان غلام کو **آزاد کرانا**
- مسلمان **قیدی**

اس میں وہ غلام داخل نہیں ہے جسے اس کے آقا نے آزاد کر دیا ہو، پھر بھی وہ خود کو مستحقین زکوۃ میں سمجھے، ایسا کرنا جائز نہیں

[۶] قرض دار، اور یہ لوگ ہیں:

- لوگوں کے درمیان مصالحت کی خاطر قرض لینے والے
- اپنی خاطر قرض لینے والے

قرض دار فقیر کے قرض کو زکوۃ کی نیت سے چھوڑ دینا کافی نہیں ہے۔

[۷] اللہ کی راہ میں:

اس میں غازی لوگ اور وہ ہتھیار وغیرہ جن کی انہیں ضرورت ہے سب داخل ہیں۔

[۸] راہرو مسافر:

اس سے مراد سفر میں پھنسا وہ مسافر ہے جس کا نفقہ ختم ہو چکا ہو، لہذا اسے اتنا دیا جائے گا جو اسے گھر تک پہنچنے کے لئے کافی ہو۔

ملحق (پیوستہ)

کچھ اہم تعریفات:

اونٹ سے متعلق	بنت مخاض	جس کا ایک سال مکمل ہو چکا ہو، اور اس کا یہ نام اس لئے پڑا کیوں کہ اس کی ماں حاملہ ہوتی ہے۔
	بنت لبون	جس کا دو سال مکمل ہو چکا ہو، اور اس کا یہ نام اس لئے پڑا کیوں کہ اس کی ماں دودھ والی ہوتی ہے۔
	حقہ	جس کا تین سال مکمل ہو چکا ہو، اور اس کا یہ نام اس لئے پڑا کیوں کہ یہ جفتی کے قابل ہوتی ہے۔
	جذعہ	جس کا چار سال مکمل ہو چکا ہو، اسے جذعہ اس لیے کہتے ہیں کہ اس کے دودھ والے اگلے دانت گر چکے ہوتے ہیں۔
گائے سے متعلق	تبیع	جس کا ایک سال مکمل ہو چکا ہو۔
	مسنہ	جس کا دو سال مکمل ہو چکا ہو۔

زکوۃ کی مقدار:

مال	حول	نصاب	زکوۃ کی مقدار
چوپایہ	شرط ہے	عنقریب تفصیل آئیگی	عنقریب تفصیل آئیگی
زمین سے نکلنے والا	شرط نہیں ہے	۳۰۰ صاع	عشر (دسواں حصہ): جس کھیت کو آسمان یا دریا یا چشمے کا پانی سینچے یا زمین کی تری پہنچے۔ نصف عشر (بیسواں حصہ): جس کی سینچائی جانوروں کے ذریعہ کی گئی ہو ثلاثة ارباع العشر (تین چالیسواں حصہ، پندرہواں حصہ): جو ان دونوں سے سینچا گیا ہو۔
ثمن (نقدی)	شرط ہے	۸۵ گرام سونا یا ۵۹۵ گرام چاندی	ربع عشر (چالیسواں حصہ)
سامان تجارت	شرط ہے	سونا اور چاندی میں سے جو فقراء کے لئے انفع ہو اس کے اعتبار سے	ربع عشر (چالیسواں حصہ)

بہیمۃ الانعام (چوپایوں) میں سے چرنے والے جانوروں کی زکوٰۃ کا نصاب اور اس کی مقدار:

غنم: بھیڑ اور بکریاں

مقدار: سے	مقدار: تک	اس کی زکوٰۃ
۴۰	۱۲۰	ایک بکری
۱۲۱	۲۰۰	دو بکریاں
۲۰۱	۳۰۰	تین بکریاں
پھر ہر ۱۰۰ میں ایک بکری		

زکوٰۃ میں نہیں لیا جائے گا: نر، بوڑھا، عیب دار جانور اور گھٹیا مال۔

زکوٰۃ میں نہیں لیا جائے گا: لاغر، حاملہ یا پیٹو (یا جسے کھلا پلا کر ذبح کرنے کے لئے موٹا کیا گیا ہو) جانور اور عمدہ ترین مال۔

ایک یا دو کوہان والا اونٹ

مقدار: سے	مقدار: تک	اس کی زکوٰۃ
۵	۹	ایک بکری
۱۰	۱۴	دو بکریاں
۱۵	۱۹	تین بکریاں
۲۰	۲۴	چار بکریاں
۲۵	۳۵	بنت مخاض
۳۶	۴۵	بنت لبون
۴۶	۶۰	حِقّہ
۶۱	۷۵	جذعہ
۷۶	۹۰	دو بنت لبون
۹۱	۱۲۰	دو حقہ
۱۲۱	۱۲۹	تین بنت لبون
پھر ہر چالیس میں ایک بنت لبون اور ہر پچاس میں ایک حقہ، اور وقص کہتے ہیں ۹ یا اس سے کم کو (جو دو فریضوں کے درمیان ہوتا ہے)		

گائے اور بھینس

مقدار: سے	مقدار: تک	اس کی زکوٰۃ
۳۰	۳۹	ایک تبیع یا تبیعہ
۴۰	۵۹	مسنہ
۶۰	۶۹	دو تبیعہ
پھر ہر ۳۰ میں ایک تبیع اور ہر ۴۰ میں ایک مسنہ		

زکوٰۃ الفطر کا حکم:

مستحب ہے:	واجب ہے:	
جنین (پیٹ میں پل رہے بچہ) کی طرف سے۔	اور عید کے دن اور اس کی رات میں، اس کی اور اس کے اہل خانہ کی خوراک اور اس کی بنیادی ضروریات سے ایک صاع زائد ہو۔	ہر اس مسلمان پر جس پر رمضان کے آخری دن کا سورج غروب ہوا ہو: چاہے وہ بڑا ہو یا چھوٹا ہو، نر ہو یا مادہ ہو، غلام ہو یا آزاد ہو۔

صدقۂ فطر کی مشروعیت کی حکمت:

اس میں فقراء و مساکین کو عید کے دن سوال کرنے سے بے نیاز کرنا ہے۔	روزہ دار کو بے ہودگی اور فحش باتوں سے پاک کرنے کے لئے

زکوٰۃ فطر کا حکم:

وقتِ تحریم:	وقتِ استحباب:	وقتِ جواز:
عید کی نماز کے بعد	فجر کے بعد اور عید کی نماز سے قبل	عید سے ایک یا دو دن پہلے

زکوٰۃ فطر میں کیا نکالنا کافی ہوگا:

نقدی نکالنا کافی نہیں ہوگا۔	جس غذا کو آدمی عام طور پر کھاتا ہے اس میں سے ایک صاع نکالنا، اور ایک صاع عمدہ قسم کی گیہوں کا وزن دو کیلو چالیس گرام ہوتا ہے، اور ہر اناج کا وزن اس کے حساب سے کم یا زیادہ ہوتا ہے۔

وزن کے لحاظ سے مشہور غذاؤں کی زکوٰۃ فطر کی مقدار:

چاول: ۲۳۰۰ گرام۔	سوجی: ۲۰۰۰ گرام۔	آٹا: ۱۴۰۰ گرام۔
چنا: ۲۰۰۰ گرام۔	دال: ۲۱۰۰ گرام۔	گندم: ۲۰۴۰ گرام۔
کشمش: ۱۶۴۰ گرام۔	کھجور: ۱۸۰۰ گرام۔	فاصولیا (پھلیاں): ۲۰۶۰ گرام۔

کتاب الزکوٰۃ سے سوالات

سوال:	صحیح	غلط
❁ اگر کوئی انسان مر جائے اور اس پر زکوٰۃ واجب ہو تو وراثت کی تقسیم سے قبل اس کے مال سے زکوٰۃ نکالی جائے گی	☐	☐
❁ بکری کا نصاب ایک سو بیس ہے	☐	☐
❁ چھہتر (۷٦) میں ایک بنت لبون واجب ہے	☐	☐
❁ استعمال کے لئے تیار کئے گئے زیور میں کوئی زکوٰۃ نہیں ہے	☐	☐
❁ سونا یا چاندی میں سے فقراء کے لئے جو زیادہ سود مند ہو اس کی بنیاد پر سال گزرنے پر سامان تجارت میں سے زکوٰۃ نکالی جائے گی	☐	☐
❁ بہیمۃ الانعام میں اونٹ، گائے، بھینس اور بکری داخل ہیں	☐	☐
❁ پھلوں میں کوئی زکوٰۃ نہیں ہے	☐	☐
❁ جب مسکین کا ذکر کیا جائے تو فقراء اس میں شامل ہوتے ہیں	☐	☐
❁ تالیف قلب والے میں وہ کافر بھی داخل ہو گا جس کے ایمان لانے کی امید نہ ہو	☐	☐
❁ آقا اگر اپنے غلام کو آزاد کر دے تو اسے بھی زکوٰۃ میں سے دیا جائے گا	☐	☐
❁ ایک امیر آدمی کسی غریب سے رقم مانگتا ہے، اور پھر اس سے تنازل اختیار کر کے اسے زکوٰۃ شمار کر لیتا ہے، تو اس کا ایسا کرنا صحیح ہے	☐	☐
❁ ''فی سبیل اللہ'' میں خیر کے سبھی کام داخل ہیں، جیسے مسجد کی تعمیر کرنا	☐	☐
❁ نقدین (سونا چاندی) کی زکوٰۃ کو چالیس سے تقسیم کر کے حساب لگایا جاتا ہے	☐	☐
❁ بہیمۃ الانعام میں سے عام چراگاہوں میں چرنے والے جانور پر زکوٰۃ واجب ہے، جبکہ گھر میں کام کاج کے لئے رکھے گئے یا جنہیں گھر میں کھلایا پلایا جاتا ہو ان جانوروں میں زکوٰۃ واجب نہیں ہے	☐	☐
❁ غلہ اور پھل میں زکوٰۃ اسی وقت واجب ہے جب وہ نصاب کو پہنچ جائیں، اور یہ اس وقت ہو گا جب غلہ سخت اور مضبوط ہو جائے اور پھل پک جائے۔	☐	☐
❁ اناج اور پھل جس کی سیرابی میں محنت و مشقت لگتی ہو اس میں بیسواں حصہ واجب ہے	☐	☐
❁ سونا جب نصاب کو پہنچ جائے تو اس میں زکوٰۃ واجب ہے اور اس کی مقدار ۲۰ مثقال ہے	☐	☐
❁ تبیع اس گائے کو کہتے ہیں جس کی عمر دو سال ہو چکی ہو	☐	☐
❁ سکونت کے لئے تیار کئے گئے گھر میں زکوٰۃ واجب ہے	☐	☐
❁ ہر مسافر کو زکوٰۃ دی جائے گی کیونکہ وہ ''ابن السبیل'' میں داخل ہے	☐	☐
❁ افضل یہ ہے کہ زکوٰۃ دینے والا اپنی زکوٰۃ کو خود تقسیم کرے	☐	☐

❁ کوئی شخص اپنے پاس موجود مال کو سال پورا ہونے سے پہلے اس لئے ختم کرلیتا ہے تاکہ اس پر زکوۃ واجب نہ: □ اس کے ارادے کے مخالف چیز کے ذریعہ اس کو سزادی جائے گی اور اس سے زکوۃ لی جائے گی □ اس کا ایسا کرنا جائز ہے

❁ کسی شخص نے سائمہ (چرنے والے جانور) کے بدلے سامان تجارت خرید لیا **اور اس کی بنا سال گزرنے پر نہیں کی تو:**
□ اس کا ایسا کرنا صحیح ہے □ اس کا ایسا کرنا صحیح نہیں ہے

❁ کسی چیز کا ذاتی استعمال کے لئے مالک تھا، پھر بعد میں اس میں تجارت کی نیت کرلی تو: □ اس میں زکوۃ ہے □ اس میں زکوۃ نہیں ہے

❁ کسی عورت نے سونا کا پلنگ بنوایا: □ اس میں زکوۃ ہے □ اس میں زکوۃ نہیں ہے

❁ کسی آدمی کے پاس سو سعودی ریال ہیں: □ اس میں زکوۃ ہے □ اس میں زکوۃ نہیں ہے

❁ کسی نے دفن شدہ مال پایا جس پر اسلامی علامات بنی ہوئی ہیں: □ اس میں زکوۃ ہے □ اس میں زکوۃ نہیں ہے

❁ کسی بھی مال میں اس وقت تک زکوۃ نہیں ہے جب تک اس پر سال نہ گزر جائے، اور سال کا اعتبار ہوگا: □ ہجری سال کا □ عیسوی سال کا □ دونوں میں کوئی فرق نہیں ہے

❁ سال گزرنے کی شرط سے مستثنی ہے: □ رکاز (دفینہ) □ زمین سے نکلنے والی چیز □ مذکورہ سبھی چیزیں

❁ سونے کا نصاب ہے: □ ۸۵ گرام □ ۵۹۵ گرام □ ۹۵ گرام

❁ چاندی کا نصاب ہے: □ ۲۰۰ درہم □ ۵۹۵ گرام □ دونوں

❁ سائمہ کہتے ہیں اس جانور کو: □ جس کی قیمت اونچی ہو □ جو پورے سال یا سال کے اکثر مہینے باہر چرتے ہوں

❁ جو مُباح چرتے ہوں، یعنی: □ جو پاکیزہ چیزیں کھاتے ہوں □ جس پر کسی کی ملکیت نہ ہو

❁ فقیر کو اتنا دیا جائے گا، جو اس کے: □ سال بھر کے لئے کافی ہو □ ایک مہینہ کے لئے کافی ہو

❁ زکوۃ کی وصول یابی کے لئے کام کرنے والے لوگ ہیں: □ ہر وہ شخص جو یہ کام کرتا ہے □ فقط وہ شخص جسے حکومتِ وقت متعین کرے

❁ نقدی اوراق کے نصاب کا اندازہ لگایا جائے گا: □ سامان تجارت کے مطابق □ سونے یا چاندی کے نصاب کے مطابق □ سونے اور چاندی دونوں کے نصاب کے مطابق

❁ نقدی اوراق میں واجب زکوۃ کی مقدار ہے: □ بیس فیصد □ چالیس فیصد

❁ اسی گرام سونے کی زکوۃ ہوگی: □ دو گرام □ چار گرام □ اس میں کوئی زکوۃ نہیں ہے

❁ کسی انسان سے میں نے اپنے ہزار روپے مانگے، پھر میں نے زکوۃ کی نیت سے وہ معاف کر دیا: □ ایسا کرنا صحیح ہے □ ایسا کرنا صحیح نہیں ہے کیوں کہ زکوۃ میں لازمی طور پر لین دین ہونا چاہئے

❁ زکوۃ کے مستحقین [فی سبیل اللہ] کی صنف میں سے مانتے ہوئے سڑک ٹھیک کرنے کے لئے زکوۃ دینا صحیح ہے: □ صحیح □ غلط

جن پر زکوۃ واجب ہے ان کے سامنے (√) کا نشان لگائیں

	مرغی		تجارتی مرکز		گھر پر کھلائی گئی بکریاں
	باہر چرنے والے اونٹ		۲۵ مثقال سونا		کھجور کا باغ

مندرجہ ذیل میں سے زکوۃ کی مقدار اور وقص پائے جانے کی صورت میں وقص کی مقدار کا تعین کریں:

مال	زکوۃ کی مقدار	وقص اگر پایا جائے
۱۰۰ درہم		
۳۰۰ دینار		
۴۰۰ درہم		
۸۰ گرام سونا		
پانچ سو گرام چاندی		
۳۰ بکریاں		
٦۰ بکریاں		
۵٦۵ بکریاں		
۴ اونٹ		
۱۷ اونٹ		
۴۴۹ اونٹ		
۳۰ گائے		
۴۹ گائے		
۷۷ گائے		
۹۹ گائے		
۲۰ ملین ریال		
۴۰ ریال		
۴۵٦۷۹ ریال		
۲۵۵ صاع گیہوں		

کتاب الصیام

صیام(روزہ) کہتے ہیں: **(اللہ کی عبادت کی خاطر صبح صادق کے طلوع ہونے سے لے کر سورج کے غروب ہونے تک کھانے پینے اور روزہ توڑنے والی دیگر تمام چیزوں سے پرہیز کرنا)**۔

اس سلسلے میں اصل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: ﴿ يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ كُتِبَ عَلَيۡكُمُ ٱلصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى ٱلَّذِينَ مِن قَبۡلِكُمۡ ﴾ الآیات. (اے ایمان والو! تم پر روزے رکھنا فرض کیا گیا جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیے گئے تھے)۔ اور روزہ واجب ہے ہر:

[۱] مسلم	[۲] بالغ	[۳] عاقل	[۴] روزہ رکھنے میں قادر شخص پر	[۵] رمضان کا چاند دیکھ کر، یا تیس شعبان مکمل کرنے کے بعد

نبی ﷺ نے فرمایا: **"جب رمضان کا چاند دیکھو تو روزہ شروع کردو اور جب شوال کا چاند دیکھو تو روزہ افطار کردو اور اگر ابر ہو تو اندازہ سے کام کرو"**۔

ایک حدیث کے الفاظ یوں ہیں: **"تیس کی گنتی پوری کرلو"**۔ اور ایک لفظ میں یہ ہے: **"شعبان کی تیس گنتی پوری کرلو"**۔ بخاری۔

ایک عادل گواہ بھی اگر رمضان کا چاند دیکھنے کی گواہی دے تو روزہ رکھا جائے گا، جبکہ بقیہ مہینوں میں دو عادل سے کم کی گواہی ناقابل قبول ہے۔

فرض روزہ کی نیت رات میں ہی کرنا واجب ہے، جبکہ نفل روزہ کی نیت دن میں کرنا بھی جائز ہے۔

ایسا بیمار جس کو روزہ رکھنے کی وجہ سے نقصان پہنچنے کا خدشہ ہو اور **مسافر** دونوں کو روزہ رکھنے اور نہ رکھنے، دونوں چیزوں کا اختیار ہے۔	**حیض اور نفاس والی عورتوں** پر روزہ رکھنا حرام ہے، وہ اس کی قضا بعد میں کریں گی۔	**حاملہ اور دودھ پلانے والی عورتوں** کو اگر اپنے بچوں کا خوف ہو تو: دونوں روزہ نہیں رکھیں گی، اسکی قضا کریں گی، اور ہر دن کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلائیں گی۔	بڑھاپا یا ایسی بیماری جس کے ٹھیک ہونے کی امید نہ ہو، کی وجہ سے روزہ رکھنے سے **عاجز شخص**: ہر دن کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلائے گا۔

جو کھا کر، پی کر، جان بوجھ کر قے کرکے، یا پچھنا لگوا کر یا مباشرت کے ذریعہ منی نکال کر روزہ توڑ لے، تو اس پر صرف روزہ کی قضا ہے، جبکہ اگر کوئی شخص جماع کرنے کے ذریعہ روزہ توڑتا ہے تو، وہ:

[۱] اس کی قضا کرے گا اور ایک غلام آزاد کرے گا۔	[۲] اگر اس کی طاقت نہ ہو تو لگاتار دو مہینے کے روزے رکھے گا۔	[۳] اور اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے گا۔

نبی ﷺ نے فرمایا: "جس نے روزہ کی حالت میں بھول کر کھالیا یا پی لیا تو اسے چاہیے کہ وہ روزہ پورا کرے"۔ متفق علیہ۔
اور آپ ﷺ نے فرمایا: "لوگ جب تک افطار میں جلدی کریں گے خیر میں رہیں گے"۔ متفق علیہ۔
نبی ﷺ نے فرمایا: "سحری کیا کرو، کیونکہ سحری میں برکت ہوتی ہے"۔ متفق علیہ۔
نبی ﷺ نے فرمایا: "جب کوئی افطار کرے تو اسے چاہیے کہ خشک کھجور سے افطار کرے، اگر کھجور نہ ملے تو پانی سے روزہ کھول لے، کیوں کہ وہ پاک کرنے والا ہے"۔ اسے پانچوں (احمد، ابوداود، نسائی، ترمذی اور ابن ماجہ) نے روایت کیا ہے۔
نبی ﷺ نے فرمایا: "جو شخص (روزہ کی حالت میں بھی) جھوٹی باتیں کرنا، فریب کرنا اور جہالت کی باتوں کو نہ چھوڑے تو اللہ کو اس کی کوئی ضرورت نہیں کہ وہ اپنا کھانا پینا چھوڑے"۔ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔
نبی ﷺ نے فرمایا: "جس کے ذمہ روزہ باقی ہو اور وہ وفات پا جائے تو اس کی جانب سے اس کا ولی روزہ رکھے گا"۔ متفق علیہ۔ [اس سے مراد یہ ہے کہ جو روزہ کی قضا کرنے پر قادر تھا لیکن اس نے وفات پانے سے قبل قضا نہیں کی، تو اس کے ولی کے لیے مشروع ہے کہ اس کی جانب سے روزہ رکھے، اور ولی سے مراد: وارث ہے]۔
نبی ﷺ سے عرفہ کے روزہ کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: "یہ گزشتہ اور آئندہ سالوں کے گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے"، اور نبی ﷺ سے یوم عاشوراء کے روزہ کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: "یہ گزشتہ سال کے گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے"، اور نبی ﷺ سے سوموار کے دن کے روزہ کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: "یہ وہ دن ہے جس میں میں پیدا ہوا، اور اسی دن مجھے (رسول بنا کر) بھیجا گیا اور مجھ پر قرآن نازل ہوا"۔ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔
نبی ﷺ نے فرمایا: "جس نے رمضان کا روزہ رکھا پھر اس کے بعد شوال کے چھ روزے رکھے، تو گویا اس نے زمانہ بھر کا روزہ رکھا"۔ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔
ابو ذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ: "رسول اللہ ﷺ نے ہمیں یہ حکم دیا کہ ہم ہر مہینہ کے تین دن روزہ رکھیں: ۱۳، ۱۴ اور ۱۵ تاریخ کو"۔ اسے نسائی اور ترمذی نے روایت کیا ہے۔
اور (نبی ﷺ نے): "دو دن روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے: عید الفطر کے دن اور عید الاضحی کے دن"۔ متفق علیہ۔
آپ ﷺ نے فرمایا: "ایام تشریق کھانے پینے اور اللہ کو یاد کرنے کے دن ہیں"۔ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔
اور آپ ﷺ نے فرمایا: "کوئی شخص صرف اکیلے جمعہ کے دن کا روزہ نہ رکھے، مگر یہ کہ اس کے ایک دن پہلے یا ایک دن بعد بھی رکھے"۔ متفق علیہ۔
نبی ﷺ نے فرمایا: "جس نے رمضان کے روزے ایمان کے ساتھ اور ثواب کی نیت سے رکھے اس کے اگلے تمام گناہ معاف کر دیئے جائیں گے، اور جو کوئی شب قدر میں ایمان کے ساتھ اور حصول ثواب کی نیت سے عبادت میں کھڑا ہوا اس کے اگلے تمام گناہ بخش دیئے جائیں گے"۔ متفق علیہ۔
اور: "نبی ﷺ رمضان کے آخری عشرے میں اعتکاف کیا کرتے تھے یہاں تک کہ اللہ نے آپ کو وفات دے دی، اور آپ ﷺ کے بعد آپ کی بیویوں نے بھی اعتکاف کیا ہے"۔ متفق علیہ۔
نبی ﷺ نے فرمایا: "کجاوے نہ باندھے جائیں (یعنی سفر نہ کیا جائے) مگر تین مسجدوں کی طرف، ایک مسجد حرام، دوسری مدینہ کی مسجد نبوی اور تیسری مسجد اقصیٰ یعنی بیت المقدس"۔

[ملحق (پیوستہ)]

روزہ کی دو قسمیں ہیں:	
واجب: رمضان، کفارات اور نذر کے روزے۔	**نفل:** اس کے علاوہ روزے۔

روزہ کے دو رکن ہیں:

[۱] نیت

فرض روزہ کی نیت:
فرض روزہ کی نیت رات میں ہی -یعنی فجر سے قبل- کرنا ضروری ہے، اور رمضان کے شروع میں ہی تمام روزوں کی نیت کر لینا کافی ہے، اور اس کا مقام دل ہے، اور زبان سے بول کر نیت کرنا بدعت ہے۔

نفل روزہ کی نیت:
دن کے کسی بھی حصہ میں اس کی نیت کرنا صحیح ہے جب تک روزہ توڑنے والی چیزوں سے بچا رہے، لیکن جب سے روزہ کی نیت کرے گا اس وقت سے اجر شمار ہوگا۔

[۲] روزہ توڑنے والی چیزوں سے بچنا۔

روزہ واجب ہونے کی چھ شرطیں ہیں:

[۱] اسلام۔	[۲] عقل۔	[۳] بلوغ، البتہ نابالغ کو اس کا ولی اس کی ترغیب دلائے گا اور روزہ رکھنے کے لئے کہے گا۔
[۴] سکونت پزیر ہونا: لہذا مسافر کے اوپر روزہ رکھنا واجب نہیں ہے، اور اگر روزہ رکھنے میں مشقت نہ ہو تو بہتر یہ ہے کہ روزہ رکھے، کیونکہ نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ایسا کیا ہے، اور کیونکہ ایسا کرنے کی وجہ سے وہ جلد از جلد بَریُٔ الذمہ ہو جائیگا، اور اس وقت روزہ رکھنا آسان بھی ہوتا ہے اور اسے ماہِ رمضان کی فضیلت بھی حاصل ہو جائے گی۔	[۵] صحت مند ہونا۔	[۶] حیض ونفاس سے پاک ہوتا

روزہ رکھنے سے متعلق مرض اور بیماری کے اقسام:

[۱] ایسی بیماری جس کے ٹھیک ہونے کی امید نہ ہو: اور اسی قبیل سے وہ بوڑھا شخص بھی مانا جائے گا جو روزہ رکھنے سے عاجز ہو، لہذا ان لوگوں کے لئے روزہ رکھنا ضروری نہیں ہے، لیکن ہر دن کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلائے، یا تو یہ لوگ دنوں کے حساب سے مسکین کو جمع کر لیں اور انہیں دن یا رات کا کھانا کھلائیں، یا پھر ہر دن کے حساب سے صاع نبوی کے مطابق ایک چوتھائی صاع ہر مسکینوں کو بانٹ دے، یعنی جس کا وزن عمدہ گیہوں کی بنیاد پر پانچ سو دس گرام ہوتا ہے، اور بہتر یہ ہے کہ اس کے ساتھ گوشت یا چربی وغیرہ بھی دے جس کے ساتھ وہ اسے کھا سکے۔

[۲] ایسی بیماری جس کے ٹھیک ہونے کی امید ہو، لیکن اس حالت میں روزہ رکھنا شاق ہو: اور اسی قبیل سے حیض، نفاس اور دودھ پلانے والی عورت اور مسافر مانا جائے گا، لہذا یہ لوگ ٹھیک ہو جانے کے بعد اپنے روزوں کی قضا کریں گے، اور اگر اس سے قبل ان کی وفات ہو جائے تو یہ ان سے ساقط ہو جائے گا۔

ماہ رمضان کا دخول کیسے ثابت ہوگا؟	
رمضان کا چاند دیکھ کر	شعبان کے تیس دن مکمل کرکے

مفسدات صوم (روزہ کو توڑنے والی چیزیں)		
[۱] جان بوجھ کر کھانا یا پینا، مگر جو بھول کر کھاپی لے اس کا روزہ صحیح ہے۔	[۲] جماع کرنا: اگر یہ ماہ رمضان کے دن میں ہو اور روزہ رکھنا اس پر واجب ہو تو اس پر کفارہ مغلظہ لازم ہے، جو کہ: ایک گردن آزاد کرنا ہے، اگر اس کی طاقت نہ ہو تو مسلسل دو مہینوں کا روزہ رکھنا، اور اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے۔	[۳] منی گرانا: مباشرت، یا بوسہ، یا چمٹانے کے ذریعہ یا کسی اور طریقہ سے۔

[۴] جو کھانے پینے کے معنی میں ہو: جیسے طاقت ور سوئی لینا، لیکن انجکشن اگر طاقت بخش نہ ہو تو کوئی حرج نہیں۔	[۵] خون نکالنا: پچھنا لگوانے کی وجہ سے، لیکن جانچ وغیرہ کی خاطر تھوڑا سا خون نکلوانے میں کوئی مضائقہ نہیں۔	[۶] جان بوجھ کر قے کرنا۔	[۷] حیض یا نفاس کا خون نکلنا۔

بعض چیزیں جو روزہ دار کے لئے مباح ہیں:					
تھوک نگلنا	حاجت کے تحت کھانا چکھنا	غسل کرنا	مسواک کرنا	خوشبو لگانا	ٹھنڈک حاصل کرنا

روزہ کے مستحبات:			
[۱] سحری کھانا۔	[۲] تاخیر سے سحری کھانا۔	[۳] افطار میں جلدی کرنا۔	[۴] رُطب کھجوروں کے ذریعہ روزہ کھولنا: اگر رطب میسر نہ ہو تو خشک کھجوریں کھا کر افطار کرنا، اور یہ طاق ہونا چاہئے، اگر یہ بھی میسر نہ ہو تو پانی پی کر روزہ کھولنا، اور اگر کچھ بھی میسر نہ ہو تو افطار کی نیت کر لینا کافی ہے۔

[۵] افطار کے وقت اور روزہ کے دوران دعا کرنا۔	[۶] کثرت سے صدقہ کرنا۔	[۷] رات کی نمازیں بکثرت پڑھنا۔	[۸] قرآن کی تلاوت کرنا۔	[۹] جو اسے بُرا بھلا کہے اسے: (میں روزہ سے ہوں) کہنا۔

[۱۰] عمرہ کرنا۔	[۱۱] آخری عشرے میں اعتکاف کرنا۔	[۱۲] شب قدر کی تلاش کرنا۔

روزہ کے مکروہات:

[۱]کلی کرنے اور ناک میں پانی ڈالنے میں مبالغہ کرنا۔	[۲]بلا حاجت کھانا چکھنا۔

جو روزہ دار پر حرام ہے:

[۱] **رینٹ نگلنا:** لیکن اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا ہے۔	[۲]بوسہ لینا:اس شخص کا جو اپنے نفس پر قدرت نہیں رکھتا ہو۔	[۳] **زور بولنا:** یہ ہر حرام کام کو کہتے ہیں۔	[۴]جہل: اس سے مراد حماقت کرنا اور حلم کا نہ اپنانا ہے۔	[۵] وصال: یعنی لگاتار دو دن تک بنا افطار کیے روزہ رکھنا۔

قضا کے احکام:

تسلسل کے ساتھ قضا رکھنا مستحب ہے	عید کے بعد قضا رکھنے میں جلدی کرنی چاہیے	دوسرے رمضان تک قضا کو مؤخر کرنا جائز نہیں ہے	اگر بلا عذر تاخیر کرتا ہے تو اس کے اوپر محض چھوڑے ہوئے روزے رکھنا ہی لازم ہو گا ورنہ گناہگار ہو گا

نفلی روزے:

[۱]جس نے رمضان کے روزے رکھے ہوں اس کا شوال کے شش روزے رکھنا، اور بہتر یہ ہے کہ دوسرے دن سے ہی مسلسل رکھے۔	[۲]غیر حاجیوں کا عرفہ کا روزہ رکھنا۔	[۳]عاشوراء کے دن کا روزہ رکھنا، ۹ یا ۱۱ تاریخ کا روزہ رکھنے کے ساتھ۔	[۴]سوموار اور جمعرات کا روزہ رکھنا، البتہ سوموار کا روزہ رکھنا زیادہ مؤکد ہے۔

[۵] ہر مہینہ میں تین دن روزہ رکھنا، اور افضل یہ ہے کہ ایام بیض (۱۳، ۱۴ اور ۱۵ تاریخ) کو روزہ رکھے۔	[٦] ایک دن روزہ رکھنا اور ایک دن افطار کرنا۔	[۷] اللہ کے مہینے محرم کا روزہ رکھنا۔	[۸] نو (۹) ذی الحجہ کا روزہ رکھنا۔	[۹] شعبان مہینہ کا روزہ رکھنا، لیکن پورے مہینہ کا نہ رکھے۔

مکروہ روزے:

اکیلے جمعہ، سنیچر اور اتوار کو روزہ رکھنے کے لئے خاص کرنا۔	لیکن کسی سبب سے اگر اس دن کا روزہ رکھتا ہے تو کوئی حرج نہیں، جیسے عرفہ کا روزہ۔

حرام روزے:

[۱]ماہ رجب کو روزہ رکھنے کے لئے خاص کرنا۔	[۲]عیدین کے دن روزہ رکھنا۔	[۳]شک کے دن میں روزہ رکھنا، لیکن اگر کوئی پہلے سے روزہ رکھتا چلا آرہا ہے تو کوئی حرج نہیں۔	[۴]ایام تشریق کے روزے رکھنا، الا یہ کہ جس کے پاس ہدی (قربانی کا جانور) نہ ہو، تو اس کے لئے روزہ رکھنا جائز ہے	[۵] ہمیشہ روزہ رکھنا۔

کتاب الصیام سے سوالات

سوال:	صحیح	غلط
اگر ہمیں کسی چیز کے مُفطر ہونے میں شک ہو تو اصل یہ ہے کہ وہ روزہ توڑنے والی چیز نہیں ہے	☐	☐
جس نے سحری کی اس نے سنت پر عمل کیا اگرچہ آدھی رات میں ہی کیوں نہ سحری کی ہو	☐	☐
مطلق طور عرفہ کا روزہ رکھنا مستحب ہے	☐	☐
نفل روزہ رکھنے والے پر روزہ مکمل کرنا واجب ہے	☐	☐
ہر بیماری روزہ رکھنے میں مانع ہے	☐	☐
ابواب کے نام رکھنے میں علماء کرام رحمہم اللہ مختلف اسالیب اختیار کرتے ہیں، جن کے الفاظ تو مختلف ہوتے ہیں لیکن معنی ایک ہی ہوتا ہے، لہٰذا وضوء توڑنے والی چیزوں کو نواقض، غسل واجب کرنے والی چیزوں کو موجبات، نماز توڑنے والی چیزوں کو مبطلات، روزہ توڑنے والی چیزوں کو مُفطرات، اور احرام کے لئے محظورات کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔	☐	☐

- روزہ کے ارکان کی تعداد ہے: ☐ دو ☐ تین ☐ چار
- روزہ رکھنا کس پر واجب ہے؟

۱- ....

۲- ....

۳- ....

۴- ....

- سحری کھانے کا وقت کون سا ہے؟

....

- کس چیز کو بطور سحری کھانا مستحب ہے؟

....

- سب سے پہلے کس چیز سے افطار کرنا چاہئے؟

.... اگر یہ میسر نہ ہو تو .... اگر یہ میسر نہ ہو تو

.... اگر یہ بھی میسر نہ ہو تو ....

روزہ دار کے لئے مندرجہ ذیل ہر اعمال کا حکم بیان کیجئے:	
نفاس والی عورت کا روزہ رکھنا:	....
عاجز کا روزہ رکھنا:	....
روزہ کی حالت میں کھالینا:	....
طاقت ور انجیکشن لینا:	....
آنکھوں میں آئی ڈراپ ڈالنا:	....
سکون آور سوئی لینا:	....
پچھنا لگوانا:	....
قے کرنا:	....
تھوک نگلنا:	....
کھانا چکھنا:	....
نیند لینا:	....
غسل کرنا:	....
مسافر کا روزہ رکھنا:	....
مسواک کرنا:	....
بخور استعمال کرنا:	....
تراویح کی نماز پڑھنا:	....
تراویح کی نماز پڑھنا:	....

اذکر حکم کلٍّ من الأعمال التَّالیة للصَّائم:	
رمضان میں عمرہ کرنا:	....
کلی کرنے میں مبالغہ کرنا:	....
بوسہ لینا:	....
مسلسل دو دن تک روزہ رکھنا:	....
شوال کے چھ روزے رکھنا:	....
عرفہ کے دن کا روزہ رکھنا:	....
شک کے دن کا روزہ رکھنا:	....
عید کے دن روزہ رکھنا:	....
تشریق کے دنوں میں روزہ رکھنا:	....
ماہ محرم کا روزہ رکھنا:	....
ماہ رجب کا روزہ رکھنا:	....
ہمیشہ (زمانہ بھر) روزہ رکھنا:	....
جمعہ کے دن روزہ رکھنا:	....
قضا کو رمضان تک مؤخر کرنا:	....
فجر کے بعد روزہ کی نیت کرنا:	....
بغیر نیت کے روزہ رکھنا:	....
بچے کا روزہ رکھنا:	....

کتاب الحج

حج کہتے ہیں: اللہ کی عبادت کی خاطر سنت رسول اللہ ﷺ کے مطابق مناسک حج کو ادا کرنا۔
عمرہ کہتے ہیں: اللہ کی عبادت کی خاطر بیت اللہ کا طواف اور صفا مروہ کی سعی کرنا اور سر منڈوانا۔
نسک اصل میں ذبیحہ کو کہتے ہیں، اور حج وعمرہ کو مناسک اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس میں ہدی اور فدیہ قربان کیا جاتا ہے۔

نبی ﷺ کے حج کی صفت کے بارے میں مروی جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث

اس سلسلے میں اصل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: ﴿وَلِلَّهِ عَلَى ٱلنَّاسِ حِجُّ ٱلْبَيْتِ مَنِ ٱسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا﴾ (اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں پر جو اس کی طرف راہ پاسکتے ہوں اس گھر کا حج فرض قرار دیا ہے)۔

حج واجب ہونے کی چھ شرطیں ہیں:

[١]	[٢]	[٣]	[٤]	[٥]	[٦]
اسلام	عقل	بلوغ	آزادی	استطاعت	عورت اگر سفر حج کا ارادہ کرے تو اس کے ساتھ اس کے محرم کا ہونا

اور استطاعت: اس کی سب سے عظیم شرطوں میں سے ہے، جس کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:

زاد راہ اور سواری کا ہونا انسان کی بنیادی ضروریات کے بعد [جس سے کسی بھی حال میں مستغنی نہیں ہوا جا سکتا]، اور دیگر حاجتوں سے زائد مال ہونا [جس سے بامشقت مستغنی ہوا جاسکتا ہے]۔

استطاعت میں یہ بھی داخل ہے کہ عورت اگر سفر حج کا ارادہ کرے تو اس کے ساتھ محرم کا ہونا لازم ہے [اور محرم کا: مسلمان، مکلف اور مذکر ہونا شرط ہے]۔

نبی ﷺ کے حج کے بارے میں جابر رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث، حج کے عظیم احکامات کو شامل ہے، اور یہ وہی حدیث ہے جسے مسلم نے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے:

❁ کہ نبی ﷺ نے نو سال تک توقف فرمایا، حج نہیں کیا، اس کے بعد دسویں سال آپ ﷺ نے لوگوں میں اعلان کروایا کہ اللہ کے رسول ﷺ حج کرنے والے ہیں، لہذا بہت زیادہ لوگ مدینہ میں آ گئے، وہ سب اس بات کے خواہشمند تھے کہ نبی ﷺ کی اقتدا کریں، اور جو کچھ رسول اللہ ﷺ عمل کریں اس کو وہ بھی انجام دیں، [مکلف پر فوری طور پر حج کرنا واجب ہے]۔

- ہم سب نبی ﷺ کے ساتھ نکلے یہاں تک کہ ذوالحلیفہ پہنچ گئے، (وہاں) حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے محمد بن ابو بکر کو جنم دیا، اور نبی ﷺ کے پاس پیغام بھیجا کہ اب میں کیا کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: غسل کرو، کپڑے کا لنگوٹ کسو اور حج کا احرام باندھ لو۔ [اور عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں ہے کہ جب انہیں حیض آیا تو نبی ﷺ نے ان سے کہا: "کہ وہی کرو جو حاجی کرتے ہیں، الا یہ کہ پاک ہونے سے قبل بیت اللہ کا طواف نہ کرو"]. پھر نبی ﷺ نے مسجد میں نماز ادا کی اور اپنی اونٹنی پر سوار ہو گئے، جب آپ ﷺ کی اونٹنی آپ کو لے کر سیدھی کھڑی ہوئی تو آپ نے توحید کا تلبیہ پکارا: «لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ، إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ، لَا شَرِيكَ لَكَ».
- اور لوگوں نے وہی تلبیہ پکارا جو وہ آج پکارتے ہیں، آپ نے ان کے تلبیہ میں کسی بات کو مسترد نہیں کیا۔
- اور رسول اللہ ﷺ اپنا وہی تلبیہ جو وہ پکار رہے تھے، پکارتے رہے۔
- جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ: ہماری نیت حج کے علاوہ اور کچھ نہ تھی، (حج کے مہینوں میں) ہم عمرہ کو جانتے تک نہ تھے۔
- یہاں تک کہ جب ہم آپ ﷺ کے ساتھ بیت اللہ پہنچے تو آپ ﷺ نے حجر اسود کا استلام کیا۔
- پھر طواف شروع کیا، پہلے تین چکروں میں رمل کیا، اور بقیہ چار چکروں میں عام چال چلے۔
- پھر آپ مقام ابراہیم کی طرف بڑھے، اور یہ آیت: ﴿وَٱتَّخِذُواْ مِن مَّقَامِ إِبۡرَٰهِـۧمَ مُصَلًّىۖ﴾ تلاوت فرمائی۔
- اور مقام ابراہیم کو اپنے اور کعبہ کے بیچ میں رکھتے ہوئے دو رکعت نماز ادا کی، ایک روایت میں آیا ہے کہ، آپ ﷺ نے پہلی رکعت میں: ﴿قُلۡ هُوَ ٱللَّهُ أَحَدٌ﴾ اور دوسری میں: ﴿قُلۡ يَٰٓأَيُّهَا ٱلۡكَٰفِرُونَ﴾ پڑھا۔
- پھر آپ ﷺ حجر اسود کے پاس تشریف لائے اور اس کا استلام کیا۔
- پھر باب (صفا) سے صفا پہاڑی کی طرف نکلے اور جب صفا کے قریب ہوئے تو یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿إِنَّ ٱلصَّفَا وَٱلۡمَرۡوَةَ مِن شَعَآئِرِ ٱللَّهِۖ﴾.
- آپ ﷺ اس پر چڑھے یہاں تک کہ آپ نے بیت اللہ کو دیکھا اور پھر آپ قبلہ رخ ہو گئے۔
- اور اللہ کی وحدانیت اور کبریائی بیان فرمائی، اور کہا: «لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ، أَنْجَزَ وَعْدَهُ، وَنَصرَ عَبْدَهُ، وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ»، پھر آپ نے اس کے درمیان دعا کی، اور ایسا آپ ﷺ نے تین بار کیا۔
- پھر آپ اترے اور مروہ کی طرف چلے، حتی کہ جب آپ کے قدم مبارک وادی کی ترائی میں پڑے تو آپ ﷺ نے سعی فرمائی (یعنی تیز قدم چلے)، جب آپ ﷺ (مروہ کی) چڑھائی چڑھنے لگے تو آپ معمول کی رفتار سے چلنے لگے، یہاں تک کہ آپ مروہ پہنچ گئے، اور آپ نے مروہ پر اسی طرح کیا جس طرح صفا پر کیا تھا۔
- یہاں تک کہ جب مروہ پر آخری چکر تھا تو فرمایا: **"اگر پہلے میرے سامنے وہ بات ہوتی جو بعد میں آئی تو میں قربانی کے جانور ساتھ نہ لاتا، اور اس (منسک) کو عمرہ میں بدل دیتا، لہذا تم میں سے جس کے ہمراہ قربانی کا جانور نہیں، وہ حلال ہو جائے، اور اس (منسک) کو عمرہ قرار دے لے"۔**

- اتنے میں سُراقہ بن مالک بن جُعشُم نے کھڑے ہو کر عرض کیا: اے اللہ کے رسول! یہ صرف ہمارے لئے خاص ہے یا ہمیشہ کے لئے؟ تو آپ ﷺ نے اپنی انگلیاں ایک دوسرے میں داخل کیں اور فرمایا: "عمرہ حج میں داخل ہو گیا"، -دو مرتبہ آپ نے ایسا کیا- اور فرمایا: "صرف اسی سال کے لئے نہیں بلکہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے"۔
- علی رضی اللہ عنہ یمن سے نبی ﷺ کی اونٹنیاں لے کر آئے، انہوں فاطمہ رضی اللہ عنہا کو دیکھا کہ وہ ان لوگوں میں سے تھیں جو احرام سے فارغ ہو چکے تھے، انہوں نے رنگین کپڑا پہن لیا تھا اور سرمہ لگایا ہوا ہے، اسے انہوں (علی رضی اللہ عنہ) نے ان کے لئے نامناسب قرار دیا، تو انہوں نے جواب دیا کہ: میرے والد گرامی نے مجھے ایسا کرنے کا حکم دیا ہے، جابر رضی اللہ عنہ نے کہا: علی رضی اللہ عنہ عراق میں کہا کرتے تھے کہ: میں رسول اللہ ﷺ کے پاس، اس کام کی وجہ سے جو فاطمہ نے کیا تھا، آپ ﷺ کو ان کے خلاف ابھارنے کے لئے گیا اور رسول اللہ ﷺ سے اس بات کے متعلق پوچھنے کے لئے جو انہوں نے آپ ﷺ کے بارے میں کہی تھی، میں نے رسول اللہ ﷺ کو (یہ بھی) بتایا کہ میں نے ان کے اس کام (احرام کھولنے پر) اعتراض کیا ہے، تو نبی ﷺ نے فرمایا: **"فاطمہ رضی اللہ عنہا نے سچ کہا ہے، انہوں نے بالکل سچ کہا ہے، اور تم نے جب حج کی نیت کی تھی تو کیا کہا تھا"**؟ میں نے جواب دیا کہ میں نے کہا تھا: اے اللہ میں بھی اسی (منسک) کے لئے تلبیہ پکارتا ہوں جس کے لئے تیرے نبی نے تلبیہ پکارا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: **"میرے ساتھ قربانی کا جانور ہے لہٰذا تم بھی عمرے سے فارغ ہونے کے بعد احرام مت کھولنا"**۔
- جابر رضی اللہ عنہ نے کہا: جانوروں کی مجموعی تعداد جو علی رضی اللہ عنہ یمن سے لائے تھے اور جو نبی ﷺ لے کر آئے تھے، ایک سو تھی۔
- جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: پھر تمام لوگوں نے احرام کھول لیا اور بال کتروا لیے، سوائے نبی ﷺ کے اور وہ لوگ جن کے ہمراہ قربانیاں تھیں۔
- جب ترویہ (آٹھ ذی الحجہ) کا دن آیا تو لوگ منیٰ کی طرف روانہ ہوئے، حج (کا احرام باندھ کر اس) کا تلبیہ پکارا۔
- آپ ﷺ اپنی سواری پر سوار ہو گئے، اور آپ نے وہاں (منیٰ میں) ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور فجر کی نمازیں ادا فرمائیں۔
- پھر آپ ﷺ کچھ دیر ٹھہرے رہے حتی کہ سورج طلوع ہو گیا۔
- نبی ﷺ نے حکم دیا کہ بالوں سے بنا ہوا ایک خیمہ آپ کے لئے نمرہ میں لگا دیا جائے، پھر آپ ﷺ چل پڑے، قریش کو اس بات میں کوئی شک نہیں تھا کہ آپ مشعر حرام کے پاس جا کر ٹھہر جائیں گے، جیسا کہ قریش جاہلیت میں کیا کرتے تھے، (لیکن) رسول اللہ ﷺ (وہاں سے) گزر گئے یہاں تک کہ عرفات میں پہنچ گئے، وہاں آپ ﷺ کو وادی نمرہ میں اپنے لئے خیمہ لگا ہوا ملا اور آپ وہاں فروکش ہو گئے۔
- جب سورج ڈھلا تو آپ ﷺ نے (اپنی اونٹنی) قصواء کو لانے کا حکم دیا، اس پر آپ کے لئے پالان کس دیا گیا۔
- پھر آپ ﷺ وادی کے درمیان تشریف لے آئے اور لوگوں کو خطبہ دیا: **"تمہارے خون اور اموال ایک دوسرے پر (ایسے) حرام ہیں جیسے آج کے دن کی حرمت اس مہینے اور اس شہر میں ہے، اور زمانۂ جاہلیت کی ہر چیز میرے دونوں پیروں کے نیچے رکھ دی گئی (یعنی ان چیزوں کا اعتبار نہ رہا) اور جاہلیت کے خون بے اعتبار ہو گئے اور پہلا خون جو میں اپنے خونوں میں سے معاف کرتا ہوں وہ ابن ربیعہ کا خون ہے - کہ وہ بنی سعد میں دودھ پیتا تھا اور اس کو ہذیل نے قتل کر ڈالا -۔ اور اسی طرح زمانۂ جاہلیت کا سود سب چھوڑ دیا گیا، اور پہلے جو سود ہم اپنے یہاں کے سود میں سے چھوڑتے ہیں وہ عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہما کا سود ہے اس لئے کہ وہ سب چھوڑ دیا گیا، اور تم لوگ عورتوں کے بارے میں اللہ سے ڈرو اس لئے کہ ان کو تم نے اللہ تعالیٰ کی امان سے لیا ہے اور تم نے ان کے ستر کو اللہ کے کلمہ (نکاح) سے حلال کیا ہے، اور تمہارا حق ان پر یہ ہے کہ تمہارے بچھونے پر کسی ایسے شخص کو نہ آنے دیں جس کا آنا تمہیں ناگوار ہو، پھر اگر وہ ایسا کریں تو ان کو ایسا مارو کہ ان کو سخت چوٹ نہ لگے، اور ان کا تم پر یہ حق ہے کہ ان کی روٹی اور ان کا کپڑا دعرف عام کے مطابق تمہارے ذمے ہے، اور میں تمہارے درمیان ایسی چیزیں چھوڑے جاتا ہوں کہ اگر تم اسے مضبوط پکڑے رہے تو کبھی گمراہ نہ ہو گے، (وہ ہے) اللہ تعالیٰ کی کتاب اور تم سے میرے بارے میں سوال ہو گا تو پھر تم کیا کہو گے؟ ان سب نے عرض کیا کہ: ہم گواہی دیتے ہیں کہ بیشک آپ نے اللہ کا پیغام پہنچایا، رسالت کا حق ادا کیا اور امت کی خیر خواہی کی، پھر آپ ﷺ اپنی انگشت شہادت آسمان کی طرف اٹھاتے تھے اور لوگوں کی طرف جھکاتے تھے اور فرماتے تھے کہ: "اے اللہ! گواہ رہنا، "اے اللہ! گواہ رہنا، "اے اللہ! گواہ رہنا، تین بار (یہی فرمایا)"۔**

- پھر بلال رضی اللہ عنہ نے اذان دی، اقامت کہی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی نماز پڑھائی، پھر انہوں نے اقامت کہی اور آپ نے عصر کی نماز پڑھائی۔
- ان دونوں کے درمیان کوئی نماز نہیں پڑھی۔
- پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سوار ہوئے ہو کر موقف میں آئے۔
- اونٹنی کا پیٹ چٹانوں کی طرف کر دیا اور پگڈنڈی کو اپنے آگے کر لیا، اور قبلہ رخ ہو گئے۔
- اور آپ وہیں کھڑے رہے یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا زردی تھوڑی تھوڑی جاتی رہی اور سورج کی ٹکیا ڈوب گئی۔
- (تب سوار ہوئے اور) اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو پیچھے بٹھالیا اور واپس (مزدلفہ) لوٹے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قصواء کی مہار اس قدر کھینچی ہوتی تھی کہ اس کا سر کجاوہ کے مورک (اگلے حصہ) سے لگ گیا تھا۔
- اور آپ سیدھے ہاتھ سے اشارہ کر رہے تھے کہ "**اے لوگو! آہستہ آہستہ آرام سے چلو**"، اور جب کسی ریت کی ڈھیری پر آجاتے (جہاں بھیڑ کم پاتے) تو مہار ذرا ڈھیلی چھوڑ دیتے یہاں تک کہ اونٹنی چڑھ جاتی۔
- یہاں تک کہ آپ مزدلفہ پہنچ گئے، اور وہاں مغرب اور عشاء ایک اذان اور دو تکبیروں سے پڑھیں، اور دونوں نمازوں کے بیچ کوئی نفل نہیں پڑھی۔
- پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم لیٹ گئے، یہاں تک کہ جب فجر طلوع ہوا اور صبح ظاہر ہو گئی تو ایک اذان اور ایک اقامت کے ساتھ فجر پڑھی۔
- پھر اپنی اونٹنی قصواء پر سوار ہوئے یہاں تک کہ مشعر الحرام پہنچ گئے۔
- اور وہاں قبلہ کی طرف منہ کیا اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی اور اللہ اکبر کہا، اور لا الہ الا اللہ کہا اور اس کی توحید پکاری اور وہاں ٹھہرے رہے یہاں تک کہ خوب اجالا ہو گیا۔
- اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے طلوع آفتاب سے قبل لوٹے اور فضل بن عباس رضی اللہ عنہ کو اپنے پیچھے بٹھالیا... یہاں تک کہ بطن محسر میں پہنچے تب اپنی اونٹنی کو ذرا تیز چلایا اور بیچ کی راہ لی جو جمرۂ کبری پر جا کر نکلتی ہے۔
- یہاں تک کہ اس جمرہ کے پاس آئے جو درخت کے پاس ہے (اسی کو جمرۂ عقبہ کہتے ہیں) اور اس کو سات کنکریاں ماریں۔
- ہر کنکری پر اللہ اکبر کہتے، ایسی کنکریاں جو چٹکیوں سے ماری جاتی ہیں، اور وادی کے بیچ میں کھڑے ہو کر کنکریاں ماریں۔
- پھر نحر کی جگہ پر آئے اور تریسٹھ (٦٣) اونٹ اپنے دست مبارک سے نحر (قربان) کیا۔
- پھر باقی اونٹ علی رضی اللہ عنہ کو دیا جسے انہوں نے نحر کیا، اور آپ نے انہیں اپنی قربانی میں شریک کیا۔
- پھر آپ نے ہر اونٹ سے گوشت کا ایک ٹکڑا لینے کا حکم فرمایا، جسے ایک ہانڈی میں ڈالا اور پکایا گیا، اور اس گوشت میں سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور علی رضی اللہ عنہ نے کھایا اور اس کا شوربا پیا۔
- پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سوار ہوئے اور بیت اللہ پہنچ کر طواف افاضہ کیا۔
- اور ظہر کی نماز مکہ میں پڑھی۔
- پھر بنو عبد المطلب کے پاس آئے جو لوگوں کو زمزم پلا رہے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "**پانی بھرو، اے عبد المطلب کی اولاد! اگر مجھے یہ خیال نہ ہوتا کہ لوگ بھیڑ کر کے تمہیں پانی نہ بھرنے دیں گے تو میں تمہارا شریک ہو کر پانی بھرتا، پھر ان لوگوں نے ایک ڈول آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں سے پیا**"۔ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم مناسک ادا کر رہے تھے اور لوگوں سے کہہ رہے تھے: "**مجھ سے اپنے مناسک کے طریقے سیکھ لو**"، اور سب سے

حج کے ارکان وواجبات

حاجی اگر مندرجہ ذیل چیزوں پر ہی اکتفا کرے:

چاروں ارکان، جو کہ یہ ہیں:	[١]احرام۔	[٢]وقوف عرفہ۔
	[٣]طواف۔	[٤]اور سعی۔
اور واجبات جو کہ یہ ہیں:	[١]میقات سے احرام باندھنا۔	[٢]غروب آفتاب تک عرفہ میں ٹھہرنا۔
	[٣]نحر والی رات مزدلفہ میں گزارنا۔	[٤]ایام تشریق کی راتیں منی میں گزارنا۔
	[٥]جمرات کو کنکری مارنا۔	[٦]سر منڈانا یا بال چھوٹے کروانا۔

تو یہ ان کے لئے کافی ہو گا۔

حج میں رکن ترک کرنے اور واجب ترک کرنے کے درمیان فرق:

رکن ترک کرنے سے حج فاسد ہو جاتا ہے یہاں تک اسے پھر سے اسی شرعی طریقہ سے نہ انجام دیا جائے۔	واجب ترک کرنے سے حج تو صحیح ہو جاتا ہے مگر وہ گناہگار ہو گا، اور واجب ترک کرنے کی وجہ سے دَم دینا ہو گا۔

حج کے چار رکنوں کا بیان:

[١]احرام: یعنی نسک میں داخل ہونے کی نیت کرنا، اور یہ (زبانی) تلبیہ کہنے کے علاوہ شے ہے، اسی طرح (عملی) ازار اور ردا پہننے سے الگ چیز ہے۔	**[٢]وقوف عرفہ:** ذی الحجہ کی نویں تاریخ کے زوال کے بعد سے عید کے دن کے طلوع فجر تک وہاں ٹھہرنا، نبی ﷺ نے فرمایا: **"عرفہ ہی حج ہے"۔**	**[٣]طواف افاضہ:** (اسے طواف زیارت بھی کہتے ہیں)، یہ وقوف عرفہ کے بعد ہو گا، اور یہ طواف قدوم سے الگ شے ہے۔	**[٤]سعی:** صفا اور مروہ کے درمیان: اللہ کا فرمان ہے: ﴿إِنَّ ٱلصَّفَا وَٱلْمَرْوَةَ مِن شَعَآئِرِ ٱللَّهِ﴾ (صفا اور مروہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہے)۔

حج کے واجبات سات ہیں:

[۱]میقات سے احرام باندھنا۔	[۲] عرفہ میں سورج غروب ہونے تک ٹھہرنا، جو دن میں وہاں ٹھہرا رہا ہو۔	[۳]مزدلفہ میں رات بتانی۔	[۴]ایام تشریق کی راتیں منی میں بسر کرنی۔
[۵] جمرات کو کنکری مارنا۔	[۶] سر منڈانا یا بال چھوٹے کروانا	[۷]جو مکہ چھوڑ کر جانا چاہتا ہو اس کا طواف وداع کرنا۔ حیض ونفاس والی عورتوں کو چھوڑ کر۔ گرچہ یہ حج کے مہینوں کے بعد ہی کیوں نہ ہو (مؤلف نے اس کا ذکر نہیں کیا ہے)۔	

حج اور عمرہ کے مواقیت:

[۱]زمانی:

[ا]حج کا: حج کے مہینے: شوال، ذی القعدہ اور ذی الحجہ۔	[ب]عمرہ کا: اس کا کوئی متعین وقت اور زمانہ نہیں ہے۔

[۴]مکانی (حج اور عمرہ کا ایک ساتھ)

[ا]ذوالحلیفہ: اہل مدینہ اور اس راہ سے گزرنے والوں کے لئے	[ب]جحفہ: شام، مصر اور مغرب (مراکش) والوں کے لئے	[ج]قرن منازل: اہل نجد کے لئے
		[د]یلملم: اہل یمن کے لئے
		[ہ]ذات عرق: اہل عراق کے لئے

حج کے مستحبات:

[۱]احرام کے لئے غسل کرنا اور خوشبو لگانا۔	[۲]مردوں کا سفید ازار اور چادر پہننا۔	[۳]احرام کی نیت کرنے سے قبل: ناخن تراشنا اور جن بالوں کو کاٹنا واجب ہے ان کو کاٹنا۔
[۴]احرام باندھنے سے لے کر جمرۂ عقبہ کو کنکری مارنے تک تلبیہ پڑھنا۔	[۵]مفرد اور قارن کا طواف قدوم کرنا۔	[۶]طواف قدوم اور متمتع کا طواف عمرہ کے پہلے تین چکروں میں رمل کرنا۔ اور رمل کہتے ہیں: تیز تیز چلنے کو۔
[۷]طواف قدوم میں اور متمتع کا طواف عمرہ میں اضطباع کرنا، یعنی: داہنے کندھے کو کھلا رکھنا۔	[۸]مزدلفہ پہنچتے ہی مغرب اور عشاء کو جمع تقدیم کرتے ہوئے پڑھنا۔	[۹]عرفہ کی رات مٰنی میں بسر کرنی۔
[۱۰]حجر اسود کو چومنا۔	[۱۱]مزدلفہ میں فجر کے بعد سے سورج نکلنے کے کچھ پہلے تک مشعر حرام میں ٹھہرنا، اور مزدلفہ پورا ٹھہرنے کا مقام ہے۔	

[نسک حج کے بارے میں فصل]

احرام باندھنے والے کو: تمتع -جو کہ سب سے افضل ہے- قِران اور اِفراد میں سے کسی بھی حج کی نیت کرنے کا اختیار حاصل ہے۔

[١] تمتع کہتے ہیں کہ: حج کے مہینوں میں عمرہ کا احرام باندھنا، اور اس کو مکمل کرنا، پھر اسی سال حج کی نیت کرنا، اور اگر وہ مسجد حرام کے رہنے والے نہ ہوں تو ان پر دم (جانور کی قربانی) ہے۔

[٢] اِفراد کہتے ہیں: صرف حج کا احرام باندھنا [اور صرف حج کے ہی افعال انجام دینا]۔

[٣] قِران [مفرد افعال کے ساتھ]:

- دونوں کی نیت ایک ساتھ کرے
- یا صرف عمرہ کی نیت کرے، پھر طواف کا آغاز کرنے سے قبل اسی میں حج کا اضافہ کر دے۔

متمتع ایسا کرنے کو اس وقت مجبور ہوتا ہے:

[١] جب: اسے یہ خوف ہو کہ اگر عمرہ کرنے میں مشغول ہوا تو اس کا وقوف عرفہ فوت ہو جائے گا۔

[٢] جب: کسی عورت کو حیض یا نفاس آجائے، اور اسے یہ معلوم ہو کہ وقوف عرفہ کے وقت سے قبل وہ پاک نہیں ہو پائے گی۔

مُفرد اور قارن دونوں کے افعال ایک ہی ہیں، سوائے اس کے کہ قارن پر ہدی (قربانی کرنا) ہے جبکہ مفرد پر نہیں ہے۔

[محظوراتِ احرام کے بارے میں فصل]

مُحرِم (احرام باندھنے والا) اپنے احرام کے وقت مندرجہ ذیل چیزوں سے بچے:

[١] بال مونڈنا۔

[٢] ناخن تراشنا۔

[٣] اگر مرد ہو تو سلا ہوا کپڑا پہننا۔

[٤] اگر مرد ہو تو سر ڈھانپنا۔

[٥] مرد و عورت دونوں کا خوشبو لگانا۔

[٦] اسی طرح سے: خشکی کے کھائے جانے والے جنگلی جانوروں کا شکار کرنا، اس کی جانب رہنمائی کرنا اور اس کے شکار میں مدد کرنا، مُحرِم کے اوپر حرام ہے۔

[٧] محظوراتِ احرام میں سب سے سنگین: جماع کرنا ہے، کیونکہ اس کی حرمت مغلظ اور نسک کو فاسد کرنے والا، اور بطور فدیہ بدنہ (اونٹ یا گائے) ذبح کرنے کو واجب کرنے والا ہے۔

احرام کے محظورات (ممنوعات) نو(۹) ہیں:

- جنھوں نے بھول کر، یا جہالت کی وجہ سے یا زبردستی کئے جانے پر انہیں انجام دیا تو:
  - اس سلسلے میں اس پر کچھ بھی نہیں۔
  - سوائے اس کے جو شکار کرے تو اس پر مطلق فدیہ ہے۔
- جہاں تک یہ اعمال جان بوجھ کر انجام دینے کی بات ہے، تو ان کے چار اقسام ہیں:

<table>
<tr><td rowspan="2">[ا] جس میں کوئی فدیہ نہیں ہے:</td><td colspan="2">[۱] عقد نکاح: چاہے اپنا ہو یا دوسرے کا۔</td><td rowspan="2">تو اس میں کوئی کفارہ نہیں ہے، بلکہ اس پر توبہ لازم ہے۔</td></tr>
<tr><td colspan="2">[۲] مباشرت: شرمگاہ کے علاوہ میں بدون انزال۔</td></tr>
<tr><td>[ب] جس کا فدیہ اسی کے مثل ہے</td><td colspan="3">[۳] خشکی کے جانور کا شکار کرنا: جو اس کا شکار کرے اس پر مطلق فدیہ ہے، جو کہ: قتل کئے گئے جانور کے مساوی ہوگا جس کا فیصلہ دو معتبر شخص کریں گے۔</td></tr>
<tr><td rowspan="2">[ج] جس کا فدیہ مغلظہ ہے:</td><td rowspan="2">[۴] جماع کرنا:</td><td colspan="2">[ا] تحلل اول سے قبل: اس سے چار چیزیں لازم آتی ہیں: ۱- اس کا حج خراب ہو جاتا ہے، ۲- فساد کی حالت میں ہی اسے پورا کرتا ہے، ۳- اس کا اعادہ کرنا لازم ہے، ۴- اور اس پر ایک بدنہ (اونٹ یا گائے) کی قربانی واجب ہے۔</td></tr>
<tr><td colspan="2">[ب] تحلل اول کے بعد: اور طواف افاضہ سے پہلے، اس سے بھی چار چیزیں لازم آتی ہیں: ۱- گناہ، ۲- اس کا احرام فاسد ہو جاتا ہے، ۳- حِلّ کی طرف نکلنا اس کے اوپر واجب ہے تاکہ پھر سے احرام باندھے، ۴- اس پر فدیہ واجب ہے۔</td></tr>
<tr><td rowspan="5">[د] جس کا فدیہ مخففہ ہے:</td><td colspan="2">[۵] بال کاٹنا: سر یا جسم کا۔</td><td rowspan="5">اس کے فدیہ میں اختیار ہے، یا تو: ۱- تین دنوں کا روزہ رکھے، ۲- چھ مسکینوں کو کھانا کھلائے، ہر مسکین کو نصف صاع دے، ۳- یا ایک بکری ذبح کرے جو مسجد حرام کے فقراء میں تقسیم کیا جائے۔</td></tr>
<tr><td colspan="2">[۶] ناخن تراشنا۔</td></tr>
<tr><td colspan="2">[۷] سر ڈھانپنا: مرد کا، کسی متصل چیز کے ذریعہ۔</td></tr>
<tr><td colspan="2">[۸] سلا ہوا کپڑا پہننا: مرد کا، اس سے مراد وہ لباس ہے جو جسم یا کسی عضو کی بناوٹ کے مطابق سلا گیا ہو۔</td></tr>
<tr><td colspan="2">[۹] نقاب اور دستانہ پہننا: عورتوں کا۔</td></tr>
</table>

جہاں تک فدیۃ الاذی (تکلیف کا فدیہ) کی بات ہے، تو یہ اس وقت ہو گا جب:

[۱] اپنے سر کو ڈھانپ لے، یا سلا ہوا کپڑا پہن لے، یا عورت اپنے چہرہ کو ڈھانپ لے، یا دستانہ پہن لے، یا خوشبو لگا لے، تو اسے دو باتوں کا اختیار دیا جائے گا:

[۱] تین دن کا روزہ رکھنا

[ب] یا چھ مسکینوں کو کھانا کھلانا

[ج] یا ایک بکری ذبح کرنا

[۲] اگر خشکی کے جانور کا شکار کر لے تو اسے دو باتوں کا اختیار دیا جائے گا:

[۱] اسی کے مثل جانور ذبح کرنا اگر اس کے پاس اسی کے مانند ہوں تو

[ب] اتلاف والی جگہ پر اس نقصان کا اندازہ لگا کر اس کی قیمت سے کھانا خرید کر کھلانا، ہر مسکین کو ایک مد گیہوں، اگر گیہوں کے علاوہ کوئی اور شے ہو تو نصف صاع

[ج] یا مسکین کو کھانا کھلانے کی جگہ ہر مسکین کے بدلے میں ایک روزہ رکھے

حج تمتع اور حج قران کی قربانی میں اسی طرح کا جانور واجب ہے جس طرح کا جانور عید الاضحی میں قربان کیا جاتا ہے۔

اگر قربانی کا جانور نہ پائے تو دس دن روزہ رکھے:

- تین دن حج میں [اس روزہ کی شروعات حج یا عمرہ کا احرام باندھنے کے ساتھ ہی ہو جاتی ہے، اور اس کا آخری دن ایام تشریق کا آخری دن ہے]، اور ایام تشریق کے دنوں میں بھی اس روزہ کو رکھنا جائز ہے۔
- اور سات دن گھر لوٹنے کے بعد۔

[اگر حج کے اعمال سے فارغ ہونے کے بعد تمام روزے رکھتا ہے تو بھی کوئی مضائقہ نہیں۔]

اسی طرح سے اس کا حکم:

[۱] جس نے واجب کو چھوڑا۔

[۲] یا جس کے اوپر مباشرت کی وجہ سے فدیہ واجب ہے۔

ہر وہ جانور ذبح کرنا یا کھانا کھلانا جس کا تعلق حرم یا احرام سے ہے: تو وہ حرم کے مساکین کا حق ہے خواہ وہ مقیم ہوں یا افقی۔

کسی بھی جگہ روزہ رکھنا کافی ہو گا۔

نسک کا دم (جانور) -جیسے حج تمتع یا قران کا- یا ہدی (قربانی کا جانور) کے گوشت کے سلسلے میں = مستحب یہ ہے کہ: اس میں سے خود بھی کھائے، ہدیہ بھی کرے اور صدقہ بھی کرے۔

البتہ واجب دم: کسی محظور کر کرنے کی وجہ سے، یا واجب کو ترک کرنے کی وجہ سے -جس کو دمِ جبران کہا جاتا ہے- اس میں سے کچھ بھی نہ کھائے، بلکہ سبھی کو ہدیہ کر دے، کیونکہ یہ کفارات کی طرح ہے۔

[طواف اور سعی کے شروط]

۞ طواف کے مطلق شرائط:

[۱] نیت کرنا۔

[۲] حجر اسود سے شروع کرنا۔

سنت یہ ہے کہ اسے چھوئے اور بوسہ دے۔

اگر یہ ممکن نہ ہو تو اس کی طرف اشارہ کرے۔

اور اس وقت یہ دعا پڑھے: «**بِاسْمِ اللَّهِ، اللهُ أَكْبَرُ، اللَّهُمَّ إِيمَانًا بِكَ، وَتَصْدِيقًا بِكِتَابِكَ، وَوَفَاءً بِعَهْدِكَ، وَاتِّبَاعًا لِسُنَّةِ نَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ ﷺ**».

[۳] بیت اللہ کو اپنی بائیں طرف رکھے۔

[۴] سات چکر مکمل کرے۔

[۵] حَدَث اور خبث (نجاست) سے پاکی حاصل کرے۔

تمام نسک میں - طواف کو چھوڑ کر - طہارت سنت ہے واجب نہیں۔

اور حدیث میں آیا ہے کہ: "**بیت اللہ کا طواف کرنا نماز کی طرح ہے، مگر اللہ نے اس میں بات کرنے کی اجازت دی ہے**"۔

اور اس سلسلے میں مسنون یہ ہے کہ:

[۱] طواف قدوم میں اضطباع کرے: یعنی چادر کا بیچ والا حصہ دائیں کندھے کے نیچے رکھے اور اس کا کنارہ بائیں کندھے پر۔

[۲] پہلے تین چکروں میں رمل کرے اور باقی میں عام چال سے چلے۔

اس کے سوا کسی اور طواف میں نہ تو: رمل کرنا مسنون ہے اور نہ اضطباع کرنا۔

۞ سعی کے شرائط ہیں:

[۱] نیت کرنا۔

[۲] سات چکر مکمل کرنا۔

[۳] صفا سے اس کی ابتدا کرنا۔

اور مشروع یہ ہے کہ: انسان اپنے طواف، سعی اور تمام مناسک کے دوران اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے اور دعا کرے، نبی ﷺ کے اس فرمان کی وجہ سے: "**بیت اللہ کے طواف، صفا و مروہ کی سعی اور رمی جمرات کو = اللہ تعالیٰ کے ذکر کو زندہ کرنے کے لیے مقرر کیا گیا ہے**"۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: جب اللہ تعالیٰ نے رسول کریم ﷺ کو مکہ فتح کرا دیا تو آپ ﷺ لوگوں کے سامنے کھڑے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا: "**اللہ تعالیٰ نے ہاتھیوں کے لشکر کو مکہ سے روک دیا تھا، لیکن اپنے رسول اور مسلمانوں کو اسے فتح کرا دیا، دیکھو! یہ مکہ مجھ سے پہلے کسی کے لئے حلال نہیں ہوا تھا، اور میرے لیے صرف دن کے تھوڑے حصے میں حلال ہوا، اب میرے بعد کسی کے لئے یہ حلال نہیں ہو گا:**

[۱] لہٰذا اس کے شکار نہ چھیڑے جائیں	[۲] نہ اس کے کانٹے کاٹے جائیں	[۳] یہاں گری ہوئی چیز صرف اسی کے لئے حلال ہوگی جو اس کا اعلان کرے	[۴] جس کا کوئی آدمی قتل کیا گیا ہو اسے دو باتوں کا اختیار ہے"۔	[۵] عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: یا رسول اللہ! اذخر کاٹنے کی اجازت دیں کیوں کہ ہم اسے اپنی قبروں اور گھروں میں استعمال کرتے ہیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اچھا اذخر کاٹنے کی اجازت ہے"۔ متفق علیہ۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "**عیر اور ثور کے مابین کا مدینہ حرم ہے**"۔ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔
آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: "پانچ چیزیں ایسی شریر ہیں کہ حِل و حَرَم میں قتل کی جاتی ہیں:

[۱] کوا۔	[۲] چیل۔	[۳] بچھو۔	[۴] چوہا۔	[۵] **اور کٹ کھنا کتا**"۔ متفق علیہ۔

کتے کی تین قسمیں ہیں:

[۱] **کٹ کھنا:** اس کو قتل کرنا واجب ہے	[۲] **کالا:** اس کو قتل کرنا مباح ہے	[۳] **دونوں کے علاوہ:** اس کو قتل کرنا حرام ہے، الا یہ کہ تکلیف دے

ہدیٰ، اضحیہ اور عقیقہ کا باب

واجب ہدی (قربانیوں) کا ذکر اوپر گزر چکا، ان کے علاوہ جو بھی ہے سبھی سنت ہے، اسی طرح: اضحیہ اور عقیقہ بھی ہے۔

قدرت رکھنے والے مسلمان کے لئے قربانی چھوڑنا غیر مناسب ہے، کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: "**جو وسعت رکھنے کے باوجود قربانی نہ کرے وہ میرے مصلی (عید گاہ) کے قریب نہ آئے**"۔
اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: "**جب آخری عشرہ داخل ہو جائے اور تم میں سے کسی کا ارادہ قربانی کا ہو تو وہ اپنے بال اور ناخن نہ کاٹے حتیٰ کہ قربانی کرلے**"۔ اسے مسلم نے روایت کیا ہے، اور انہیں کی ایک روایت میں ہے کہ: "**نہ اپنے جلد میں سے**"۔

اور جائز نہیں ہے اس میں مگر [یہ کہ وہ بہیمۃ الانعام میں سے ہو، اور سن کی بنا پر قربانی جائز نہیں ہے مگر]:

[۱] **جذعہ:** دنبہ میں سے: جس کی عمر چھ مہینے مکمل ہو چکی ہو۔

[۲] **اور ثنی:**

[ا] **اونٹ** میں سے: جس کی عمر پانچ سال ہو	[ب] **گائے** میں سے: جس کی عمر دو سال ہو	[ب] **بکری** میں سے: جس کی عمر ایک سال ہو

[ان جانوروں کا ایسے عیوب سے پاک ہونا شرط ہے جو ان کے ادائیگی کے قابل ہونے میں مانع ہو]، نبی ﷺ نے فرمایا:
"چار قسم کے جانوروں کی قربانی درست نہیں ہے:

[۱] کانا جس کا کانا پن واضح ہو۔	[۲] بیمار جس کی بیماری عیاں ہو۔	[۳] لنگڑا جس کا لنگڑا پن نمایاں ہو۔	[۴] اور ایسا لاغر اور دبلا پتلا جس کی ہڈیوں میں گودا نہ ہو"۔ صحیح، اسے خمسہ نے روایت ہے۔

جانور عمدہ اور صفات میں مکمل ہونا چاہیے، اور یہ جس قدر عمدہ صفات کا حامل ہوگا اسی قدر اللہ کے نزدیک محبوب اور قربانی کرنے والے کے لئے زیادہ اجر کا باعث ہوگا۔
جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: "ہم نے حدیبیہ کے سال نبی ﷺ کے ساتھ اونٹ سات آدمی کی جانب سے اور گائے سات کی جانب سے نحر کیا تھا"۔ مسلم۔

عقیقہ سنت [مؤکدہ ہے] باپ کے حق میں [یا جو اس کے قائم مقام ہو]:

[۱] لڑکے کی جانب سے دو بکریاں۔	[۲] اور لڑکی کی جانب سے ایک بکری۔

عقیقہ ذبح کیا جائے گا:

[۱] **ساتویں دن:** لہٰذا اگر ہفتہ کے دن بچہ پیدا ہوا تو جمعہ کے دن ذبح کیا جائے گا، یعنی: ولادت سے ایک دن پہلے	[۲] **اور اگر ساتویں دن ممکن نہ ہو تو** چودھویں دن	[۲] اگر اس دن بھی چھوٹ جائے تو اکیسویں دن

جس کے اندر روح پھونک دی گئی ہو اس کی جانب سے عقیقہ کیا جائے گا گرچہ وہ مردہ ہی کیوں نہ پیدا ہوا ہو۔

اسی طرح ساتویں دن جو چیزیں مشروع ہیں:

[۱] **بچے کا نام رکھنا:** جس کا اس سے پہلے نام نہیں رکھا گیا ہو۔	[۲] بچہ اگر لڑکا ہو تو: سر **مونڈنا۔**	[۳] بال کے وزن کے برابر چاندی **صدقہ کرنا۔**

نبی ﷺ نے فرمایا: "ہر بچہ اپنے عقیقہ کے بدلے گروی ہے، اس کی طرف سے ساتویں روز ذبح کیا جائے، اور اس کا سر مونڈا جائے، اور اس کا نام رکھا جائے"۔ حدیث صحیح ہے، اور اسے خمسہ (احمد، ابو داود، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ) نے روایت کیا ہے۔
مذکورہ جانوروں میں سے کھایا بھی جائے گا، ہدیہ بھی کیا جائے گا اور صدقہ بھی کیا جائے گا۔
قصاب کی اجرت اس میں سے نہیں دی جائے گی، بلکہ اس کو: ہدیہ کے طور پر یا صدقہ کے طور پر دیا جائے گا۔

[ملحق (پیوستہ)]

حج کے دنوں کے نام:					
[۱] **یوم الترویہ:** یہ ذی الحجہ کی آٹھویں تاریخ کو کہتے ہیں۔ اس دن وہ لوگ پانی کو منیٰ پہنچاتے تھے۔	[۲] **یوم عرفہ:** یا **وقفہ**، یہ ذی الحجہ کی نویں تاریخ کو کہتے ہیں۔	[۳] **یوم العید:** یا **یوم النحر**، یہ ذی الحجہ کی دسویں تاریخ کو کہتے ہیں۔	[۴] **یوم القر:** یہ ذی الحجہ کی گیارہویں تاریخ کو کہتے ہیں۔	[۵] **یوم النفر الاول:** یہ ذی الحجہ کی بارہویں تاریخ کو کہتے ہیں۔	[٦] **یوم النفر الثانی:** یہ ذی الحجہ کی تیرہویں تاریخ کو کہتے ہیں۔

اور لیلۃ الجمع عید والی رات کو کہتے ہیں، اس کا یہ نام اس لئے پڑا کہ لوگ وقوف عرفہ کے بعد اس دن جمع ہوتے ہیں، کیونکہ زمانۂ جاہلیت میں اہل مکہ عرفہ کے لئے نہیں نکلتے تھے۔

حج کے دوران دعا کرنے کے مقامات پانچ ہیں:				
[۱] نویں تاریخ کو عرفہ میں زوال کے بعد سے غروب آفتاب تک	[۲] نویں تاریخ کو فجر کے بعد سے اجالا ہونے تک مزدلفہ میں	[۳] تشریق کے دنوں میں جمرۂ صغریٰ اور جمرۂ وسطیٰ کو کنکری مارنے کے بعد	[۴] طواف کے دوران	[۵] سعی کرتے ہوئے صفا اور مروہ پہاڑی پر اور ان کے درمیان

مدینۃ النبی ﷺ میں شرعی زیارات:				
[۱] مسجد نبوی میں نماز پڑھنے کی نیت سے سفر کرنا، اس حدیث کی وجہ سے: **"مسجدِ حرام، مسجدِ نبوی اور مسجدِ اقصیٰ کے سوا کسی (اور مسجد) کی طرف رَختِ سفر نہ باندھا جائے"**۔ اور یہ حدیث: **"میری اس مسجد کی ایک نماز دیگر مسجدوں کی ایک ہزار نماز سے بہتر ہے"**۔	[۲] **قبا میں نماز پڑھنا: اس حدیث کی وجہ سے:** "جو اپنے گھر سے وضو کرکے مسجد قبا آئے اور اس میں نماز پڑھے تو اس کے لئے عمرہ کے برابر ثواب ہے"۔	[۳] نبی ﷺ اور آپ کے دونوں صحابیوں رضی اللہ عنہما کی قبروں کی زیارت کرنا، کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ایسا کیا ہے	[۴] بقیع قبرستان کی زیارت کرنا، کیونکہ نبی ﷺ نے ایسا کیا ہے	[۵] شہداء احد کی زیارت کرنا، کیونکہ نبی ﷺ نے ایسا کیا ہے

کتاب الحج سے سوالات

غلط	صحیح	سوال:
☐	☐	احرام حج کے ارکان میں سے ایک رکن ہے، جو کہ میقات سے چادر اور ازار باندھنا ہے
☐	☐	طواف افاضہ، طواف زیارت کے علاوہ شے ہے، پہلا رکن ہے اور دوسرا سنت ہے
☐	☐	نبی ﷺ نے تین بار حج کیا
☐	☐	فوری طور پر حج ادا کرنا واجب ہے
☐	☐	اہل مدینہ یلملم سے احرام باندھیں گے
☐	☐	عمرہ کا زمانی (وقتی) میقات ماہ رمضان ہے
☐	☐	اہل مکہ حج کے لئے تنعیم سے احرام باندھیں گے
☐	☐	بطور احرام عورت سفید کپڑا پہنیں گی
☐	☐	عورت کے لئے سلا ہوا کپڑا پہننا جائز نہیں ہے
☐	☐	محرم کے لیے بیلٹ باندھنا جائز نہیں ہے
☐	☐	مستحب یہ ہے کہ خوب تیزی کے ساتھ سعی کرے
☐	☐	حجاج عرفہ سے مغرب سے قبل نکلیں گے
☐	☐	عرفہ میں ٹھہرنا حج کے واجبات میں سے ایک واجب ہے
☐	☐	عرفہ میں پہاڑ پر چڑھنا مشروع نہیں ہے
☐	☐	متمتع اور قارن کے اوپر ہدی (قربانی) واجب ہے جبکہ مفرد کے لئے سنت
☐	☐	عید کے دن جمرۂ عقبہ کو کنکری مارنے کے ساتھ ہی تلبیہ بند کر دیا جائے گا
☐	☐	اگر کوئی حاجی ہدف (کھمبا) کو کنکری مارے بنا حوض میں کنکری رکھ دے تو اس کا کنکری مارنا صحیح ہے
☐	☐	دسویں دن حاجی سبھی جمرات کو کنکری مارے گا
☐	☐	ایام تشریق میں زوال کے بعد کنکری مارنا شروع کرے گا
☐	☐	جمرۂ عقبہ کو کنکری مارنے کے بعد دعا کرنا مشروع ہے
☐	☐	عبادت سے نکلنے کی نیت بھر کر لینے سے عبادت فاسد ہو جاتی ہے، سوائے حج اور عمرہ کے، جس نے عبادت میں محظور کام کرنے کی نیت کی تو جب تک اس محظور کام کو انجام نہ دے لے عبادت فاسد نہیں ہوگی

سوال:	صحیح	غلط
❁ مُفرد اور قارن کے عمل برابر ہیں، سوائے اس کے کہ دو نسک حاصل ہونے کی وجہ سے قارن پر قربانی لازم ہے جبکہ مفرد پر نہیں	☐	☐
❁ اگر کسی چیز میں مُبیح (حلال) اور حاظر (حرام) جمع ہو جائے اور مبیح حاظر سے ممتاز نہ ہو تو یہ ایسی صورت میں حاظر والے پہلو کو ترجیح دی جائے گی	☐	☐
❁ ہر وہ چیز جس کی اذی اور تکلیف کی وجہ سے اسے دور کیا جائے تو اس کی کوئی حرمت نہیں	☐	☐
❁ عورت کا احرام اس کے چہرے میں ہے	☐	☐
❁ واجب وہی ہے جس کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے واجب قرار دیا ہے، اور معصوموں کا مال ثبوت کے بنا حلال قرار دینا جائز نہیں ہے، لیکن تربیت اور توجیہ کے لئے عام فتوی کے طور پر جمہور علماء کے مسلک سے الگ نہیں ہٹنا چاہیے، لیکن جہاں تک بطور علم نظری علم کی بات ہے کہ تو حق کو واضح کرنا ضروری ہے	☐	☐
❁ بلا دلیل واجب قرار دینا بنا دلیل کے حرام قرار دینے کی طرح ہے	☐	☐
❁ ہر وہ چیز جس کا سبب نبی ﷺ کے زمانے میں موجود تھا اس کے باوجود آپ نے نہیں کیا تو اس کا چھوڑنا ہی سنت ہے	☐	☐
❁ جب واجب فوت ہو جائے اور اس کی تلافی ناممکن ہو تو بطور فدیہ ایک دم دینا ہو گا، بعض جاہل یہ سمجھتے ہیں کہ اسے اس سلسلے میں اختیار ہے	☐	☐

❁ حج کے ارکان کی تعداد: ☐ دو ☐ تین ☐ چار

❁ اضطباع سنت ہے: ☐ طواف عمرہ میں ☐ طواف قدوم میں ☐ طواف زیارت میں ☐ صرف پہلے اور دوسرے میں ☐ مذکورہ سبھی میں

❁ عرفہ کے دن نبی ﷺ نے مغرب اور عشاء کی نماز کہاں ادا کی تھی؟ ☐ عرفہ میں ☐ منی میں ☐ مزدلفہ میں ☐ راستے میں

❁ حج فرض ہوا تھا سن: ☐ نو ہجری میں ☐ دس ہجری میں

❁ محظورات احرام ہیں: ☐ نو ☐ پانچ ☐ تین

❁ جس کا ارادہ احرام باندھنے کا ہو اس کے لیے مستحب ہے کہ وہ خوشبو لگائے .... جبکہ .... خوشبو نہ لگائے

❁ محرمہ نہیں پہنے گی .... اور نہ ہی ....

❁ حج اور عمرہ .... عمر بھر میں .... ایک بار، جس نے حج کیا اور .... اور نہ .... وہ اپنے گناہوں سے ایسے پاک ہو کر نکلتا ہے جیسے اس کی ماں نے آج ہی جنم دیا ہو، اور مقبول حج کا بدلہ نہیں ہے سوائے ....

❁ روزہ کس پر واجب ہے؟

۱- ....

۲- ....

۳- ....

۴- ....

۵- عورت کے لئے اس میں اضافہ ہے:..

❁ سعی شروع کی جائے گی.......................اور ختم کی جائے گی..................................

❁ حج کے اعمال شروع ہوتے ہیں.................اور...............کا دن ختم ہونے تک چلتا ہے

❁ اگر طواف افاضہ کو مکہ سے نکلنے کے وقت تک کے لئے مؤخر کرتا ہے جو تو یہ طواف وداع کے لئے بھی کافی ہو گی، اور طواف افاضہ طواف عمرہ کی طرح ہے سوائے.........................اور.................................

❁ قارن اور مفرد کے اوپر واجب ہے کہ وہ دونوں سعی کریں.............لیکن متمتع سعی کرے گا................

❁ حج اور عمرہ میں توحید کے اہم مظاہر میں سے ہیں:..

....

....

....

....

....

❁ مندرجہ ذیل افعال میں سے ہر ایک کا حکم بیان کریں:

بچے کا حج:..

عورت کا بلا محرم حج کرنا:...

جس کے اوپر قرض ہو اس کا حج کرنا:..

❁ اوپری فہرست (ذی الحجہ کے ایام) میں سے جو نچلی فہرست کے مناسب ہو اس سے جوڑیں:

۸ تاریخ	۹ تاریخ	۱۰ تاریخ	۱۱ تاریخ	۱۲ تاریخ	۱۳ تاریخ

یوم الوقوف	یوم النفر الاول	اس دن وہ لوگ پانی کو منیٰ پہنچاتے تھے	یوم النحر	یوم النفر الثانی	یوم القرّ

كتاب البيوع

شریعت میں بیع کہتے ہیں: مال -گرچہ وہ صاحب مال کے ذمہ میں ہی کیوں نہ ہو- یا مباح منفعت کا تبادلہ، مال یا منفعت میں سے کسی ایک کے ذریعہ ہمیشہ ہمیش کے لئے کرنا، جس میں سود اور قرض شامل نہ ہو۔

[بیع کے ارکان اور شرائط]

عقود (معاہدے) کی قسمیں:		
[۱] **عقود معاوضہ:** جیسے خرید وفروخت اور اجارہ۔	[۲] **عقود توثیق:** جیسے رہن اور ضمان۔	[۳] **عقود تبرع:** جیسے قرض، ہدیہ، وصیت اور صدقہ۔

بیع کے ارکان:			
[۱] **معاہدہ کرنے والے دو فریق:** بیچنے والا اور خریدار۔	[۲] **جس کا معاہدہ کیا جائے:** یعنی اشیاء خرید وفروخت۔	[۳] **صیغہ:** اور یہ دو طریقوں سے ہوگا:	
		[ا] **قولی:** ایجاب اور قبول کے ذریعہ۔	[ب] **فعلی:** لینے اور دینے کے ذریعہ۔

اس میں [-یعنی: بیع میں-] اصل حلت ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَأَحَلَّ ٱللَّهُ ٱلۡبَيۡعَ وَحَرَّمَ ٱلرِّبَوٰاْۚ﴾ (اللہ تعالیٰ نے تجارت کو حلال قرار دیا ہے اور سود کو حرام)۔
لہذا تمام اعیان (اشیاء): جائداد غیر منقولہ، جانور، ساز وسامان وغیرہ کا = اگر بیع کی شروط مکمل ہو جائیں تو اقرار نامہ جائز ہے۔

اور بیع کے شرائط کا دار ومدار تین چیزوں پر ہے: ظلم، ربا (سود) اور غرر (دھوکا)۔
لہذا جس نے ایسی چیز بیچی جس کا وہ مالک نہیں ہے تو یہ ظلم کے باب سے ہے، اور اگر اس نے سودی لین دین کیا تو یہ ربا (سود) کے باب سے ہے، اور اگر مجہول چیز بیچی تو یہ غرر (دھوکے) کے باب سے ہے۔

بیع کے شرائط:

[۱] معاہدہ کرنے والے فریقین کا راضی ہونا۔	[۲] قیمت یا سامان میں غرر (دھوکا، مجہول) کا نہ ہونا۔	[۳] معاہدہ کرنے والے دونوں فریق، سامان کے مالک ہوں یا تصرف کرنے کے مجاز ہوں۔	[۴] بیع سودی لین دین سے پاک ہو۔	[۵] ثمن (قیمت) یا مثمن (سامان) حرام چیز نہ ہو۔

بعض ممنوع بیع:

[۱] جس پر جمعہ پڑھنا واجب ہے اس کا دوسری اذان کے بعد خرید وفروخت کرنا۔	[۲] کسی ایسے شخص کو چیزیں بیچنا جو اسے گناہ کے لئے استعمال کرے یا حرام چیزوں میں استعمال کرے۔	[۳] دو لوگ آپس میں خرید وفروخت میں مشغول ہوں تو اس کے بیچ میں گھس کر خرید وفروخت کرنا۔	[۴] بیع عینہ کرنا۔	[۵] سامان اپنے قبضہ میں لینے سے قبل اسے فروخت کرنا۔	[٦] پھلوں میں سختی آنے کے قبل اسے بیچنا۔

سب سے اہم شرطوں میں سے ہے:

[پہلی شرط:]

رضامندی: اللہ تعالی کے اس فرمان کی وجہ سے: ﴿إِلَّآ أَن تَكُونَ تِجَٰرَةً عَن تَرَاضٍ مِّنكُمْ﴾ (مگر یہ کہ خرید وفروخت تمہاری آپس کی رضامندی سے ہو)۔

اگر بیچنے کو مجبور کرنا، حق کے ساتھ ہو (جیسے قرض خواہ کی مصلحت کے پیش نظر قاضی کا بیچنے کو مجبور کرنا) تو صحیح ہے۔

[دوسری شرط]

اس میں کوئی غرر (فریب) اور جہالت نہ ہو، کیونکہ نبی ﷺ نے "غرر (دھوکے) کی بیع سے منع فرمایا ہے"۔ مسلم۔

اسی میں شامل ہے:

[۱] بھاگے ہوئے [غلام] اور بھٹکے ہوئے [حیوان] کو بیچنا۔	[۲] یا یوں کہے: میں نے آپ سے دو سامانوں میں سے ایک بیچ دیا۔	[۳] زمین کے جس حصہ تک کنکری پہنچے وہاں تک آپ سے بیچتا ہوں، یا اس جیسی کوئی بات کہنا۔	[۴] یا جو لونڈی اٹھائے ہوئے ہے، یا جو درخت پر ہے	[۵] یا جو حاملہ کے پیٹ میں ہے۔

اور یہ غرر خواہ ثمن (قیمت) میں ہو یا مثمن (سامان) میں ہو۔

[تیسری شرط]

اور یہ عقد کرنے والا فریق: اس سامان کا مالک ہو، یا ایسا کرنے کا مجاز ہو، اور وہ بالغ اور رشید [عقلمند] ہو۔

[چوتھی شرط]

بیع کی شرطوں میں سے یہ بھی ہے کہ یہ خرید وفروخت: سودی نہ ہو۔

ربا(سود) کی قسمیں:

[۱]ربا الفضل: ایسی چیزیں جو قدر اور جنس میں برابر ہوں، ان کو ان کے بدلے میں کمی بیشی کے ساتھ بیچنا۔	[۲]ربا النسیئہ: جس میں سود پایا جاتا ہو اس کو قبضہ میں لینے میں تاخیر کرنا۔

عبادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **"سونے کے عوض سونا، چاندی کے عوض چاندی، گندم کے عوض گندم، جو کے عوض جو، کھجور کے عوض کھجور اور نمک کے عوض نمک (کی بیع) مثل بمثل (یکساں) اور برابر برابر ہو، جس نے زیادہ دیا یا زیادہ لیا اس نے سود کا لین دین کیا"۔** اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

ربوی (سودی) اصناف کی چھ قسمیں ہیں:

[۱]سونا۔	[۲]چاندی۔	[۳]گندم۔	[۴]جو۔	[۵]کھجور۔	[٦]نمک۔

[۱] لہذا ناپنے والی چیز کو اسی کی جنس کی ناپنے والی چیز سے مذکورہ دو شرطوں کے ساتھ ہی بیچا جائیگا، وزن کرنے والی چیز کو بھی اپنی جنس سے اسی طرح بیچا جائے گا۔	[۲] اگر ناپے جانے والے سامان کو ناپے جانے والے سامان کی دوسری جنس سے یا وزن کئے جانے والے سامان کو وزن کئے جانے والے سامان کی دوسری جنس سے بیچا جائے، تو کمی بیشی کے ساتھ بیچنا جائز ہے مگر جدا ہونے کے قبل قبضہ میں لینے کی شرط کے ساتھ۔	[۳] اگر ناپے جانے والے سامان کو وزن کیے جانے والے سامان سے بیچا جائے یا اس کے برعکس، تو کمی بیشی کے ساتھ بیچنا جائز ہے، گرچہ جدا ہونے کے بعد ہی قبضہ میں لیا جائے۔

تماثل کا جہل (نامعلوم ہونا) تفاضل کے علم کی طرح ہے۔

اسی طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بیع مزابنہ سے منع فرمایا ہے جو کہ: **"خوشہ میں لگے ہوئے کھجور کے بدلے کھجور خریدنا ہے"۔** متفق علیہ۔

"اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے "بیع عرایا" میں اندازہ لگا کر بیچنے کی اجازت دی ہے: اس شخص کے لئے جس کو رطب کی حاجت ہو اور اس کے پاس اس اندازہ کی قیمت ادا کرنے کے لیے رقم نہ ہو لیکن یہ پانچ وسق سے کم میں ہو"۔ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

بیع عرایا کے جائز ہونے کی شرطیں:

[۱] رطب خریدنے کے لئے اس کے پاس کھجور کے سوا کچھ نہ ہو	[۲] یہ پانچ وسق یا اس سے کم میں ہو	[۳] یہ رطب کھجور کی مقدار کے برابر ہو	[٤] اسے رطب کھانے کی واقعی حاجت ہو، اسے بچا کر پھل بنانے کا ارادہ نہ ہو	[۵] یہ رطب کھجور کے پیڑ میں خوشوں میں لگے ہوئے ہوں

[پانچویں شرط]

انہیں شرائط میں سے ہے: **عقدِ بیع ایسی چیز کی نہ ہو جسے شریعت نے حرام قرار دیا ہے:**

[۱] یا تو بذاتِ خود اس چیز کو حرام قرار دیا ہو، جیسا کہ: "**نبی ﷺ نے شراب، مردار اور بتوں کو بیچنے سے منع فرمایا ہے**"۔ متفق علیہ۔

[۲] یا اس کی وجہ سے مسلمانوں کے مابین ناچاقی پیدا ہونے کا خدشہ ہو، جیسا کہ نبی ﷺ نے منع فرمایا ہے: "**کسی مسلمان کی بیع پر بیع کرنے سے**"۔ [جیسے کوئی شخص کسی سے دس ہزار میں موبائل خرید رہا ہو تو تیسرا شخص آکر کہے یہی موبائل میں نو ہزار میں دوں گا]، "**اور مسلمان کی خرید پر خرید کرنے سے**" [جیسے کسی نے نو ہزار میں موبائل بیچا تو تیسرا شخص آکر کہے: میں اسے دس ہزار میں خریدوں گا]، "**اور نجش سے**" [یعنی کوئی ایسا شخص جو سامان خریدنے کا ارادہ نہیں رکھتا ہو سامان کی قیمت بڑھائے تاکہ خریدار کو یا بائع کو یا دونوں کو نقصان پہنچائے]۔ متفق علیہ۔

[۳] اسی میں سے نبی ﷺ کا منع کرنا ہے: "**غلام رشتہ داروں کے بیچ جدائی ڈالنے سے**"۔

[۴] اسی میں سے ہے: اگر خریدار کے بارے میں معلوم ہو کہ وہ اس سامان کا استعمال گناہ کے کاموں میں کرے گا، جیسے اخروٹ اور انڈا کی خرید جوا کے لئے کرنا، یا فتنہ پھیلانے والے کو یا ڈاکوؤں کو ہتھیار بیچنا۔

[۵] اسی طرح نبی ﷺ کا قافلے والوں سے ملنے کی ممانعت ہے، لہٰذا نبی ﷺ کا فرمان ہے: "**قافلے والوں سے آگے جا کر نہ ملو، جس نے آگے جا کر مال خرید لیا تو جب مال کا مالک بازار پہنچے تو اس کو (فسخ) اختیار ہوگا**"۔

[۶] اور نبی ﷺ نے فرمایا: "**جو ہمیں دھوکہ دے وہ ہم میں سے نہیں**"۔ مسلم۔

صریح سود کی مثال:

[۱] بیع عینہ کے ذریعہ اسے حلال کرنا، جیسے کوئی سامان کسی سے ایک مقررہ مدت کے لئے سو روپیہ میں بیچے، پھر وہ اسی خریدار سے وہی سامان نقد میں کم قیمت میں خریدے، یا اس کے برعکس۔

[۲] یا حیلہ اپناتے ہوئے قرض کو پلٹ دینا۔

[۳] یا حیلہ سے قرض کو سود کے لئے استعمال کرنا: جیسے کسی کو قرض دے اور اس کے مال سے کسی طرح کے فائدہ کی شرط لگا دے، یا اس کے بدلے اُسے کچھ دے، کیونکہ ہر وہ قرض جو [مشروط] نفع دلائے وہ سود ہے۔

[۴] حیلہ کی ایک قسم یہ بھی ہے کہ: چاندی کا ایسا زیور جس میں کوئی اور دھات ملی ہوئی ہو اسے چاندی سے بیچنا، یا ایک مد عجوہ اور ایک درہم کو ایک درہم سے بیچنا۔

اور نبی ﷺ سے رطب کے بدلے کھجور بیچنے کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: "**کیا سوکھنے کے بعد یہ کم ہو جاتا ہے؟**"، لوگوں نے کہا: ہاں، تو آپ نے اس سے منع فرمادیا۔ اسے خمسہ نے روایت کیا ہے۔ [کیونکہ رطب، کھجور سے بھاری ہوتا ہے، لیکن بیع عرایا اس سے مستثنی ہے، چند شرطوں کے ساتھ جن کا ذکر قریب ہی میں گزرا ہے]۔

”(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے) بے ناپی کھجور کے ڈھیر کو ناپی ہوئی کھجور سے بیچنے سے منع فرمایا ہے“۔ مسلم۔
جہاں تک اس بیع کی بات ہے جو ذمہ میں ہو، تو:

[ا] اگر وہ وہی ہو جو اس کے ذمہ میں ہے: تو جائز ہے، اس شرط پر کہ اس کا معاوضہ جدا ہونے سے پہلے ادا کر دیا جائے، نبی ﷺ کے اس فرمان کی وجہ سے: **”اگر اسی روز کے بھاؤ سے ان کا تبادلہ کر لو اور خرید و فروخت کرنے والوں کے ایک دوسرے سے جدا ہونے سے پہلے رقم کا کوئی حصہ کسی کے ذمہ باقی نہ رہے تو جائز ہے“۔**

[۲] اگر اس کے علاوہ ہو: تو جائز نہیں ہے، کیونکہ اس میں غرر ہے۔

درختوں اور (ان کے) پھلوں کی بیع کا باب

اس باب میں جو مثال بیان کی جائے گی، اس میں: کھجور کے پیڑ کو اصل اور اس کے کھجور کو پھل سے تعبیر کیا جائے گا۔

[اصول کی بیع]

نبی ﷺ نے فرمایا: **”جو شخص کھجور کے درخت کو تأبیر کے بعد خریدے تو اس کا پھل بائع کو ملے گا الا یہ کہ مشتری شرط لگادے“**۔ متفق علیہ۔

یہ حدیث کھجور کا پیڑ بیچنے سے متعلق ہے نہ کہ زمین بیچنے سے، لہذا تلقیح کے بعد کھجور کا پیڑ بیچے تو:

اس کا پھل بیچنے والے کا ہے۔

الا یہ کہ خریدار یہ شرط لگادے کہ کھجور کے ساتھ پھل بھی اسی کا ہو گا، اور یہی اولیٰ ہے۔

اسی طرح دوسرے تمام درخت جن کا پھل نظر آتا ہو [جیسے سیب اور انگور، کیونکہ یہ تأبیر شدہ کھجور کے مانند ہے]۔
اور اسی کے مانند ہے: جس کو صرف ایک بار کاٹا جاتا ہو اس کھیتی کا ظاہر ہو جانا۔
اور اگر وہ بار بار کاٹا جاتا ہو: تو اس کا اصل خریدار کا اور اس کا ظاہری حصہ بیع کا کے وقت بائع کا ہو گا۔

[پھل کی بیع]

”رسول اللہ ﷺ **نے پختہ ہونے سے پہلے پھلوں کو بیچنے سے منع فرمایا ہے، بیچنے والے کو بھی اور خریدار کو بھی“**۔
اور جب ان سے اس کی پختگی کے بارے میں پوچھا گیا تو کہا: **”جب یہ معلوم ہو جائے کہ اب یہ پھل آفت سے بچ کر رہے گا“**۔ اور ایک لفظ میں یوں ہے: **”یہاں تک کہ لال یا پیلا ہو جائے“**۔ [یعنی: کھانے کے قابل ہو جائے]۔
اور نبی ﷺ نے **”غلے کی بیع سے منع فرمایا ہے یہاں تک کہ وہ سخت ہو جائے“**۔ اسے اہل سنن نے روایت کیا ہے۔

اگر غلہ کو چارہ کے لیے بیچا جائے تو اس صورت میں اس کے سخت ہونے کی شرط ختم ہو جاتی ہے۔

اور رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: **"اگر تم اپنے بھائی کو پھل بیچو اور وہ قدرتی آفات کا شکار ہو جائے تو تمہارے لیے حلال نہیں کہ تم اس سے کچھ وصول کرو، تم ناحق اپنے بھائی کا مال کس بنا پر وصول کرو گے؟"**۔ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

یعنی: بیچنے والا خریدار کی پوری رقم لوٹا دے۔ البتہ اگر خریدار کی طرف سے سستی ہو اور پھل توڑنے میں وہ تاخیر کرے، تو اس کی سستی کی سزا کے بطور اسے کچھ نہیں ملے گا۔

لیکن اگر زمین کو بیچا جائے اور اس کے اوپر:

[۱] **پیڑ ہو:** تو وہ زمین کے تابع مانا جائے گا لہذا وہ پیڑ خریدار کا ہو گا۔	[۲] **ایسی کھیتی ہو جسے بار بار کاٹا جاتا ہو:** تو بیع کے وقت کی اس کی ظاہری اپج بائع کی ہو گی، اور زمین خریدار کی، البتہ خریدار اگر یہ شرط لگا دے کہ ظاہری اپج بھی اسی کی ہو گی تو اس کے لئے ایسا کرنا صحیح ہے۔	[۳] وہ کھیتی جسے صرف ایک بار کاٹا جاتا ہو: جیسے گیہوں اور جو، تو کٹنے تک وہ بائع کی ہو گی۔

خیار [معاہدہ فسخ کرنے] وغیرہ کا باب

خیار کہتے ہیں: باقی رکھنے یا فسخ کرنے کے دو معاملوں میں سے ایک کو اختیار کرنا، خواہ یہ بائع کے لئے ہو یا خریدار کے لئے۔

جب عقد بیع مکمل ہو جائے تو یہ لازم ہو جاتا ہے، الا یہ کہ شرعی اسباب میں سے کوئی سبب موجود ہو۔

لزوم کے اعتبار سے عقود کی قسمیں:

[۱] **دونوں فریق کی طرف سے جائز عقد:** جیسے وکالت و نیابت۔	[۲] **دونوں فریق کی طرف سے لازم عقد:** جیسے بیع اور اجارہ۔	[۳] **ایک فریق کی جانب سے لازم جب کہ دوسرے فریق کی جانب سے جائز عقد:** جیسے رہن۔

خیار کی آٹھ قسمیں ہیں:

[۱] خیار مجلس۔	[۲] خیار شرط۔	[۳] خیار غبن۔	[۴] خیار تدلیس۔
[۵] خیار عیب۔	[۶] قیمت کے بارے میں مطلع کرنے کا خیار، جب یہ بتائی گئی قیمت سے کم یا زیادہ نکلے۔	[۷] خرید و فروخت کرنے والے کو تغیر کا اختیار۔	[۸] بتائی گئی صفت میں فرق ہونے کی صورت میں اختیار۔

[پہلی قسم:]

ان شرعی اسباب میں سے ایک سبب ہے: **خیارِ مجلس**، نبی ﷺ کا فرمان ہے: **"جب دو شخص نے خرید و فروخت کی تو جب تک وہ دونوں جدا نہ ہو جائیں، انہیں (بیع کو توڑ دینے کا) اختیار باقی رہتا ہے۔ یہ اس صورت میں کہ دونوں ایک ہی جگہ رہیں، لیکن اگر ایک نے دوسرے کو پسند کرنے کے لیے کہا اور اس شرط پر بیع ہوئی، اور دونوں نے بیع کا قطعی فیصلہ کر لیا، تو بیع اسی وقت منعقد ہو جائے گی۔ اسی طرح اگر دونوں فریق بیع کے بعد ایک دوسرے سے جدا ہو گئے، اور بیع سے کسی فریق نے بھی انکار نہیں کیا، تو بھی بیع لازم ہو جاتی ہے"**۔ متفق علیہ۔

[دوسری قسم:]

اسی میں سے ہے: **خیارِ شرط، جب یہ شرط لگائی گئی ہو کہ ایک متعینہ مدت تک دونوں کو یا کسی ایک عقد توڑنے کا اختیار ہو گا۔**

نبی ﷺ کا فرمان ہے: **"مسلمان اپنی شرطوں کے پابند ہوتے ہیں، الا یہ کہ کوئی ایسی شرط ہو جو حرام کو حلال اور حلال کو حرام کرنے والی ہو"**۔ اسے اہل سنن نے روایت کیا ہے۔

[تیسری قسم:]

اسی میں سے ہے، کہ اس کے ساتھ ایسا دھوکہ ہو جو عادتاً ہوتا نہیں ہے، یا تو: نجش کے ذریعہ ہو یا قافلہ کو آگے جا کر ملنے کے ذریعہ ہو، یا ان دونوں کے سوا کچھ اور ہو۔

[چوتھی قسم:]

اسی میں سے ہے: **خیارِ تدلیس**، وہ اس طرح کے بیچنے والا خریدار کو دھوکہ دے کر قیمت بڑھا کر سامان بیچے، جیسے چوپایہ جانوروں کے تھن میں دودھ روکے رکھے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **"(بیچنے کے لیے) اونٹنی اور بکری کے تھنوں میں دودھ کو روک کر نہ رکھو۔ اگر کسی نے (دھوکہ میں آکر) کوئی ایسا جانور خرید لیا تو اسے دودھ دوہنے کے بعد دونوں اختیارات ہیں چاہے تو جانور کو رکھ لے، اور چاہے تو واپس کر دے۔ اور ایک صاع کھجور اس کے ساتھ دودھ کے بدلے دیدے"**۔ حدیث کا ایک لفظ کچھ یوں ہے: **"خریدار کو تین دن کا اختیار ہو گا"**۔

[پانچویں قسم:]

اگر کوئی **عیب دار چیز خریدے** جس کا عیب اسے **معلوم نہ ہو** تو اسے رکھنے یا لوٹانے کا اس کو اختیار ہے، اگر اسے لوٹانا ممکن نہ ہو تو اَرش (تعویض) لازم ہو جائے گا [جو کہ **صحیح ہونے کی قیمت اور عیب دار ہونے کی قیمت** کے درمیان کی مقدار ہے]۔

[چھٹی قسم:]

اور اگر قیمت کے سلسلے میں اختلاف ہو جائے تو دونوں قسم کھائیں گے، اور دونوں میں سے ہر ایک کو عقد فسخ کرنے کا اختیار ہے۔

اقالہ کہتے ہیں:

معاہدہ کرنے والے فریقین کے درمیان ہونے والے عقدِ بیع کو ان کی رضامندی سے ختم اور فسخ کر دینا۔

نبی ﷺ نے فرمایا: **"جو کوئی اپنے مسلمان بھائی سے فروخت کا معاملہ فسخ کر لے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے گناہ معاف کر دے گا"**۔ اسے ابو داود اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

سلم [یا سلف] کا باب

ہر وہ چیز جس کی صفت منضبط و متعین ہو اس میں بیع سلم جائز ہے، جب:

[۱] اس کی ہر وہ صفات جس کی وجہ سے قیمت میں فرق پیدا ہوتا ہے متعین ہو [مقدار، جنس، نوع اور صفت]۔	[۲] اس کی مدت کا ذکر ہو۔	[۳] جدا ہونے سے قبل اس کی [مکمل] قیمت ادا کردے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور لوگ سلف کرتے تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا: **"جو کوئی سلف کرے وہ معین ماپ میں، معین تول میں اور معین مدت کے لئے کرے"۔**
اور نبی ﷺ نے فرمایا: **"جو کوئی لوگوں کا مال قرض کے طور پر ادا کرنے کی نیت سے لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس کی طرف سے ادا کرے گا اور جو کوئی نہ دینے کے لیے لے، تو اللہ تعالیٰ بھی اس کو تباہ کردے گا"**۔ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

سلم کی مثال: کسان تاجر کے پاس آکر کہتا ہے کہ: مجھے ابھی نقداً ایک ہزار ریال دیجئے اور سال بھر کے بعد میں آپ کو ایک سو صاع گیہوں دوں گا، تو اس طرح کسان مال سے فائدہ اٹھاتا ہے، اور تاجر گیہوں سے فائدہ اٹھاتا ہے۔

[عقود توثیق:] رہن، ضمان اور کفالت کا باب

یہ ثابت اور دائمی حقوق کے وثائق (دستاویز، اقرارنامے) ہیں:

[رہن:]

یہ: عَین کے ذریعہ دَین کا وثیقہ ہے جس کو ادا کرنا یا اس کے بعض حصہ کو ادا کرنا ممکن ہو، اور یہ شامل ہے: (ترجمہ ؟؟؟؟)

[۱] **راہن:** جو اپنے سامان کو قرض کے لئے بطور وثیقہ رہن رکھتا ہے۔	[۲] **مرتَہن:** جو رہن لیتا ہے، یعنی قرض دہندہ۔	[۳] **گروی رکھی ہوئی شے:** جو قرض کی ضمانت کے طور پر گروی رکھی جاتی ہے۔

رہن: کے طور پر ہر اس شے کو رکھنا صحیح ہے جس کا بیچنا صحیح ہے، [لہٰذا اس چیز کو بطور رہن نہیں رکھا جا سکتا جس کا بیچنا جائز نہیں ہے، جیسے وقف شدہ شے اور کتا، اور اسی طرح وہ چیز جس کا وہ مالک نہیں ہے]، لہٰذا گروی رکھی گئی شے رہن والے کے پاس بطور امانت رہتی ہے جس کا ضامن وہ اسی صورت میں ہو گا جب وہ اس میں زیادتی کرے یا غفلت برتے، دیگر تمام امانات کی طرح۔

اور اگر:

[۱] مکمل ادائیگی ہو جائے تو رہن چھوٹ جائے گا۔

[۲] اگر ادائیگی نہ ہو، اور مال والا اپنا حق طلب کرتے ہوئے اسے بیچنے کو کہے، تو:

اس کو بیچنا واجب ہے، اور اس قیمت سے رہن کی ادائیگی کی جائے گی۔

اس کے بعد جو مال بچے گا وہ صاحب سامان کا ہو گا۔

اگر قرض میں سے پھر بھی کچھ بچ جائے، تو وہ بنا رہن کے مطلق قرض کے طور پر رہے گا۔

اور اگر کوئی رہن کو تلف کر دیتا ہے تو اسے رہن کے طور پر ضمانت (میں کوئی شے) دینی ہو گی:

اور اس کا نمو واضافہ اس کے تابع ہو گا۔

اس کا خرچہ اس کے مالک کے ذمہ ہو گا، اور گروی رکھنے والا (راہن) اس سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا، الا یہ کہ: دوسرا شخص اس کی اجازت دے، یا جس کی اجازت شارع صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے دی ہے: **"گروی جانور پر اس کے خرچ کے بدل سواری کی جائے۔ اسی طرح دودھ والے جانور کا جب وہ گروی ہو تو خرچ کے بدل اس کا دودھ پیا جائے اور جو کوئی سواری کرے یا دودھ پیے وہی اس کا خرچ اٹھائے"۔**

حیوان کو چھوڑ کر مطلق طور پر کسی بھی رہن سے مرتہن (جس کے پاس سامان گروی رکھا گیا ہو) فائدہ نہیں اٹھا سکتا، لہٰذا اجرت ادا کرنے پر ہی وہ گھر یا گاڑی استعمال کر سکتا ہے، لیکن اگر جانور کو کھلانے پلانے میں خرچ کرتا ہے تو اس سے فائدہ اٹھانا جائز ہے، جیسا کہ مذکورہ حدیث میں گزرا۔

رہن کی مثال: کسی انسان نے گائے کو بطور رہن رکھا اور مرتہن اس کو دوہتا ہے، تو ہم کہیں گے کہ: اتنا ہی دوہے جتنا اس کا خرچ ہے۔

[۱] لہٰذا اگر ہفتہ بھر میں دوہے جانے والے دودھ کی قیمت سو روپے بنتی ہے اور ہفتہ بھر کا خرچ بھی سو روپیہ ہی ہے تو اس حالت میں نہ اس کے لئے کچھ ہے اور نہ اس کے ویر۔

[۲] اور اگر ہفتہ بھر میں دوہے جانے والے دودھ کی قیمت دو سو روپے بنتی ہے اور ہفتہ بھر کا خرچ سو روپیہ ہے تو اس حالت میں سو روپیہ راہن کو لوٹے گا، لیکن وہ بھی رہن ہی رہے گا کیونکہ یہ رہن کی نمو میں سے ہے۔

[۳] اور معاملہ اگر اس کے برعکس ہو کہ: خرچہ دو سو اور دودھ سو روپیہ کا نکلتا ہو تو دودھ کی قیمت سے اوپر کا خرچ راہن کے ذمہ ہو گا۔

[ضمان:]

ضمان کہتے ہیں: کسی کے ذمہ میں موجود حق (مال وغیرہ) کی ضمانت لینا۔

[کفالت:]

اور کفالت کہتے ہیں: فریق کو مجسم صورت میں [فیصلے کی مجلس میں] لا کھڑا کرنے کی ضمانت لینا، اور نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کا فرمان ہے: **"ضامن ادائیگی کرنے کا ذمہ دار ہے"۔**

ان میں سے ہر دو (ضمانت و کفالت لینے والا) ادائیگی کا ضامن و ذمہ دار ہے، الا یہ کہ:

[۱] وہ کیے گئے وعدہ کی وفا کرے۔

[۲] یا صاحب حق اس کو بریٔ الذمہ قرار دے۔

[۳] یا مقروض شخص اپنے قرض کی ادائیگی کر دے۔ واللہ اعلم۔

دیوالیہ وغیرہ ہونے کی وجہ سے حجر کا باب

حجر کہتے ہیں: کسی انسان کو اس کے مال اور ذمہ میں تصرف کرنے سے روک دینا، یا صرف مال میں تصرف کرنے سے روک دینا۔

مطلوبہ فائدہ کے اعتبار سے حَجر کی دو قسمیں ہیں:

[۱] **خود مجور علیہ کی مصلحت کی خاطر:** بچہ، بے وقوف اور دیوانہ کے حق میں۔

[۲] **کسی اور کی مصلحت کی خاطر:** دیوالیہ ہونے کی صورت میں۔

جس کا کسی پر حق ہو: اس پر لازم ہے کہ تنگ دست کو مہلت دے اور مناسب ہے کہ فارغ البال شخص کے ساتھ نرم رویہ اپنائے۔

اور جس پر کسی کا حق ہو: اس کے اوپر مکمل ادائیگی کرنا لازم ہے، مقدار اور صفات کا خیال رکھتے ہوئے۔

نبی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: **"مالدار کی طرف سے ٹال مٹول کرنا ظلم ہے، اور اگر تم میں سے کسی کا قرض کسی مَلِیّ (مالدار) پر حوالہ دیا جائے تو اسے قبول کرے"**۔ متفق علیہ۔

اور یہ آسانی دینے میں سے ہے۔

ملیٔ کہتے ہیں: اس شخص کو جو ادائیگی کرنے پر قادر ہو، اور وہ ٹال مٹول کرنے والا نہ ہو، اور فیصلہ کی مجلس میں اسے حاضر کرنا ممکن ہو۔

اگر کسی انسان کا قرض اس کے پاس موجود مال سے زیادہ ہو، اور سبھی قرض خواہ یا ان میں سے کچھ حاکم سے یہ مطالبہ کریں کہ اس شخص کو مال میں تصرف کرنے سے روک دیا جائے، تو حاکم اسے اپنے سبھی مال میں تصرف کرنے سے روک دے گا، پھر اس کے مال کو اکٹھا کرے گا اور قرض خواہوں پر ان کے قرض کے بقدر تقسیم کرے گا۔

[۱] صاحب رہن کو اس کا رہن لوٹا دیا جائے گا۔

[۲] اور نبی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: **"جو شخص اپنا مال کسی ایسے شخص کے پاس پائے جو دیوالیہ ہو چکا ہو تو وہ اس مال کا دوسروں کے مقابلہ میں زیادہ حقدار ہے"**۔ متفق علیہ۔

چھوٹے بچے، بے وقوف اور دیوانے کے ولی پر واجب ہے کہ:

[۱] ان کے مال میں انہیں ایسا تصرف کرنے سے روک دے جو ان کے لئے نقصان کا سبب بنے: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَاءَ أَمْوَالَكُمُ الَّتِي جَعَلَ اللَّهُ لَكُمْ قِيَامًا﴾ (بے عقل لوگوں کو اپنا مال نہ دے دو جس مال کو اللہ تعالیٰ نے تمہاری گزران کے قائم رکھنے کا ذریعہ بنایا ہے)۔

[۲] اور اس پر لازم ہے کہ یتیم کے مال کے پاس نہ جائے مگر ایسے طریقے سے جو کہ مستحسن ہے، جیسے:

[ا] اس کی حفاظت کی خاطر۔

[ب] ان کے لئے نفع بخش اور سود مند تصرف کرنے کی خاطر۔

[ج] اور اس مال میں سے جس قدر ان کو ضرورت ہے اس قدر خرچ کرنے کی خاطر۔

اور ان کا ولی ہو گا:

[۱] ان کا عقلمند والد۔	[۲] اگر والد موجود نہ ہو تو: حاکم ان کے رشتہ داروں میں سے اسے ان کا ولی بنائے گا جو سب سے زیادہ ان سے شفقت کرنے والا، ان کے بارے میں معلومات رکھنے والا اور سب سے امین ہو۔

مالداروں کو چاہئے کہ (ان کے مال سے) بچتے رہیں۔
اور جو مسکین محتاج ہو تو دستور کے مطابق واجبی طور سے کھالے، یعنی: ایسا کام کرنے کی اجرت اور اس کی کفایت میں سے جو اقل ہو اس پر اکتفا کرے۔

بطور مثال اگر اس کی کفایت ہزار ریال ہے، اور اس کی اجرت پانچ سو روپے ہے، تو اسے ہم پانچ سو روپیہ دیں گے، کیونکہ یہ دونوں میں اقل ہے۔

واللہ اعلم (اللہ زیادہ جانتا ہے)۔

صلح کا باب

صلح کہتے ہیں: ایسے معاہدہ کو جس کے ذریعہ دو فریق کے مابین تنازعہ کو ختم کیا جاتا ہے۔ اس کی بہت ساری قسمیں ہیں، اور سبھی کا تعلق حقوق مالیہ وغیرہ سے ہے۔
اور ایک حالت میں صلح ممنوع ہو گا، جب قاضی کو یہ معلوم ہو جائے کہ حق واضح طور پر فریقین میں سے ایک کے ساتھ ہے۔

نبی ﷺ کا فرمان ہے: **"مسلمانوں کے درمیان صلح جائز ہے، مگر ایسی صلح جائز اور درست نہیں جو حلال کو حرام یا حرام کو حلال کر دے"**۔ اسے ابوداود اور ترمذی نے روایت کیا ہے، اور ترمذی نے اسے حسن صحیح اور حاکم نے صحیح کہا ہے۔

[۱] اگر عین کے بدلے دوسرے عین یا عین کے بدلے دَین پر صلح کرے، تو: جائز ہے۔	[۲] اگر اس پر واجب الادا قرض ہو اور اس کے بدلے عین پر صلح کرے یا دَین کے بدلے جسے جدا ہونے کے قبل قبضہ میں لے لے: تو جائز ہے۔	[۳] یا جائداد کی منفعت یا کسی معلوم چیز پر صلح کرے۔	[۴] یا بعض مؤجل قرض کے بدلے موجودہ قرض پر صلح کرے۔	[۵] یا اس کا اس پر قرض ہو جس کی مقدار دونوں کو معلوم نہ ہو، تو وہ کچھ پر مصالحت کر لیں: ایسا کرنا صحیح ہے۔

نبی ﷺ نے فرمایا: **"کوئی پڑوسی اپنے پڑوسی کو اپنی دیوار میں کیل ٹھوکنے سے نہ روکے"**۔ اسے بخاری نے روایت کیا

وکالت، شراکت، مساقات اور مزارعہ کا باب

وکالت (نیابت) کہتے ہیں: جس کام میں شرعاانسان مداخلت وتصرف کر سکتا ہے اسکو دوسرے کے سپرد کر دینا۔
شراکت((partnership)) کہتے ہیں: دو یا زیادہ اشخاص کا استحقاق یا تصرف میں حقدار ہونا۔
مساقات کہتے ہیں: دو آدمیوں کے درمیان اس عقد کو جس میں پھل کے کچھ حصہ کے بدلے ایک شخص دوسرے کو دیکھ بھال کرنے کے لئے کچھ درخت دے۔
مزارعت کہتے ہیں: دو آدمیوں کے مابین اس عقد کو جس میں ایک شخص دوسرے کو کچھ اناج کے بدلے زمین دے تاکہ وہ اس میں کھیتی کرے۔

[وکالت (نیابت) کے بارے میں فصل]

نبی ﷺ اپنی خاص ضرورتوں اور مسلمانوں سے متعلق ضرورتوں کے لئے دوسروں کو اپنا وکیل (نائب) بنایا کرتے تھے، لہٰذا دو لوگوں [وکیل اور موکل] کے درمیان اس طرح کا عقد کرنا جائز ہے۔

[١] یہ ہر اس چیز میں ہو گا جس میں نیابت کرنا صحیح ہے:

[أ] حقوق اللہ میں، جیسے: زکوٰۃ اور کفارہ وغیرہ کی تقسیم کرنا۔

[ب] حقوق العباد میں، جیسے: عقود (معاہدے) اور فسوخ (معاہدہ ختم کرنے) وغیرہ میں۔

[٢] جن میں نیابت صحیح نہیں ہے یہ وہ معاملے ہیں جو انسان کے اوپر متعین ہیں اور جن کا تعلق خاص طور پر اس کے بدن سے ہے، جیسے: نماز، طہارت، حلف، بیویوں کے درمیان تقسیم، اور ان جیسی چیزیں = تو اس میں وکالت جائز نہیں ہے۔

اور وکیل (نائب) کو جس چیز کی اجازت خواہ نطقا یا عرفا نہیں ہے اس میں وہ تصرف نہیں کر سکتا۔
جُعل (حق محنت، فیس، انعام) یا کسی اور چیز کے بدلے وکیل بنانا جائز ہے۔
اور یہ بقیہ امانت داروں کی طرح ہے، اس پر کوئی ضمان نہیں ہے الا یہ کہ وہ زیادتی یا تفریط کرے، اور اس سے انکار کرنے کی صورت میں قسم کھانے پر اس کی بات مان لی جائے گی، اور امانت داروں میں سے اگر کوئی رد کا دعوی کرے، تو:

[١] اگر یہ جعل کے ذریعہ ہو تو: بلا دلیل قبول نہیں کیا جائے گا۔

[٢] اور اگر یہ تبرعا ہو تو: قسم کھانے پر اس کی بات تسلیم کر لی جائے گی۔

[شراکت کے بارے میں فصل]

نبی ﷺ کا فرمان ہے: **"اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میں دو شریکوں کا تیسرا ہوں جب تک کہ ان دونوں میں سے کوئی ایک دوسرے کے ساتھ خیانت نہ کرے، اور جب کوئی اپنے ساتھی کے ساتھ خیانت کرتا ہے تو میں ان کے درمیان سے ہٹ جاتا ہوں"**۔ اسے ابوداود نے روایت کیا ہے۔ لہٰذا شراکت کی سبھی قسمیں جائز ہیں۔
اور اس میں ملکیت اور فائدہ اسی بنیاد پر ہو گا جس پر ان دونوں نے اتفاق کیا ہو، بشرطیکہ: یہ ایک متعین اور معروف حصہ کی بنیاد پر ہو؛ [جیسے دونوں میں سے ہر ایک کو نفع کا آدھا آدھا حصہ ملے گا]۔

اسی میں داخل ہے:

[۱] **شراکت عِنان:** یعنی دونوں مل کر مال بھی لگائیں اور محنت بھی کریں۔

[۲] **شراکت مضاربت:** یعنی دونوں میں سے ایک کا مال ہو اور دوسرے کی محنت ہو۔

[۳] **شراکت وجوہ:** یعنی: اپنے تعلقات کی بنا پر لوگوں سے ادھار پر خرید کر فروخت کرنا۔

[۴] **شراکت ابدان:** یعنی دو لوگ اپنے جسموں کا استعمال کرتے ہوئے مباح چیزیں جیسے گھاس یا اس جیسی چیز جس میں ساتھ مل کام کرنا ممکن ہو کے ذریعہ کمائی کریں

[۵] **شراکت مفاوضہ:** یہ ان تمام کو شامل ہے۔

یہ سبھی جائز ہیں۔

مگر جب اس میں کسی ایک کی جانب سے ظلم یا دھوکہ داخل ہو جائے تو فاسد ہو جاتا ہے، جیسے دونوں میں سے ہر ایک کے لئے ایک ایک متعین وقت کا فائدہ خاص ہو، یا کسی ایک سامان کا یا کسی ایک سفر کا کا فائدہ کسی شخص کے لئے خاص ہو، یا اس کے مشابہ کوئی معاملہ ہو۔

[مساقات اور مزارعہ کے بارے میں فصل]

یہ عمل مساقات اور مزارعہ کو بھی فاسد کر دیتا ہے [اگر وہ غیر معلوم شے میں ہو، جیسے کہے: میں اس پیڑ کے کچھ پھل یا سو کیلو کے بدلے اس کو سیراب کروں گا، تو ایسا کرنا صحیح نہیں ہے، کیونکہ یہ غیر معروف ہے]۔

رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ: ”لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں نہر کے کناروں پر اور نالیوں کے سروں پر کی پیداوار پر زمین کرایہ پر چلاتے تھے تو بعض اوقات ایک چیز تلف ہو جاتی اور دوسری بچ جاتی اور کبھی یہ تلف ہو جاتی اور وہ بچ جاتی، تو لوگوں کو کچھ کرایہ نہ ملتا مگر وہی جو بچ رہتا، اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا۔ لیکن اگر کرایہ کے بدلے کوئی معین [معروف] چیز ہو جس کی ذمہ داری ہو سکے تو اس میں کوئی قباحت نہیں ہے“۔ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

اور **”نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل خیبر سے یہ معاملہ کیا تھا کہ جو پیداوار ہو پھل یا اناج اس میں سے نصف ہمارا اور نصف تمہارا“۔**

[۱] **درخت کی مساقات (سیرابی)** یہ ہے کہ: معروف اور متعین پھل کے بدلے اسے کسی کام کرنے والے شخص کو دیدے جو اس کی دیکھ بھال کرے۔

[۲] **اور مزارعت:** یہ ہے کہ کسی کھیتی کرنے والے شخص کو معروف اور متعین اناج کے بدلے کھیتی کے لئے دے۔

اور ان میں سے ایک ہر ایک کو: عرف کے مطابق اور اس شرط پر دیا جائے گا جس میں کوئی جہالت نہ ہو۔

اگر کوئی اپنا چوپایہ کسی دوسرے شخص کو کام کے لئے دے، اور اس سے ہونے والا منافع دونوں بانٹ لیں: تو جائز ہے۔

مَوَات (بنجر زمین) کو اِحیاء (آباد) کرنے کا باب

مَوَات کا مطلب ہے: جو کسی کے دائرۂ اختیار سے دور ہو (جیسے پانی بہنے کے راستے یا چراگاہوں والے علاقے) یا کسی معصوم الدم (مسلم، یا ذمی، یا مُعاہد یا مستأمن) کی ملکیت میں نہ ہو۔
اِحیاء (آباد کرنا): ہر وہ چیز جس کو لوگ آباد کرنا تصور کرتے ہوں وہ آباد کرنا ہے، اور جو اس کے برعکس ہو تو برعکس مانا جائے گا۔

یہ ہر اس بنجر زمین کو کہتے ہیں جس کا کوئی معلوم و معروف مالک نہ ہو۔
لہٰذا جس نے اس کو آباد کیا: دیوار گھیر کر، یا کنواں کھود کر، یا وہاں تک پانی لے جا کر یا ایسی چیز سے روک کر جس کی اس کے ساتھ زراعت نہیں ہوتی تو وہ اس تمام کا مالک ہو گا، سوائے ظاہری معادن (کھان) کے، ابن عمر رضی اللہ عنہ کی اس حدیث کی وجہ سے: **"جس نے کوئی ایسی زمین آباد کی، جس پر کسی کا حق نہیں تھا تو اس زمین کا وہی حقدار ہے"**۔ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔
اور اگر بنجر زمین کو پتھر سے گھیر دے، جیسے: اس کے ارد گرد پتھر رکھ دے، یا کوئی کھودے تو لیکن پانی کی تہ تک نہ پہنچے، یا زمین کاٹ لی جائے تو وہ اس کا زیادہ حقدار ہے [کیونکہ اسے آباد کرنے کی شروعات کی گرچہ اسے مکمل نہ کر سکا]، لیکن وہ اس وقت تک اس کا مالک نہیں ہو گا جب تک مذکورہ صفات کے مطابق اسے آباد نہ کرے، [لیکن اگر وہ آباد کرنے میں تاخیر کرے اور کوئی دوسرا شخص اسے آباد کرنے کی خواہش ظاہر کرے تو اسے مہلت دی جائے گی]۔

جَعَالہ اور اجارہ کا باب

جَعَالہ (انعام، حق محنت): یہ ہے کہ اپنے لئے کام کرنے والے شخص کے لئے کوئی متعین اجرت اور انعام مقرر کر دے، چاہے وہ کام معلوم ہو یا نا معلوم ہو، اس کی مدت متعین ہو یا غیر متعین ہو۔
اجارہ (مزدوری): یہ ہے کہ معلوم منفعت یا معلوم عمل پر کسی سے کوئی معاہدہ کرے۔

اور یہ دونوں، یعنی: جعل یہ ہے کہ کہ اپنے لئے کوئی معلوم یا مجہول کام کرنے والے شخص کے لئے انعام متعین کر دینا، جبکہ اجارہ میں یہ **عمل معلوم** ہونا چاہیے، یا اس منفعت پر جو ذمہ میں ہو۔

معلوم، مندرجہ ذیل طریقوں سے ہو گا:

[۱] تعیین: یعنی: عدد اور وصف واضح ہو۔	[۲] مُشاع: یعنی: حصہ اور نسبت واضح ہو۔

جس نے وہ کام کیا جس کے بدلے انعام رکھا گیا تھا: تو وہ اس بدلہ کا مستحق ہے، ورنہ نہیں۔
الا یہ کہ اجارہ میں اگر کوئی کام کرنا مشکل ہو جائے تو انجام دیے گیے کام کے مقدار میں اس کو بدلہ دیا جائے گا۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعا روایت ہے کہ: "اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ تین طرح کے لوگ ایسے ہوں گے جن کا قیامت کے دن میں مدعی بنوں گا، ایک وہ شخص جس نے میرے نام پر عہد کیا اور وہ توڑ دیا، وہ شخص جس نے کسی آزاد انسان کو بیچ کر اس کی قیمت کھائی اور وہ شخص جس نے کوئی مزدور اجرت پر رکھا، اس سے پوری طرح کام لیا، لیکن اس کی مزدوری نہیں دی"۔ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔ اور جعالہ، اجارہ سے وسیع ہے، کیوں کہ:

[۱] یہ قربت والے اعمال میں بھی جائز ہے۔

[۲] یہ معلوم اور مجہول دونوں طرح کے کاموں میں جائز ہے۔

[۳] یہ جائز عقد ہے، اجارہ کے برخلاف [کیونکہ اجارہ واجب عقد ہے]۔

کرائے کی چیز کسی ایسے شخص کو کرایہ پر دینا جائز ہے جو اس کی جگہ لے لے، لیکن نقصان پہنچانے کی خاطر اس سے زیادہ کے ساتھ نہیں۔ ان دونوں میں کوئی ضمان نہیں، اگر زیادتی نہ ہو تو [یعنی: ایسا کام جو ناجائز ہو] اور نہ ہی تفریط [یعنی: واجب عمل کو ترک کر دے]۔ اور حدیث میں ہے کہ: "مزدور کو اس کا پسینہ سوکھنے سے پہلے اس کی اجرت دے دو"۔ اسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

جس نے کسی کے لئے بنا عقد (معاہدہ) کے کام کیا تو اس کو کچھ بھی نہیں ملے گا، سوائے تین حالتوں کے:

[۱] معصوم کے مال کو ہلاکت سے بچانا۔

[۲] آبق یعنی آقا سے بھاگے ہوئے غلام کو واپس لوٹانا۔

[۳] جب کوئی انسان اپنے نفس کو کام کے لئے تیار کر لے۔

لُقطہ اور لَقیط کا باب

[لقطہ کے بارے میں فصل:]

لقطہ کہتے ہیں: ایسے مال یا مخصوص شے کو جو مالک سے گم ہو جائے اور عام لوگوں کے نزدیک جس کی اہمیت ہو۔

اور اس کی تین قسمیں ہیں:

[۱] **پہلی:** جس کی قیمت کم ہو، جیسے: کوڑا اور روٹی یا اس جیسی کوئی شے = تو بلا تعارف کے وہ اس کا مالک ہو گا [اسی طرح وہ چیزیں جس کو لوگ فالتو سمجھ کر پھینک دیتے ہیں، جیسے: ٹوٹی ہوئی کرسی یا برتن وغیرہ]۔

[۲] **دوسری:** وہ آوارہ اور بھٹکے ہوئے جانور جو چھوٹے درندوں سے خود کی حفاظت کر سکتے ہیں، جیسے: اونٹ [اور بڑے بیل یا گھوڑے]، تو اس کا پکڑنا حرام ہے، الا یہ کہ غالب گمان یہ ہو کہ اس کا مالک اس کو نہیں پا سکے گا [= تو محض مطلقا اس کو پکڑنے کی وجہ سے وہ اس کا مالک نہیں ہو جائے گا۔

[۳] **تیسری:** جو اس کے سوا ہو، [لوگوں کے نزدیک جس کی قیمت اونچی ہوتی ہے جیسے: مال یا ایسا جانور جو چھوٹے درندوں سے خود کی حفاظت نہیں کر سکتے] = تو اس کو اٹھانا اور پکڑنا جائز ہے، اور سال بھر پہچنوانے کے بعد وہ اس کا مالک ہو جائے گا، [اگر یہ خوف ہو کہ اس مدت میں جانور کی قیمت سے بھی زیادہ اس پر خرچ ہو جائے گا تو اس کی صفات کو محفوظ کر کے اسے بیچ دے اور اس کی قیمت کو اس کے مالک کے لئے رکھ چھوڑے]۔

زید بن خالد الجہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے لقطہ کے بارے میں پوچھا، تو آپ نے فرمایا: **"اُس کی تھیلی اور تسمہ پہچان رکھو پھر سال بھر تک لوگوں سے دریافت کرتے رہو اگر اس کا مالک آجائے تو بہتر ورنہ تمہارا اختیار ہے"**۔ اُس نے پوچھا: گمشدہ بکری کے بارے میں کیا حکم ہے؟ آپ نے فرمایا: **"وہ تمہارے بھائی کی ہے یا پھر بھیڑیے کی"**۔ اس نے گمشدہ اونٹ کے بارے میں دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: **"تمہیں اس سے کیا سروکار؟ اس کا پانی اور اس کے جوتے اس کے پاس ہیں۔ گھاٹ پر آکر پانی پی لے گا اور درختوں کے پتے کھالے گا یہاں تک کہ اس کا مالک آکر اسے لے لے"**۔ متفق علیہ۔

کیا لقطہ اٹھانا افضل ہے؟ اس سے بچنا بہتر ہے، لہٰذا اسے اس کے حال پر چھوڑ دے، الا یہ کہ کوئی ایسا شخص ہو جسے اپنی قوت اور قدرت پر بھروسہ ہو کہ وہ اس کی تشہیر کرے گا۔

مکہ کے لقطہ کا کیا حکم ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **"اس کی گری پڑی چیز اٹھائی نہ جائے مگر وہ شخص اٹھائے جو بتاتا پھرے کہ جس کی ہو اسے دے دے"**، یعنی زمانے بھر اس کی تشہیر کرتا رہے یا پھر اسے حاکم کو سونپ دے۔

[لقیط کے بارے میں فصل]

لقیط کہتے ہیں: ایسے پھینکے ہوئے بچہ کو جس کا نسب یا رقّ (غلامی) معلوم نہ ہو۔ یعنی اس کے اہل خانہ اسے پالنا نہیں چاہتے ہوں، نہ کہ وہ بچہ جو اپنے گھر والوں سے بھٹک گیا ہو۔

لقیط کو اٹھانا اور اس کی پرورش کرنا: فرض کفایہ ہے، گر بیت المال معذور ہو تو پھر اس کی حالت جاننے والوں پر منحصر ہے۔

مسابقہ یا مغالبہ کا باب

اس کی تین قسمیں ہیں:

[۱] وہ قسم جو عوض اور بلا عوض دونوں طرح سے جائز ہے، جو کہ: گھوڑے، اونٹ اور تیر اندازی کا مسابقہ ہے

[۲] وہ قسم جو بلا عوض جائز ہے جبکہ مع عوض نا جائز ہے، اور یہ: وہ تمام مقابلے ہیں جو سابقہ تینوں قسموں کے علاوہ ہو

[۳] نرد، شطرنج اور ان جیسی چیزوں کے علاوہ سبھی مطلقا حرام ہیں [اس لئے کہ دل اسی میں لگا رہتا ہے اور یہ انسان کو غافل کر دیتا ہے]، اور یہ تیسری قسم ہے۔

اس حدیث کی وجہ سے: **"اونٹ دوڑ، گھوڑ دوڑ اور تیر اندازی کے سوا کسی مقابلے میں شرط لگانا درست نہیں ہے"**۔ اسے احمد اور ثلاثہ (ابوداود، ترمذی اور نسائی) نے روایت کیا ہے۔ اس کے علاوہ جو بھی ہے: قمار بازی اور جوا میں داخل ہے۔

یہ معلوم ہونا ضروری ہے کہ مباح میں جب ضرر شامل ہو جائے تو وہ حرام ہو جاتا ہے:

لہٰذا گھوڑا، اونٹ اور تیر اندازی کا مسابقہ اگر جماعت کے وقت میں کیا جائے تو یہ حرام ہوگا۔

اور اگر یہ دشمنی، نفرت، جنون اور تعصب کی طرف لے جائے تو بھی حرام ہوگا۔

مسابقۂ حیوانات:

بذات خود حیوانات کے مقابلوں کے لئے یہ شرط ہے کہ اس سے انہیں کوئی گزند نہ پہنچتی ہو، اور اگر اس مقابلہ سے حیوانات کو نقصان پہنچتا ہو تو وہ حرام ہو گا، جیسے: مرغ بازی، مینڈھے اور بیلوں کی آپسی لڑائی کروانا۔

مکہ بازی (باکسنگ) کا حکم:

جائز نہیں ہے، کیونکہ:

اسمیں خاص طور پر چہرے پر مارا جاتا ہے، جس سے منع کیا گیا ہے۔

یہ خطرناک ہے۔

لیکن اگر کوئی انسان محض ورزش کی خاطر اس کی مشق کرتا ہے، چہرہ پر نہ مارنے کا خیال رکھتے ہوئے، تو جائز ہے۔

غصب کا باب

یہ یعنی غصب: دوسرے کے مال پر ناجائز قبضہ کرنا ہے۔

اور یہ حرام ہے اس حدیث کی وجہ سے: **"جس کسی نے زمین کی ایک بالشت (بھی) ظلم کرتے ہوئے کاٹ لی، قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اسے سات زمینوں سے اس کا طوق (بناکر) پہنائے گا"**۔ متفق علیہ۔

اور اس پر واجب ہے:

[۱] اسے اس کے مالک کو واپس کر دینا، چاہے جرمانہ کئی گنا ہی کیوں نہ ہو۔

[۲] اس نقصان کی بھرپائی کرنا۔

[۳] اس کے ہاتھ میں رہنے کی مدت تک کی اجرت دینا۔

[۴] اور اگر یہ مطلق طور پر تلف ہو چکا ہو تو اس کا بدلہ دینا۔

اور اس میں ہوئی نمو و زیادتی صاحب مال کی ہو گی۔

اگر وہ شے زمین ہو اور اس نے اس پر پیڑ لگایا ہو یا عمارت بنائی ہو، تو وہ عمارت صاحب زمین کی ہو گی، اس حدیث کی وجہ سے: **"کسی ظالم شخص کی رگ کا کوئی حق نہیں"**۔ اسے ابو داود نے روایت کیا ہے۔

اور جس کے پاس غاصب کا مال منتقل ہو کر آیا ہو اور اس کی خبر ہو تو اس کا حکم بھی غاصب جیسا ہی ہو گا۔

عاریت اور ودیعت کا باب

[عاریت]

عاریت کہتے ہیں: مباح منفعت کو، [اور ضروری ہے کہ یہ نفع مباح وجائز ہو، جیسے کتاب کو عاریتاً لینا]۔

اور یہ مستحب ہے، احسان اور بھلائی میں داخل ہونے کی وجہ سے، نبی ﷺ نے فرمایا: **"ہر بھلائی صدقہ ہے"**۔

[١] اور اگر:

[ا] ضمان کی شرط لگادی جائے: تو وہ ضامن ہوگا۔

[ب] یا زیادتی یا تفریط کرے: تو ضامن ہوگا۔

[٢] ورنہ [کوئی ضمان] نہیں۔

[ودیعت]

[ودیعت کہتے ہیں: کسی ایسے شخص کے پاس مال رکھنا جو اس کی حفاظت کرے۔]

جو کسی کے پاس ودیعت رکھے: تو اسی طرح سے اس کی حفاظت کرنا اس پر لازم ہے، اور صاحب مال کی اجازت کے بنا اس سے فائدہ نہ اٹھائے، [اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ بینک میں رکھا ہوا پیسہ ودیعت نہیں ہے، بلکہ وہ قرض ہے]۔

مستعیر (جسے کوئی شے عاریتاً دی گئی ہو) پر عاریت لوٹانا کب واجب ہے؟

[١] جب مدت ختم ہو جائے۔

[٢] جب اس کا مالک طلب کرے۔

[٣] جب اس کی چوری کا خوف ہو۔

[٤] جب مستعیر سفر کرنے والا ہو۔

[٥] جب انتفاع مکمل ہو جائے۔

شفعہ کا باب

شفعہ کہتے ہیں: کسی شریک کا دوسرے شریک سے بذریعہ فروخت وغیرہ منتقل ہونے والا حصہ طلب کرنے کو۔

اور یہ حق صرف اس جائداد غیر منقولہ کے ساتھ مخصوص ہوتا ہے جس کی تقسیم نہیں ہوئی ہو، جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث کی وجہ سے: "نبی ﷺ نے ہر اس چیز میں شفعہ کا حق دیا تھا جو ابھی تقسیم نہ ہوئی ہو۔ لیکن جب حدود مقرر ہو گئیں اور راستے بدل دیئے گئے تو پھر حق شفعہ باقی نہیں رہتا"۔

شفعہ کو ختم کرنے کے لئے حیلہ اختیار کرنا جائز نہیں ہے۔

اگر حیلہ اختیار کیا گیا ہو تو یہ حق ساقط نہیں ہوگا، اس حدیث کی وجہ سے: **"عملوں کا دارومدار نیتوں پر ہے"**۔

پڑوسی کو اس حالت میں شفعہ کا حق حاصل ہوگا جب دونوں کا راستہ ایک ہو، یا کسی ایسی چیز میں جس میں دونوں شراکت دار ہوں ورنہ اس کو شفعہ کا کوئی اختیار نہیں ہوگا۔

الشیخ هيثم بن محمد سرحان حفظه الله

شفعہ کی مثال: دو آدمی ایک زمین میں شریک ہوں، ان دونوں میں سے ایک تیسرے شخص سے اپنا حصہ بیچتا ہے، تو ایسی صورت میں وہ شریک جس نے اپنا حصہ نہیں بیچا ہے اس کو یہ حق حاصل ہے کہ اس حصہ کو زبردستی خریدار سے اسی قیمت پر لے لے، اور اسے اپنی ملکیت کے ساتھ ملا لے، اور اس طرح سے ساری زمین اس پہلے شریک کی ہو جائے گی جس نے اپنا حصہ نہیں بیچا ہے۔

وقف کا باب

وقف کہتے ہیں: اصل چیز روک کر اس سے حاصل ہونے والا نفع کو خیر و بھلائی کی راہ میں خرچ کرنا۔

یہ سب سے افضل اور انفع قربات میں سے ہے، اگر یہ بطور نیکی ہو اور ظلم سے پاک ہو، اس حدیث کی وجہ سے: **"جب بندہ وفات پا جاتا ہے تو اس کے سارے اعمال منقطع ہو جاتے ہیں، سوائے تین چیزوں کے: صدقۂ جاریہ، یا ایسا علم جس کا فائدہ اٹھایا جائے، یا نیک اولاد جو اس کے لئے دعاء خیر کرے"**۔ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ: خیبر کی کچھ زمین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو مال غنیمت کے حصے کے طور پر ملی تو وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مشورہ کی خاطر حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میں نے خیبر میں اپنے حصے کی ایسی زمین پائی ہے کہ اس سے زیادہ بہتر و عمدہ مال مجھے کبھی نہیں ملا ہے اور اب آپ مجھے حکم فرمائیے کہ میں اس بارے میں کیا کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **"اگر تم یہی چاہتے ہو تو اصل زمین کو وقف کر دو اور اس سے جو کچھ پیدا ہو، اسے بطور صدقہ تقسیم کر دو"**، چنانچہ حضرت عمر نے اس زمین کو اس شرط کے ساتھ وقف کر دیا کہ اصل زمین کو نہ تو فروخت کیا جائے نہ ہبہ کیا جائے اور نہ اسے کسی کی میراث قرار دی جائے اور اس کی پیداوار کو بطور صدقہ اس طرح صرف کیا جائے کہ اس سے فقیروں قرابتداروں کو نفع پہنچایا جائے اور غلاموں کی مدد کی جائے، اللہ کی راہ میں اور مسافروں پر خرچ کیا جائے، اور مہمانوں کی مہمانداری کی جائے اور اس زمین کا متولی بھی معروف طریقہ سے اس میں سے کھائے، اپنے دوستوں کو کھلائے، بشرطیکہ مال جمع کرنے کا ارادہ نہ ہو"۔ متفق علیہ۔

اور یہ ایسے قول [اور فعل] کے ذریعہ منعقد ہو گا جو وقف کرنے پر دلالت کرے۔

وقف کے مصارف اور شرطوں میں واقف کی ان شرطوں کا خیال رکھا جائے گا جو شریعت کے موافق ہوں۔

اور اسے بیچا نہیں جائے گا الا یہ کہ اس کا منافع معطل ہو جائے، تو اسے بیچ دیا جائے گا، اور اسی کے مثل یا اس سے کچھ کم خرید کر وقف کر دیا جائے گا۔

وقف کے اقسام:

[۱] **کسی جہت کے لئے:** ضروری ہے کہ یہ نیکی کی بنیاد پر ہو۔	[۲] **کسی معین شے کے لئے:** اس کے لئے شرط ہے کہ اس میں کوئی گناہ نہ ہو۔

وقف اور وصیت کے مابین فرق:

وقف:	وصیت:
یہ عقد حاضر ہے۔	یہ موت سے معلق عقد ہے۔
یہ سبھی مال میں ہو سکتا ہے۔	یہ ثلث یا اس سے بھی کم میں ہو گا۔
یہ وارث اور غیر وارث سبھی کے لئے ہو سکتا ہے۔	یہ وارث کے لئے نہیں ہو گا۔

[عقود تبرع]: ہبہ، عطیہ اور وصیت کا باب

یہ عقود تبرعات (عطیہ کے معاہدوں) میں سے ہے:

[۱] **ہبہ کہتے ہیں:** حیات اور صحت مندی کی حالت میں مال کا تبرع کرنا۔	[۲] **عطیہ کہتے ہیں:** خوفناک مرض الموت میں مال کا تبرع کرنا۔	[۳] **وصیت کہتے ہیں:** وفات کے بعد مال کا تبرع کرنا۔

مرض اور بیماری کی قسمیں:

[۱] **مخیف:** جس میں سلامتی سے زیادہ ہلاکت کا خوف ہو۔	[۲] **غیر مخیف:** جس میں ہلاکت سے زیادہ سلامتی کا امکان ہو۔

یہ سبھی احسان اور بھلائی میں داخل ہیں۔

[۱] **ہبہ:** یہ راس المال میں سے ہوتا ہے۔	**[۲] عطیہ اور وصیت:**	
	[ا] ثلث یا اس سے کم میں غیر وارثین کے لئے۔	[ب] جو ثلث سے زیادہ ہو یا وارث کے لئے ہو: تو یہ عقلمند وارثوں کی اجازت پر موقوف ہوگا۔

ان تمام میں سبھی اولاد کے بیچ عدل کرنا واجب ہے، اس حدیث کی وجہ سے: ”**اللہ سے ڈرو اور اپنے بچوں کے درمیان عدل سے کام لو**“۔ متفق علیہ۔

ہبہ کو قبول کر لینے اور قبضہ میں لے لینے کے بعد اس کو واپس لینا حلال نہیں ہے، اس حدیث کی وجہ سے: ”**اپنے ہبہ کو واپس لینے والا اس کتے کی طرح ہے جو قے کرتا ہے اور پھر اسی قے کو کھا لیتا ہے**“۔ متفق علیہ۔

ایک دوسری حدیث میں ہے: ”**کسی شخص کے لیے جائز نہیں ہے کہ کسی کو کوئی عطیہ دے اور پھر اسے واپس لوٹا لے، سوائے والد کے کہ وہ بیٹے کو دے کر اس سے لے سکتا ہے**“۔ اسے اہل سنن نے روایت کیا ہے۔

”**اور نبی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ہدیہ قبول کیا کرتے تھے اور اس کا بدلہ دیا کرتے تھے**“۔

اور [آزاد مسلم] والد کو یہ حق حاصل ہے کہ اپنے بیٹے کے مال میں سے جو چاہے لے لے، جب تک وہ: [۱] اسے نقصان نہ پہنچائے، [۲- یا اسے اس کی ضرورت ہو]، [۳] یا لے کر کسی دوسرے بیٹے کو دے دے، [۴] یا یہ دونوں میں سے کسی ایک کے مرض الموت میں ہو، اس حدیث کی وجہ سے: ”**تم اور تمہارا مال تمہارے والد کا ہے**“۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوعا روایت ہے کہ: ”**کسی مسلمان کے لیے جس کے پاس کوئی ایسی چیز ہو جس میں اسے وصیت کرنی ضروری ہو مناسب نہیں کہ وہ دو راتیں ایسی گزارے جس میں اس کے پاس اس کی لکھی ہوئی وصیت موجود نہ ہو**“۔ متفق علیہ۔

اور حدیث میں ہے کہ: ”**اللہ تعالیٰ نے ہر حقدار کو اس کا حق دے دیا ہے، لہذا کسی وارث کے لئے کوئی وصیت نہیں**“۔ اسے اہل سنن نے روایت کیا ہے۔

اور ایک حدیث میں یہ لفظ ہے: **"الا یہ کہ وارثین چاہیں"**۔
جس کے پاس کوئی ایسی چیز نہ ہو جو اس کے وارثوں کو غنی کر دے تو وہ وصیت نہ کرے بلکہ سبھی ترکہ کو وراثین کے لئے چھوڑ دے۔ جیسا کہ نبی کریم صَلَّىٰ ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کا فرمان ہے: **"اگر تو اپنے وارثوں کو اپنے پیچھے مالدار چھوڑ جائے تو یہ اس سے بہتر ہو گا کہ محتاجی میں انہیں اس طرح چھوڑ کر جائے کہ وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے پھریں"**۔ متفق علیہ۔
اور ہر حال میں خیر مطلوب ہے۔

جنہیں تصرف کا اختیار ہے وہ چار ہیں:

[۴] ولی:	[۳] ناظر:	[۲] وصی:	[۱] وکیل:
جسے شارع نے تصرف کا اختیار دیا ہے، جیسے یتیم کا ولی۔	جسے وقف میں تصرف کا اختیار دیا گیا ہو۔	جسے موت کے بعد تصرف کا اختیار دیا گیا ہو۔	جسے حالت حیات میں تصرف کی اجازت دی گئی ہو۔

وصیت کا نمونہ:

اس کی وصیت کی ہے: .... (اپنا نام ذکر کرے: فلاں بن فلاں)، جو گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی حقیقی معبود نہیں وہ تنہا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اور محمد صَلَّىٰ ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اس کے بندہ اور رسول ہیں۔
میں اپنی اولاد، اپنے اہل خانہ اور اپنے رشتہ داروں کو اللہ عَزَّوَجَلَّ کا تقویٰ اختیار کرنے کی وصیت کرتا ہوں۔
میرے اوپر جو قرض ہے اسے ادا کرنے کی وصیت کرتا ہوں، جس کی مقدار ہے: ....
اور میں وصیت کرتا ہوں (اگر اس نے مال چھوڑا ہو) اتنا مال: .... (مقدار ذکر کرے جو کہ ایک تہائی سے کم ہو)
فلاں کے لئے: .... (وارثین کو چھوڑ کر اس شخص کا ذکر کرے جس کے لئے وصیت کرنی ہو)۔
اور میں اپنے غسل، تدفین اور تعزیت میں اتباع سنت کی وصیت کرتا ہوں۔
(پھر وصیت پر دستخط کرے، تاریخ لکھے، اور اس پر گواہ رکھ لے)۔

کتاب البیوع سے سوالات

سوال:	صحیح	غلط
بیع کی شروط اور بیع کے اندر شروط میں جو فروق ہیں، وہی فروق دوسرے عقود جیسے نکاح میں بھی ہوں گے	☐	☐
کسی معاہدہ کی تمام شرائط اس کے مطلق ہونے کے منافی ہوتی ہیں، کیونکہ اس کے مطلق ہونے کا مطلب ہے کہ اس میں کوئی شرط نہ ہو	☐	☐
معاملات میں اصل حلت ہے الا یہ کہ کوئی ایسی دلیل آجائے جو اسے حرام قرار دے	☐	☐
معاملات کے باب میں امام مالک کا مذہب اہل سنت کے مذہب کے سب سے زیادہ قریب ہے	☐	☐
آپ معاملات کے باب میں امام مالک کا کوئی بھی قول دیکھ لیں تقریباً امام احمد سے ویسی ہی روایت مروی ملے گی جو امام مالک کے مذہب کے موافق ہوگی	☐	☐
معاہدہ کی خلاف ورزی کرنے والی کوئی بھی شرط باطل ہے	☐	☐
تمام معاہدے ویسے ہی کئے جائیں گے جو عرف عام کے مطابق ہو	☐	☐
اگر حالت مجہول ہو تو خریدار کو اختیار ہوگا	☐	☐
شریعت نے ہر اس باب کو بند کر دیا ہے جس کے ذریعہ سود تک پہنچا جا سکتا ہو	☐	☐
کفر کو چھوڑ کو ایسی کوئی معصیت نہیں ہے جس کی سزا سود کی طرح سنگین ہو	☐	☐
دونوں فریقین کی طرف سے عقد لازم کو فریقین کی رضامندی یا شرعی سبب کے ذریعہ ہی فسخ کیا جا سکتا ہے	☐	☐
جس کی رضامندی لینا شرط نہیں ہے اس کا جاننا بھی شرط نہیں ہے	☐	☐
خرید و فروخت کرنے والے دونوں کو یا دونوں میں سے ایک کو خیار مجلس ختم کرنے کا اختیار ہے	☐	☐
دو خرید و فروخت کرنے والوں میں سے ایک اگر ایمانداری اور وضاحت کی خلاف ورزی کرتا ہے تو شریعت دوسرے کے حق کو محفوظ رکھتا ہے	☐	☐
انسان کبھی کبھی کوئی سامان بنا سوچے سمجھے خریدتا یا بیچتا ہے، تو شریعت نے اس کا حق محفوظ رکھا ہے	☐	☐
تعارض کے وقت مسلمان پر واجب ہے کہ وہ جس پر اعتماد کرتا ہے اور امانت دار سمجھتا ہے اس سے نصیحت حاصل کرے	☐	☐
بنجر زمین کو آباد کرنے کے لئے امام وقت کی اجازت لینا شرط ہے	☐	☐
لقطہ کو لوگوں کی بھیڑ والی جگہوں میں سال بھر پہنچوانا ضروری ہے	☐	☐
وقف ایک جائز معاہدہ ہے جسے منسوخ کیا جا سکتا ہے	☐	☐

غلط	صحیح	سوال:
☐	☐	❁ ہبہ میں اولاد کے درمیان عدل کرنا واجب ہے
☐	☐	❁ ایک تہائی مال سے زیادہ کی وصیت کرنا جائز نہیں ہے
☐	☐	❁ وارث کے لئے وصیت کرنا جائز ہے
☐	☐	❁ وصیت دَین (قرض) پر مقدم ہے، اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی وجہ سے: ﴿مِنۢ بَعۡدِ وَصِيَّةٖ يُوصَىٰ بِهَآ أَوۡ دَيۡنٍ﴾ (اس وصیت کے بعد جو تم کرگئے ہو اور قرض کی ادائیگی کے بعد)۔
☐	☐	❁ موت سے قبل ہی وصیت کا مالک بن جائے گا
☐	☐	❁ جس نے مال چھوڑا ہو اس کے لئے وصیت کرنا سنت ہے

❁ شروط فی بیع معتبر ہے: ☐ زمن خیار میں ☐ صرف اس صورت میں جب پہلے سے اتفاق ہو ☐ جب عقد (معاہدہ) ہو جائے ☐ مذکورہ سبھی

❁ اگر ایسی شرط کی مخالفت کرے جو عقد کا تقاضا ہے تو عقد: ☐ صحیح ہوگا ☐ فاسد ہوگا

❁ سود ایک تبادلہ ہے (☐ جس کا نام لیا جائے ☐ جس کا نام نہ لیا جائے) بیع کا

❁ لوگوں کے درمیان رائج کلام اور افعال کی بنیاد مانا جائے گا: ☐ عرف کو ☐ شرع کو ☐ لغت (زبان) کو

❁ مردار کو بیچنا: ☐ جائز ہے ☐ ناجائز ہے

❁ حمل کو اس کی ماں کے پیٹ میں ہی بیچ دینا: ☐ جائز ہے ☐ ناجائز ہے

❁ ایک آدمی کا سامان چوری ہوگیا اور اس نے حصولیابی سے قبل اسے بیچ دیا: ☐ جائز ہے ☐ ناجائز ہے

❁ لین دین اور معاہدے کے نئے طریقے جو عصر حاضر میں پائے جاتے ہیں: ☐ سبھی باطل ہیں، کیونکہ ان پر شریعت کی کوئی نص نہیں ہے ☐ سبھی صحیح ہیں، کیونکہ شریعت نے انہیں حرام نہیں قرار دیا ہے ☐ اصل یہ ہے کہ یہ صحیح ہیں سوائے ان کے جن میں کوئی ایسی چیز پائی جائے جو ان کے بطلان کو واجب کردے

❁ زید نے محمد سے مکہ میں ایک گاڑی بیچی اور یہ شرط لگادی کہ وہ اس گاڑی سے قصیم تک واپس جائے گا: ☐ جائز ہے ☐ ناجائز ہے

❁ زید نے محمد سے ایک گھر بیچا اور یہ شرط لگادی کہ اس میں پائے جانے والے کسی عیب کا وہ ذمہ دار نہیں ہوگا، پھر محمد کو معلوم ہوا کہ گھر میں عیب ہے، تو: ☐ اسے (بیع فسخ کرنے کا) اختیار ہے ☐ اسے اختیار نہیں ہے

❁ بیع کرنے والوں پر واجب ہے: ☐ سچائی اور وضاحت ☐ باطنی عیوب کو چھپانا

❁ زید نے خالد سے ایک گاڑی خریدی اس بنیاد پر کی یہ ایر کنڈیشنڈ ہے، پھر واضح ہوا کہ ایسا نہیں ہے تو یہ بیع: ☐ صحیح ہے ☐ باطل ہے ☐ اگر زید راضی ہو جائے تو صحیح ہے

❁ شرعی احکام (☐ مقدم ہیں ☐ غیر مقدم ہیں) ان چیزوں پر جن پر لوگ آپسی معاہدہ میں متفق ہوتے ہیں۔

۞ محمد کا عمر پر دس ہزار ریال قرض ہے اور عمر اس سے انکار کرتا ہے، تو محمد اس سے کہتا ہے کہ: قرض کا اقرار کر لو تو میں تجھے اس میں سے تین ہزار ریال دوں گا، تو عمر نے قرض کا اقرار کر لیا، تو ایسا کرنا: □ صحیح ہے □ صحیح نہیں ہے

۞ تعارض کے وقت مصلحت: □ عامہ □ خاصہ، کو مقدم کیا جائے گا

۞ محمد نے احمد کو اپنی جانب سے دو دن کا روزہ رکھنے کا وکیل (نائب) بنایا، ایسا کرنا: □ جائز ہے □ جائز نہیں ہے

۞ شراکت عنان میں: □ دونوں شریک مال بھی لگاتے ہیں اور محنت بھی کرتے ہیں □ ایک مال لگاتا ہے دوسرا محنت کرتا ہے □ دونوں شریک مل کر مال لگاتے ہیں، اور ایک کام کرتا ہے جبکہ دوسرا اس کا تعاون کرتا ہے

۞ شراکت مفاوضہ کا (ربح) فائدہ: □ مال کے بقدر ہوگا □ جس کی دونوں شراکت داروں نے شرط رکھی ہو □ ربح مثل

۞ محمد اور علی نے مل کر دودھ کی فیکٹری لگائی اور دونوں نے اتفاق رائے سے یہ شرط رکھی کہ دہی کا فائدہ محمد کو ملے گا اور بقیہ مصنوعات کا فائدہ دونوں آپس میں آدھا آدھا بانٹیں گے، تو ایسا کرنا: □ صحیح ہے □ صحیح نہیں ہے

۞ اس شخص کو انگور بیچنا جس کے بارے میں معلوم ہو کہ وہ اس کی شراب بنائے گا: □ صحیح ہے □ صحیح نہیں ہے

۞ مجہول شے پر جعالہ (انعام، مختنانہ) رکھنا: □ جائز ہے □ جائز نہیں ہے

۞ کہیں گرے ہوئے چار ڈالر اٹھانا (□ جائز ہے □ جائز نہیں ہے) اور اگر اٹھا لیا تو (□ بنا تعارف کروائے وہ اس کا مالک ہو جائے گا □ اس کو لوگوں کے بیچ سال بھر تعارف کروانا ضروری ہے)

۞ اپنے مالک سے بھٹکے ہوئے اونٹ کو پکڑنا: □ جائز ہے □ جائز نہیں ہے

۞ اپنے مالک سے بھٹکے ہوئے بھیڑ کو پکڑنا: □ جائز ہے □ جائز نہیں ہے

۞ کچھ خاص ماہر تیر اندازوں سے تیر اندازی کا مقابلہ کرنا: □ صحیح ہے □ صحیح نہیں ہے

۞ نوجوانوں کی ایک جماعت نے اس شرط پر فٹبال کھیلنے پر اتفاق کیا کہ ہارنے والی ٹیم جیتنے والی ٹیم کو ڈنر کرائے گی، تو ان کا ایسا کرنا: □ جائز ہے □ جائز نہیں ہے

۞ غاصب نے کسی شخص کی زمین غصب کر کے اس پر پودھا لگا لیا، اب جب زمین کا مالک اسے اکھاڑنے کے لئے کہے تو اسے اکھاڑنا: □ واجب ہے □ حرام ہے □ جائز ہے

۞ حق شفعہ ختم کرنے کے لئے حیلہ اختیار کرنا: □ واجب ہے □ حرام ہے □ جائز ہے

۞ وقف کا شرعی حکم: □ مستحب ہے □ جائز ہے □ واجب ہے

۞ کینسر میں مبتلا شخص نے اپنی بیوی کو زمین کا ایک ٹکڑا دیا، تو یہ: (□ ہبہ □ وصیت □ عطیہ) مانا جائے گا، اور کیا اس کی تنفیذ جائز ہوگی؟ (□ ہاں جائز ہوگی □ نہیں جائز نہیں ہوگی)

۞ بیٹا اپنے باپ کی مرض الموت میں ہی اس کے مال کا مالک بنا دیا جائے گا: □ صحیح □ غیر صحیح

كتاب المواريث

اس کا مطلب ہے: مستحقین کے درمیان ترکہ کو صحیح صحیح تقسیم کرنے کا علم۔
اور اس میں اصل وبنیاد ہے:

[١] اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان: ﴿ يُوصِيكُمُ ٱللَّهُ فِيٓ أَوۡلَٰدِكُمۡۖ لِلذَّكَرِ مِثۡلُ حَظِّ ٱلۡأُنثَيَيۡنِۚ ﴾ (اللہ تعالیٰ تمہیں تمہاری اولاد کے بارے میں حکم کرتا ہے کہ ایک لڑکے کا حصہ دو لڑکیوں کے برابر ہے) سے لے کر: ﴿ تِلۡكَ حُدُودُ ٱللَّهِۚ ﴾ الآیات. (یہ حدیں اللہ کی مقرر کی ہوئی ہیں) تک۔	[٢] اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان: ﴿يَسۡتَفۡتُونَكَ قُلِ ٱللَّهُ يُفۡتِيكُمۡ فِي ٱلۡكَلَٰلَةِۚ ﴾ (آپ سے فتوی پوچھتے ہیں۔ آپ کہہ دیجئے کہ اللہ تعالیٰ (خود) تمہیں کلالہ کے بارے میں فتوی دیتا ہے)۔	[٣] ابن عباس رضی اللہ عنہما کی اس حدیث کے ساتھ: "**اصحاب فرائض کو ان کے مقرر حصے ادا کرو، پھر جو بچ جائے وہ قریبی مرد (عصبہ) کا حصہ ہے**"۔ متفق علیہ۔

مذکورہ آیات کریمہ مع حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما میراث کے اکثر احکام کو شامل ہیں اور ان کی شرطوں کو تفصیل سے بیان کرتی ہیں۔
اللہ تعالیٰ نے مذکر ومؤنث صلبی اولاد، بیٹے کی اولاد، سگے بھائیوں اور اخوہ لغیر ام (ماں کے علاوہ کی طرف سے بھائیوں) کے بارے میں یہ مقرر کیا ہے کہ = جب وہ اکٹھے ہوں گے تو مال کو تقسیم کریں گے۔
اور جو فُروض (حصہ) باقی بچے گا وہ: "مردوں کو عورتوں کا دگنا ملے گا"، والے قاعدہ کی بنیاد پر تقسیم کیا جائے گا۔
اور مذکورہ مردوں میں سے: یا تو اپنا متعین حصہ لیں گے یا پھر جو میراث باقی بچے گی وہ۔

[اصحاب الفروض]

[بیٹی:]	بیٹی اگر اکیلی ہو تو: اسے نصف ملے گا۔	اور اگر دو یا دو سے زیادہ ہو تو: ثلثین (دو تہائی)۔
[پوتی:]	اگر ایک بیٹی اور پوتی ہو تو: بیٹی کو نصف (آدھا) ملے گا اور پوتی کو سدس (چھٹا حصہ) ملے گا، ثلثین (دو تہائی) کو مکمل کرنے کی خاطر۔	

[بہن:]	اور یہی معاملہ اخوات شقیقات (سگی بہنوں) اور اخوات لاَب (باپ کی طرف سے ہونے والی سوتیلی بہنوں) کے ساتھ "کلالہ" کی حالت یعنی جس کا کوئی بیٹا یا باپ نہ ہو کی صورت میں ہو گا۔	
	اور اگر بیٹیاں دو ثلث مکمل طور پر لے لیں تو: ان کے نیچے والی یعنی پوتیاں اگر کوئی مرد اس کو عصبہ بنانے والا نہ ہو تو ساقط ہو جائیں گی، اور یونہی درجہ بدرجہ یعنی ان سے نیچے والیوں کے ساتھ اسی طرح چلتا رہے گا۔ اسی طرح سے اخوات شقیقات (سگی بہنیں) اخوات لاَب (سوتیلی بہنوں) کو ساقط کر دیں گی اگر اس کا بھائی اس کو عصبہ نہ بناتا ہو تو۔	
[اِخوہ لاُم (ماں کی طرف سے سوتیلے بھائی]:	اِخوہ لاُم اور اخوات لاُم میں سے: ہر ایک کو سدس (چھٹا حصہ) ملے گا، اور اگر یہ دو یا دو سے زیادہ ہوں تو انہیں ثلث (ایک تہائی) ملے گا، ان میں مرد وعورت دونوں برابر ہوں گے۔ فروع کے رہتے یہ لوگ مطلق طور پر وارث نہیں ہو سکتے اور اصول میں سے مردوں کے رہتے ہوئے بھی۔	
[زوج (شوہر):]	اگر بیوی کی کوئی اولاد نہ ہو تو شوہر کو نصف ملے گا۔	اولاد کے رہتے ہوئے ربع ملے گا۔
[زوجہ (بیوی):]	اگر شوہر کی کوئی اولاد نہ ہو تو بیوی کو ربع (چوتھائی) ملے گا۔	اولاد کے رہتے ہوئے ثمن (آٹھواں حصہ) ملے گا۔
[ام (ماں):]	اور ام کو سُدُس (چھٹا حصہ) ملے گا، جب: کوئی اولاد موجود ہو، یا دو یا دو سے زیادہ بھائیوں یا بہنوں کے رہتے ہوئے بھی۔	
	ان کی عدم موجودگی میں ثُلث (ایک تہائی) ملے گا۔	جبکہ شوہر اور ماں باپ یا بیوی اور ماں باپ ہونے کی حالت میں میں ان کو ثُلث الباقی (بقیہ مال کا ایک تہائی حصہ) ملے گا۔
[جدہ (دادی، نانی):]	**"نبی اکرم ﷺ نے نانی کا چھٹا حصہ مقرر فرمایا ہے اگر ماں اس کے درمیان حاجب نہ ہو"** (یعنی اگر میت کی ماں زندہ ہو گی تو وہ نانی کو حصے سے محروم کر دے گی)۔ اسے ابو داود اور نسائی نے روایت کیا ہے۔	
[اب (باپ):]	باپ کو چھٹا حصہ ملے گا، اور نر اولاد کے ہوتے ہوئے اسے اس سے زیادہ نہیں ملے گا۔	عورت وارث کے ہوتے ہوئے اسے چھٹا حصہ ملے گا، اور تقسیم کے بعد جو بچے گا وہ اسے تعصیباً ملے گا۔
[جد (دادا):]	یہی حکم دادا کا ہے۔	
	اگر مطلقاً کوئی اولاد نہ ہو تو یہ دونوں تعصیبا وارث ہوں گے۔	

[تعصیب کے احکام]

اسی طرح تمام ذکور (مرد) -شوہر اور اخِ لِام کو چھوڑ کر- عصبہ بنیں گے، جو کہ مندرجہ ذیل ہیں:

[۱] سگے بھائی، باپ کی طرف سے (سوتیلے) بھائی، اور ان کے کے بیٹے۔	[۲] سگے چچا یا باپ کی طرف سے چچا اور ان کے بیٹے، میت کے چچا، اس کے باپ یا دادا کے چچا، چاہے جتنے اوپر چلے جائیں۔	[۳] یہی معاملہ بیٹے اور ان کے بیٹوں کا ہے۔

عاصب (عصبہ بننے والوں) کا حکم:

[۱] جب یہ اکیلے ہوں گے تو سارا مال ان کا ہو گا۔	[۲] اگر اس کے ساتھ کوئی صاحب فرض ہو تو اس کے لینے کے بعد سارا مال ان کا ہو گا۔	[۳] اگر صاحب فروض کے درمیان ہی سارا مال تقسیم ہو جائے تو عصبہ کو کچھ نہیں ملے گا۔ صلبی بیٹے اور باپ کی طرف سے (سوتیلے) بیٹے کے رہتے ہوئے عصبہ کا سارا مال کا مالک بننا ممکن نہیں ہے۔

اگر دو یا دو سے زیادہ عاصب اکٹھے ہوں تو جہت عصوبت مندرجہ ذیل طریقہ سے ہو گی:

[۱] بُنُوّہ (بیٹے)	[۲] پھر اُبُوَّہ (باپ)	[۳] پھر اُخُوَّہ (بھائی اور ان کے بیٹے)۔	[۴] پھر عُمومہ (چچا اور ان کے بیٹے)۔	[۵] پھر ولاء، جو کہ: مُعتِق (آزاد کرنے والا)، اور اس کے وہ عصبات ہیں جو خود عصبہ بنتے ہوں۔

اور ان میں مقدم کیا جائے گا:

[۱] سب سے قریبی جہت کو	[۲] جہت کے اعتبار سے اگر سب برابر ہوں تو انہیں ترجیح دی جائے گی جو منزلت کے اعتبار سے زیادہ قریب ہوں۔	[۳] اگر منزلت میں بھی سب برابر ہوں: تو ان میں جو سب سے اقوی ہو ان کو مقدم کیا جائیگا، جو کہ: اخِ لِاب پر اخ شقیق کو مقدم کرنا ہے۔

بیٹا اور بھائی کو چھوڑ کر کسی بھی عصبہ کے ساتھ مل کر اس کی بہن وارث نہیں بنے گی۔

[عول کے احکام]

جب اتنے فروض (حصے) اکٹھے ہو جائیں جو مسئلہ سے بھی بڑھ جائیں بایں طور کہ بعض بعض کو ہی ساقط کرنے لگ جائے تو ان کے فروض کے بقدر ان پر عول ہو گا۔

[امثلہ:]

[١]	جب زوج، ام اور اخت لغیر ام ہو تو: اصل مسائلہ چھ (٦) سے ہو گا لیکن یہ آٹھ (٨) پر عول کر جائے گا۔
[٢]	اگر ان کے ساتھ اخ لِام ہو تو بھی اسی طرح ہو گا۔
[٣]	اگر وہ دو ہوں تو: نو (٩) پر عول کر جائے گا۔
[٤]	اگر اخوات لغیر ام دو ہوں: تو مسئلہ دس (١٠) پر عول کر جائے گا۔
[٥]	اگر دو بیٹیاں، اُم اور زوج ہوں: تو مسئلہ بارہ (١٢) بارہ سے ١٣ (تیرہ) پر عول کر جائے گا۔
[٦]	اگر ان کے ساتھ اب ہو: تو مسئلہ پندرہ (١٥) پر عول کر جائے گا۔
[٧]	اگر دو بیویاں، دو اخت لِام، دو اخت لغیر اُم اور ام ہو تو: مسئلہ سترہ (١٧) پر عول کر جائے گا۔
[٨]	اگر ماں، باپ، دو بیٹیاں اور ایک زوجہ ہوں: تو مسئلہ چوبیس (٢٤) سے ستائیس (٢٧) پر عول کر جائے گا۔

مثال (١)		٦	٨
زوج	١/٢	٣	٣
اخت لغیر اُم	١/٢	٣	٣
اُم	١/٣	٢	٢

مثال (٢)		٦	٨
زوج	١/٢	٣	٣
اخت لغیر اُم	١/٢	٣	٣
اُم	١/٦	١	١
اَخ لِام	١/٦	١	١

مثال (۳)		۶	۹
زوج	۱/۲	۳	۳
اخت لغیر ام	۱/۲	۳	۳
اُم	۱/۶	۱	۱
اخان لاُم	۱/۳	۲	۲

مثال (۴)		۶	۱۰
زوج	۱/۲	۳	۳
اختان لغیر ام	۲/۳	۴	۴
اُم	۱/۶	۱	۱
اخان لاُم	۱/۳	۲	۲

مثال (۵)		۱۲	۱۳
زوج	۱/۴	۳	۳
اُم	۱/۶	۲	۲
بنتان	۲/۳	۸	۸

مثال (۶)		۱۲	۱۵
زوج	۱/۴	۳	۳
اُم	۱/۶	۲	۲
بنتان	۲/۳	۸	۸
اب	۱/۶	۲	۲

مثال (۷)		۱۲	۱۷
زوجتان	۱/۴	۳	۳
اختان لِاُم	۱/۳	۴	۴
اختان لغیر اُم	۲/۳	۸	۸
اُم	۱/۶	۲	۲

مثال (۸)		۲۴	۲۷
زوجه	۱/۸	۳	۳
اُم	۱/۶	۴	۴
بنتان	۲/۳	۱۶	۱۶
اب	۱/۶	۴	۴

[دوسرے احکام]

فروض (حصے) اگر مسئلہ سے کم ہوں اور ان کے ساتھ کوئی عصبہ بھی نہ ہو تو، فاضل مال ہر صاحب فروض پر ان کے فروض کے بقدر بانٹا جائے گا۔

اگر اصحاب فروض اور عصبات نہ ہوں: تو ذوی الارحام (رشتہ دار) اس کے وارث ہوں گے، جو کہ مذکورہ لوگوں کے علاوہ ہیں، اور جن کے واسطے سے وہ میت تک پہنچ رہے ہیں ان کے قائم مقام مانے جائیں گے۔

اور جس کا کوئی وارث نہ ہو اس کا مال بیت المال کے قبضہ میں جائے گا، جو عام اور خاص مصلحتوں میں خرچ کیا جائے گا۔

جب انسان مر جاتا ہے تو اس کے ترکہ سے ترتیب وار چار حقوق متعلق ہوتے ہیں:

[جو اس کلمہ (تدوم) میں جمع ہو جاتے ہیں:]	[ت]	سب سے پہلا: سامان **تجہیز**۔
	[د]	پھر مُوثقہ اور مرسلہ **دیون (قروض)** جسے راس المال سے ادا کیا جائے گا۔
	[و]	پھر اگر **وصیت** ہو تو اجنبی کے لئے مال کے ثلث میں اس کی تنفیذ کی جائے گی۔
	[م]	[**میراث:**] پھر باقی مال مذکورہ وارثین میں تقسیم کیا جائے گا۔ واللہ اعلم۔

ارث (وارث بننے) کے اسباب تین ہیں۔

[۱] نسب۔	[۲] نکاحِ صحیح۔	[۳] ولاء۔ (آزاد کردہ غلام کی موت کے بعد ملنے والی میراث)۔

اور ارث کے موانع تین ہیں:

[۱] قتل۔	[۲] رِقّ (غلامی)۔	[۳] اختلاف دین۔

اگر کچھ ورثاء حمل سے ہوں یا لاپتہ ہوں یا اس جیسی کوئی اور حالت ہو تو: احتیاط پر عمل کرتے ہوئے اس کے لئے وقف رکھا جائے گا، اور ورثاء اگر میراث کی تقسیم کا مطالبہ کریں، تو احتیاط کا خیال رکھتے ہوئے اس طرح سے تقسیم کیا جائے گا جس طرح سے فقہاء رحمۃ اللہ علیہم نے طے کیا ہے۔

عِتق (آزادی) کا باب

رِق (غلامی) میں داخلہ دو طرح سے ہوتا ہے:	
[۱] جنگ میں قید کیا جانا۔	[۲] لونڈی کا اپنے آقا کے علاوہ کسی اور کا بچہ پیدا کرنا۔

رق (غلامی) کی قسمیں:

[۱] قِنّ: مکمل غلامی	[۲] مُکاتب: جو اپنے آپ کو قسطوں میں خریدتا ہے	[۳] مُبعَّض: جس کا کچھ حصہ آزاد ہو۔	[۴] مُدبَّر: جس کی آزادی اس کے آقا کی موت پر معلق ہو۔	[۵] جس کی آزادی کسی خاص صفت کے ساتھ معلق ہو	[۶] جس کی آزادی کی وصیت کی گئی ہو	[۷] اُم الولد

(عِتق کہتے ہیں:) گردن آزاد کرنے اور اسے غلامی سے نجات دلانے کو۔

یہ سب سے افضل عبادات میں سے ہے، اس حدیث کی وجہ سے: **"جس مسلمان نے کسی مسلمان شخص کو آزاد کیا، اللہ تعالیٰ اس کے ہر عضو کو اس کے ہر عضو کے بدلے میں جہنم کی آگ سے نجات دے گا"**۔ متفق علیہ۔

اور رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا: کون سا غلام آزاد کرنا سب سے افضل ہے؟ تو آپ نے فرمایا: **"جو قیمت کے لحاظ سے مہنگا ہو اور مالکوں کی نظر میں عمدہ ہو"**۔ متفق علیہ۔

اور عتق (آزادی) حاصل ہو گی:

[۱] قول کے ذریعہ: اور یہ لفظ "عتق" (آزاد) یا اس کے ہم معنی لفظ کہنا ہے۔	[۲] ملکیت کے ذریعہ: لہٰذا اگر کوئی شخص کسی نسب والے رشتہ دار کا مالک بنتا ہے تو وہ آزاد ہو جائے گا [یعنی ایسے رشتہ دار کا مالک بنے کہ دونوں میں سے ایک کو اگر عورت مان لیا جائے تو اس سے جماع کرنا حرام ہو]۔	[۳] غلام کا مثلہ کرنے کے ذریعہ، بایں طور کہ اس کے کسی عضو کو کاٹ دے یا جلا دے۔	[۴] سرایہ کے ذریعہ، اس حدیث کی وجہ سے: **"جس نے کسی مشترک غلام میں اپنے حصے کو آزاد کر دیا اور اس کے پاس اتنا مال ہے کہ غلام کی پوری قیمت ادا ہو سکے تو اس کی قیمت انصاف کے ساتھ لگائی جائے گی اور باقی ساجھیوں کو ان کے حصے کی قیمت (اسی کے مال سے) دے کر غلام کو اسی کی طرف سے آزاد کر دیا جائے گا۔ ورنہ غلام کا جو حصہ آزاد ہو چکا وہ ہو چکا"**۔ اور ایک لفظ میں یوں ہے: **"ورنہ اس کی قیمت لگائی جائے گی اور اسے آزاد کرنے کے لیے اس پر مشقت ڈالے بغیر اس سے کام کروایا جائے گا"**۔ متفق علیہ۔

اگر اس کی آزادی آقا کی موت سے معلق ہو تو وہ **مُدبَّر** ہے، اگر وہ ثلث (یعنی وصیت ایک تہائی کی ہی جائز ہے، چنانچہ اگر وہ اس مباح حد) سے باہر ہو تو آقا کی موت کے بعد ہی آزاد ہو جائے گا۔

جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: "ایک انصاری صحابی نے کسی غلام کو مدبر بنایا اور ان کے پاس اس کے سوا اور کوئی مال نہیں تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اس کی اطلاع ملی تو فرمایا: **"اسے مجھ سے کون خریدے گا؟"** چنانچہ نعیم بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے اسے آٹھ سو درہم میں خرید لیا، اور اس (انصاری) کے اوپر قرض تھا، تو اسے یہ قیمت دے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **"اپنا قرض ادا کرو"**۔ متفق علیہ۔

اور **کتابت** کہتے ہیں کہ: غلام خود کو اپنے آقا سے دو یا دو سے زیادہ مدت رکھ کر مؤجل قیمت پر خرید لے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿فَكَاتِبُوهُمْ إِنْ عَلِمْتُمْ فِيهِمْ خَيْرًا﴾ (تم ایسی تحریر انہیں کر دیا کرو اگر تم کو ان میں کوئی بھلائی نظر آتی ہو)، یعنی: ان کو دیندار اور کام کرنے والا دیکھو تو۔

اگر اس کو آزاد کرنے یا کتابت میں فساد کا خوف ہو، یا اس کے پاس کمائی کا کوئی ذریعہ نہ ہو = تو اسے آزاد کرنا یا کتابت کرنا مشروع نہیں ہے۔

اور مُکَاتَب جب تک طے شدہ رقم نہ ادا کر دے تب تک وہ آزاد نہیں ہوگا، اس حدیث کی وجہ سے: **"مکاتب پر جب تک کتابت کا ایک درہم بھی باقی ہے تب تک وہ غلام ہی ہے"**۔ اسے ابوداود نے روایت کیا ہے۔

اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوعا جبکہ عمر رضی اللہ عنہ سے موقوفا مروی ہے کہ: **"جس لونڈی نے اپنے آقا ومالک کے نطفہ سے بچہ جنا تو وہ مالک کی وفات کے بعد آزاد ہے"**۔ اسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے، اور راجح یہی ہے کہ یہ عمر رضی اللہ عنہ پر موقوف ہے۔

واللہ اعلم۔

تنبیہ: جو شخص شرعی احکام اور ان کے دلائل پر نگاہ رکھتا ہے اس کے سامنے شریعت کی طرف سے آزادی کی شدید خواہش، اس کام کی ترغیب اور اس پر مرتب ہونے والا عظیم ثواب واضح ہو جائے گا، اور اس کے مظاہر مندرجہ ذیل ہیں:

[۱] اللہ تعالیٰ نے مالک کو اس غلام کی "کتابت" قبول کرنے کا حکم دیا ہے جس کے اندر وہ دینداری، کمانے کی قوت اور اپنی ذمہ داری اٹھانے کی صلاحیت پاتا ہے۔

[۲] نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: **"جس مسلمان نے کسی مسلمان شخص کو آزاد کیا، اللہ تعالیٰ اس کے ہر عضو کو اس کے ہر عضو کے بدلے میں جہنم کی آگ سے نجات دے گا"**۔

[۳] اگر آقا غلام کا کوئی عضو کاٹ کر، یا اسے جلا کر اس کا مثلہ کرے، تو وہ غلام آزاد ہو جائے گا۔

[۴] غلام کا مالک اگر کوئی نسبی رشتہ دار ہو تو محض اس کے مالک بنتے ہی وہ غلام آزاد ہو جائے گا۔

[۵] بہت سارے کفارات میں غلام آزاد کرنے کو کہنا، خواہ یہ اختیاری طور پر ہو یا واجبی طور پر۔

[۶] کسی غلام کے اگر کئی آقا ہوں اور ان میں سے ایک حصہ دار اسکو آزاد کر دے، تو اس کو مکمل طور پر اس طرح آزادی دی جائے گی کہ اگر اس کے پاس مال ہو تو کہا جائے گا کہ ہر شریک کو اس کا حصہ دے اور آزاد ہو جا۔

کتاب المواریث سے سوالات:

سوال:	صحیح	غلط
علم الفرائض آسان اور واضح ہے بس اسے ضبط اور حفظ کرنے کی ضرورت ہے	☐	☐
علم الفرائض سیکھنے کے لئے محض دراسہ نظریہ کافی ہے، مسائل حل کرنے کی مشق کرنے کی چنداں ضرورت نہیں	☐	☐
علم الفرائض میں حساب ہے، اور حساب وریاضیات سیکھنے کے لئے عملی مشقوں اور مسائل حل کرنے کی ضرورت ہوتی ہے	☐	☐
کبھی کبھار ایسا بھی ہوتا ہے کہ وارث سبب میراث ہونے کے باوجود وارث نہیں بن پاتا ہے	☐	☐
مُطلقہ رجعیہ جب تک عدت میں رہے گی تب تک وارث بننے کی حقدار ہے	☐	☐
عدت ختم نہ ہونے کے باجود طلاق بائن سے نکاح کا سبب ختم ہو جاتا ہے	☐	☐
اصول مسائل، اللہ کی کتاب میں مقرر کردہ فروض (حصے) سے ماخوذ ہیں، جو کہ یہ ہیں: نصف (آدھا)، رُبع (چوتھائی)، ثُمُن (آٹھواں)، ثُلُث (تہائی)، ثُلُثان (دوتہائی) اور سُدُس (چھٹا)	☐	☐
اہل علم کے نزدیک متفق علیہ اصول مسائل، اٹھارہ (۱۸) اور چھتیس (۳۶) ہیں	☐	☐
نصف حصہ پانے والی ایک عورت کا نصف حصہ پانے والی دوسری عورت کے ساتھ اس طرح سے اکٹھا ہونا کہ اسے بھی نصف ہی ملے، ناممکن ہے	☐	☐
وارثین کا نصف پانے کے لئے شرط یہ ہے کہ اس کے ساتھ کوئی اور نہ ہو	☐	☐
ربع پانے والے کو غرفہ زوجیہ کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے، لیکن دونوں کا اکٹھا ہونا ناممکن ہے	☐	☐
بیوی اگر ایک ہو تو ثمن پائے گی اور اگر ایک سے زائد ہو تو سبھی رُبع میں شریک ہوں گی	☐	☐
ثُلث پانے والے لوگوں میں سے ماں یا نانی ہے	☐	☐
ایک یا ایک سے زائد اخت لِام اسی صورت میں ثُلث پائے گی جب اس کے ساتھ ایک یا ایک سے زائد اخ لِام ہو	☐	☐
اگر ورثہ پانے والے سبھی لوگ عصبہ ہوں اور مسئلہ میں کوئی بھی صاحب فرض نہ ہو تو اصل مسئلہ ان کی عدد کے اعتبار سے بنے گا	☐	☐
سگے بھائی کا بیٹا سگے بھائی کی بیٹی کو عصبہ بنائے گا	☐	☐
وارثین میں سے کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو "حجب حرمان" والا محجوب کبھی نہیں ہوتے	☐	☐
جب مسئلہ میں عول یارد ہو تو اصل مسئلہ کو مجموع سہام (حصے) کی طرف پلٹا یا جائے گا	☐	☐

سوال:	صحیح	غلط
❁ سات اصول مسائل سبھی عول ہوتے ہیں	☐	☐
❁ اصطلاح میں "رد" کہتے ہیں کہ سہام (حصے) کا اصل مسئلہ سے کم ہونا	☐	☐
❁ جب "رد" والے مسئلہ میں صرف ایک ہی صنف ہو تو مسئلہ ان کی تعداد کی بنیاد پر بنے گا	☐	☐
❁ جب "رد" والے مسئلہ میں ایک سے زائد صنف ہو تو سِہام کو اکٹھا کیا جائے گا اور اصل مسئلہ کو مجموعی سہام کی طرف لوٹایا جائے گا	☐	☐
❁ چار نِسب (تناسب) یہ ہیں: مُماثلہ، مُداخلہ، مُوافقہ اور مُباینہ	☐	☐
❁ مباینہ کی حالت میں: ایک کو دوسرے سے ضرب دیں گے، مثلاً مسئلہ میں دو عدد ہوں ۲ اور ۳، تو دونوں کے درمیان مباینہ ہے، اور دونوں کو ایک دوسرے سے ضرب دینے کے بعد حل ٦ نکلے گا	☐	☐
❁ جو شخص شرعی احکام اور ان کے دلائل پر نگاہ رکھتا ہے اس کے سامنے شریعت کی طرف سے آزادی کی شدید خواہش، اس کام کی ترغیب اور اس پر مرتب ہونے والا عظیم ثواب واضح ہو جائے گا	☐	☐
❁ غلام آزاد کرنا اور غلام کو غلامی سے نجات دلانا سب سے افضل عبادات میں سے ہے	☐	☐

❁ ہم فرائض کیوں سیکھیں؟ ☐ تاکہ ہر وارث کو اس کا حصہ دیا جاسکے ☐ کیونکہ فرائض کا علم حاصل کرنے پر اجر ملتا ہے ☐ کیونکہ یہ نصف علم ہے ☐ مذکورہ سبھی

❁ ارث (میراث) کے اسباب کتنے ہیں؟ ☐ دو ☐ تین ☐ چار

❁ کسی عورت نے اپنے پیچھے غلام شوہر چھوڑا، تو وہ: ☐ وارث ہو گا ☐ وارث نہیں ہو گا

❁ ترکہ سے متعلق حقوق کا مجموعہ اس کلمہ میں اکٹھا ہو جاتا ہے: ☐ تدوم ☐ رنحط ☐ عش لک رزق

❁ علم الفرائض سیکھنے کا حکم: ☐ واجب ہے ☐ مستحب ہے ☐ فرض کفایہ ہے ☐ فرض عین ہے

❁ وارث بننے والے مردوں کی تعداد ہے: ☐ دس ☐ پندرہ ☐ اجمالی طور پر دس اور تفصیلی طور پر پندرہ

❁ وارث بننے والے مردوں اور عورتوں کی مجموعی تعداد ہے: ☐ پچیس ☐ اٹھارہ

❁ اللہ تعالیٰ کی کتاب میں فروض مقدرہ کی تعداد ہے: ☐ چھ ☐ سات ☐ آٹھ

❁ متفق علیہ اصول: ☐ محصور و محدود ہیں ☐ غیر محصور و غیر محدود ہیں

❁ نصف پانے والوں کی تعداد ہے: ☐ چار ☐ پانچ ☐ تین

❁ زوج (شوہر) کو ربع (چوتھائی) کا وارث بننے کے لئے زوجہ (بیوی) کی طرف سے فرع وارث کا ہونا ضروری ہے، لیکن یہ فرع وارث: ☐ اسی شوہر سے ہو ☐ خواہ اسی شوہر سے ہو یا کسی اور شوہر سے ہو

❁ بنت (بیٹی) کو نصف پانے کے لئے شرط ہے: ☐ مُعَصِّب کا نہ ہونا ☐ اس بیٹی کی مانند کسی اور بیٹی کا نہ ہونا ☐ فرع وارث کا نہ ہونا ☐ مذکورہ سبھی

❁ ثلثان (دو تہائی) پانے والے لوگ ہیں: ☐ نصف پانے لوگ ☐ نصف (آدھا) پانے والے لوگ سوائے شوہر کے

❁ ثلثان پانے کی شرط ہے: ☐ نصف پانے کی شرط ☐ نصف پانے کی شرط ماسوائے عدم مماثل کے جو مماثل موجود ہونے کی صورت میں بدل جائے گا

❁ علماء الفرائض کے نزدیک "جمع" کہتے ہیں: ☐ دو کو ☐ دو یا دو سے زیادہ کو ☐ تین یا تین سے زیادہ کو

❁ ثلث (ایک تہائی) پانے والوں کی تعداد ہے: ☐ دو ☐ تین ☐ چار

❁ ام (ماں) اس وقت ثلث پائے گی جب: ☐ فرع وارث نہ ہو ☐ ایک سے زائد بھائی نہ ہوں ☐ مذکورہ سبھی

❁ اخوہ لِام (ماں کی طرف سے بھائی) اس وقت ثلث پائیں گے جب: ☐ مرد فرع وارث نہ ہو ☐ مرد اصل وارث نہ ہو ☐ مذکورہ سبھی

❁ کسی مسئلہ کو "مسئلہ عمریہ" اس وقت کہا جاتا ہے جب میاں بیوی میں سے کسی ایک کے ساتھ: ☐ ماں باپ ہوں ☐ فرع وارث ہوں ☐ اخوہ لام ہوں

❁ اخوہ لُام کے مابین ثلث کو تقسیم کیا جائے گا: ☐ "مردوں کو عورتوں کا دگنا ملے گا" قاعدہ کے تحت ☐ ان میں مرد وعورت سبھی برابر ہیں

❁ سُدُس (چھٹا حصہ) پانے والے وراثین کی تعداد ہے: ☐ تین ☐ چھ ☐ سات ☐ پانچ

❁ کتنی حالتوں میں عورت عصبہ بالنفس بن سکتی ہے: ☐ کسی بھی حالت میں نہیں ☐ ایک حالت میں ☐ دو حالتوں میں

❁ عصبہ کے اقسام کی تعداد ہے: ☐ دو ☐ تین ☐ چار

❁ عصبہ بالنفس (بذات خود عصبہ بننے والوں) کی تعداد ہے: ☐ دس ☐ چودہ ☐ اٹھارہ

❁ عصبہ بالغیر (کسی اور کے واسطہ سے عصبہ بننے والوں) کی قسموں کی تعداد ہے: ☐ دو ☐ تین ☐ چار

❁ زوج، زوجہ اور ام (شوہر، بیوی اور ماں) جو حجب کرتے ہیں اسے کہا جاتا ہے حجبِ: ☐ حرمان ☐ حجب نقصان ☐ حجب وصف

❁ جس کے پاس حجب (یعنی: میراث سے محروم ہونا یا کرنا) کا علم نہیں ہو اس کا فرائض میں فتوی دینا: ☐ جائز ہے ☐ جائز نہیں ہے

❁ جس میں عول داخل ہوتا ہے اس اصول کا ضابطہ یہ ہے: ☐ جس میں سدس صحیح ہو ☐ جس میں سدس صحیح نہیں ہو

❁ جس میں عول داخل نہیں ہوتا ہے اس اصول کا ضابطہ ہے: ☐ جس میں سدس صحیح ہو ☐ جس میں سدس صحیح نہیں ہو

❁ "رد" کی شرط ہے کہ: ☐ اصحاب فروض کو حصہ دینے کے بعد کچھ مال باقی رہ جائے ☐ زن وشو کے علاوہ کسی اور پر رد ہو ☐ کوئی عاصب (عصبہ بنانے والا) نہ ہو ☐ مذکورہ سبھی

❁ "رد" میں انکسار کی تصحیح ہوگی: مجموعی سِہام (حصوں) کو رد کرنے سے قبل ☐ اس کے بعد

❁ سہام (حصے)، رؤوس (وارثوں) کے درمیان برابر تقسیم ہوجانے کی صورت میں: ☐ مسئلہ کو تصحیح کی ضرورت ہوگی ☐ مسئلہ کو تصحیح کی ضرورت نہیں ہوگی

- مسائل کی تصحیح کرنا: ☐ ضروری ہے ☐ کبھی ہو گا اور کبھی نہیں ہو گا
- مُماثلہ کہتے ہیں کہ: ☐ دونوں عدد برابر ہوں ☐ بڑا عدد چھوٹے عدد سے برابر تقسیم ہو جائے
- مُداخلہ کہتے ہیں کہ: ☐ دونوں عدد برابر ہوں ☐ بڑا عدد چھوٹے عدد سے برابر تقسیم ہو جائے
- جب دو عدد کو بلا کسر کے ایک دوسرے سے تقسیم کرنا ایک (۱) چھوڑ کر (☐ ممکن ہو ☐ ناممکن ہو) تو اسے مُوافقہ کہتے ہیں
- جب دو عدد کو بلا کسر کے ایک دوسرے سے تقسیم کرنا ایک (۱) چھوڑ کر (☐ ممکن ہو ☐ ناممکن ہو) تو اسے مُباینہ کہتے ہیں
- جب دو عدد ایک دوسرے سے منقسم ہو جائیں تو اس نِسبت کو کہتے ہیں: ☐ مُماثلہ ☐ مُداخلہ
- وِفق سے مراد ہے: ☐ نصف (آدھا) ☐ وہ عدد جو دو عددوں کے موافق ہو
- جب دو عدد ایک دوسرے سے تقسیم نہ ہوں تو اس نسبت کو کہتے ہیں: ☐ مُماثلہ یا مُداخلہ ☐ مُوافقہ ☐ مُباینہ
- چاروں نِسب (تناسب) میں سب سے مشکل ہے: ☐ مُماثلہ ☐ مُوافقہ ☐ مُباینہ
- اگر غلام کو آزاد کرنے یا کتابت کی صورت میں فساد کا خوف ہو، یا اس کے پاس کمائی کا کوئی ذریعہ نہ ہو تو اس کو آزاد کرنا یا اس کے ساتھ کتابت کرنا (☐ مشروع ہے ☐ غیر مشروع ہے)
- اگر غلام کی آزادی آقا کی موت پر معلق ہو تو وہ: (☐ مُدبّر ہے ☐ جس کی آزادی کی وصیت کی گئی ہو) اور وہ آقا کی موت کے بعد اسی صورت میں آزاد ہو گا جب وہ (☐ ایک تہائی ☐ آدھا ☐ چوتھائی) سے کم میں ہو
- عِتق (آزادی) حاصل ہو گی: ☐ قول ☐ فعل ☐ سرایہ ☐ نسبی رشتہ دار کے مالک بنتے ہی ☐ مذکورہ سبھی کے ذریعہ
- غلامی میں دخول ہوتا ہے (☐ دو طریقوں سے ☐ ایک ہی طریقہ سے ☐ کئی طریقوں سے) اور غلامی سے آزادی ملے گی (☐ دو طریقوں سے ☐ ایک ہی طریقہ سے ☐ کئی طریقوں سے)

مندرجہ ذیل میں سے ارث کے اسباب میں سے ہر سبب کے لئے جو مناسب ہو اس سے جوڑیں:

نکاح	اس طرح سے عصبہ بنا جس کا سبب مُعتق (آزاد کرنے والے) کا آزاد کرنے کے ذریعہ غلام پر احسان کرنا ہے، اور اس کا وارث مُعتق اور اس کے عصبات بذات خود عصبہ بنیں گے (کسی اور کے واسطہ سے نہیں)
ولاء	صحیح ازدواجی عقد، جب بیوی وفات پا جائے تو شوہر وارث ہو گا اور جب شوہر وفات پا جائے تو ایک یا ایک سے زائد بیوی (ہونے پر) وہ اس کی وارث ہوں گی
نسب	قرابت داری، اور اس کے ذریعہ فروع، اصول اور حواشی سبھی وارث ہوں گے

ترکہ سے متعلق پانچوں حقوق کو ترتیب وار ذکر کریں:

[۱] .... [۲] ....

[۳] .... [۴] ....

[۵] ....

اس سبب کی نشاندہی کریں جس کے ذریعے درج ذیل وارثوں میں سے ہر ایک کو وراثت ملتی ہے:

اب (باپ)	....	اخ شقیق (سگا بھائی)	....
زوج (شوہر)	....	مُعتقہ (آزاد کرنے والی)	....
بنت (بیٹی)	....	ام الام (نانی)	....
اُخت لِام (سوتیلی بہن)	....	ابن ابن الابن (پڑپوتا)	....
عم لِام (سوتیلا چچا)	....	عمہ شقیقہ (سگی چچی)	....

مرد وارثین کو بالترتیب ذکر کریں:

[۱] .... [۲] .... [۳] .... [۴] ....

[۵] .... [۶] .... [۷] .... [۸] ....

[۹] .... [۱۰] .... [۱۱] .... [۱۲] ....

[۱۳] .... [۱۴] .... [۱۵] ....

عورت وارثین کو بالترتیب ذکر کریں:

[۱] .... [۲] .... [۳] .... [۴] ....

[۵] .... [۶] .... [۷] .... [۸] ....

[۹] .... [۱۰] ....

مندرجہ ذیل لوگوں میں سے غیر وارث کے سامنے (۰) اور وارث کے سامنے (۱) لگائیں:

سگے چچیرے بھائی کا بیٹا		سگی چچی		سگے چچا کی بیٹی	
ماں کے رشتے سے چچا		پڑنانی		سگے بھائی کی بیٹی	
پڑپوتے کی بیٹی		نواسی		اخ لِاَب (سوتیلے بھائی) کی بیٹی	

اصول مقدرہ کو اسی انداز میں ترتیب دیں جس انداز میں مصنف رحمہ اللہ علیہ نے اسے ترتیب دیا ہے:

[۱] .... [۲] .... [۳] .... [۴] ....

[۵] .... [۶] ....

اصول مسائل کی ترتیب دیں:

[۱] .... [۲] .... [۳] .... [۴] ....

[۵] .... [۶] .... [۷] ....

مندرجہ ذیل میں مسئلہ کی اصل بیان کریں:

نصف ۱/۲، ربع ۱/۴، ثمن ۱/۸، ثلثان ۲/۳، ثلث ۱/۳، اور سدس ۱/۶.

اصل مسئلہ = ...

اصحاب نصف کو بالترتیب بیان کریں:

[۱] ....   [۲] ....

[۳] ....   [۴] ....

[۵] ....

خالی جگہوں کو پر کریں:

زوج (شوہر) نصف کا وارث ہو گا جب: ....

فرع وارث کہتے ہیں: ....

اب (باپ) کو صرف سدس ملے گا اس صورت میں کہ: ....

باپ کو سدس اور سدس الباقی ملے گا جب: ....

ام (ماں) کو سدس (چھٹا حصہ) ملے گا جب: ....

جد وارث ہو گا جب: .... جدہ سدس کی وارث ہو گی جب: ....

کسی مسئلہ میں باپ، ماں، دادا اور نانی ہوں تو ان میں سے کسے وراثت ملے گی: ....

ولد الام (ماں کی اولاد) شامل ہے: ....

ایک یا ایک سے زائد پوتی ہونے کی صورت میں اسے سدس تب ملے گا جب: .... موجود ہو اور: .... غیر موجود ہو

ایک یا ایک سے زائد اخت لِاَب (سوتیلی بہن) سدس تب پائے گی جب: .... موجود ہو اور: .... غیر موجود ہو

ولد الام سدس پائے گے جب: .... موجود نہ ہو اور: .... موجود نہ ہو اور

عصبہ بالنفس (بذات خود عصبہ بننے والے) ہیں: .... سوائے: .... اور .... اور عورتوں میں سے:

....

عصبہ مع الغیر (کسی اور کے ساتھ مل کر عصبہ بننے والے) ہیں: .... یا: .... یا: .... مع:

.... یا: ....

حجب کی دو قسمیں ہیں جو کہ: [۱] حجب: .... [۲] حجب: .... ہیں

حجب بالشخص کی قسمیں ہیں: [۱] حجب: .... [۲] حجب: ....

وہ اصول جن میں عول داخل نہیں ہوتا ہے یہ ہیں: .... اور .... اور .... اور ....

وہ اصول جن میں عول داخل ہوتا ہے یہ ہیں: .... اور .... اور .... اور ....

اصل ٦ عول ہوتا ہے.................بار، اور اصل ١٢ عول ہوتا ہے................بار

اور اصل ٢٤ عول ہوتا ہے...

مُناسخات لغت میں ماخوذ ہے نسخ سے جو کہتے ہیں:..، اور اصطلاح میں کہتے ہیں:

....

درج ذیل موانع ارث میں سے ہر مانع کو مناسب الفاظ سے جوڑیں:

رق (غلامی)	کافر مسلمان کا وارث نہیں ہو گا
اختلاف دین	کیونکہ اس کے پاس مال نہیں ہوتا، وہ خود اپنے آقا کا غلام ہوتا ہے، اگر ہم اسے وارث بنائیں گے تو اس کا مطلب یہ ہو گا کہ ہم اس کے آقا کو وارث بنا رہے ہیں، جبکہ آقا ہونا ارث کے سبب میں سے نہیں ہے
قتل	جو شخص کسی چیز کو وقت سے پہلے پانے کے لئے جلد بازی کرے گا اسے اس سے محروم کرنے کی سزا دی جائے گی

رق (غلامی) کی ہر قسم کو اس کے مناسب معنی سے ملائیں:

القِنُّ	جس کا کچھ حصہ آزاد ہو اور کچھ حصہ غلام
المکاتب	جس کا پورا جسم غلام ہو
المدَبَّر	جس کی آزادی اس کے آقا کی موت سے معلق ہو
المُبعَّض	جو اپنے آپ کو قسطوں میں خرید تا ہے

كتاب النكاح

نکاح کہتے ہیں: کسی عورت سے لطف اندوز ہونے، اولاد حاصل کرنے اور دیگر مفادات کے مد نظر عقد نکاح کرنے کو۔

یہ رسولوں کی سنت ہے۔
اور حدیث میں ہے کہ: **"اے نوجوانوں کی جماعت! تم میں جسے بھی نکاح کرنے کی طاقت ہو اسے نکاح کر لینا چاہئے کیونکہ یہ نظر کو نیچی رکھنے والا اور شرمگاہ کی حفاظت کرنے والا عمل ہے اور جو کوئی نکاح کی طاقت نہ رکھتا ہو اسے چاہیے کہ روزہ رکھے کیونکہ روزہ اس کی خواہشات نفسانی کو توڑ دے گا"**۔ متفق علیہ۔
اور نبی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ: **"عورت سے نکاح چار چیزوں کی بنیاد پر کیا جاتا ہے: اس کے مال کی وجہ سے، اس کے خاندانی شرف کی وجہ سے، اس کی خوبصورتی کی وجہ سے اور اس کے دین کی وجہ سے، اور تو دیندار عورت سے نکاح کر کے کامیابی حاصل کر، اگر ایسا نہ کرے تو تیرے ہاتھوں کو مٹی لگے گی"**۔
دیندار، حسب والی، محبت کرنے والی، بچے جننے والی اور شریف عورت سے شادی کرنے کو ترجیح دینی چاہئے۔
اگر کسی لڑکی کو نکاح کا پیغام دینے کی خواہش ہو تو اسے چاہیے کہ پختہ کرنے کے لئے جائز طریقے سے اس کو دیکھ لے۔

عورت کو شادی کے لئے دیکھنے کے جائز ہونے کی چھ شرائط ہیں:

[١] یہ خلوت میں نہ ہو	[٢] یہ بلا شہوت ہو	[٣] جواب ہاں ہونے کا غالب گمان ہو	[٤] جو عام طور سے کھلا ہوتا ہے اسے دیکھے	[٥] نکاح کا پیغام دینے کا پختہ ارادہ ہو	[٦] عورت بے پردہ ہو کر یا خوشبو لگا کر نہ آئے (جیسے سورمہ یا اس جیسی آرائشی چیزیں)

کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ وہ اپنے بھائی کے پیغام پر پیغام بھیجے، حتی کہ وہ اس کی اجازت دے یا چھوڑ دے [یا اسے منع کر دیا جائے]۔
عدت والی عورت کو بصراحت نکاح کا پیغام دینا مطلقاً ناجائز ہے، البتہ شوہر کی موت یا کسی اور وجہ سے مطلقہ بائنہ کو ڈھکے چھپے لفظوں میں نکاح کا پیغام دینا جائز ہے، اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی وجہ سے: ﴿وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا عَرَّضْتُم بِهِۦ مِنْ خِطْبَةِ ٱلنِّسَآءِ﴾ (تم پر اس میں کوئی گناہ نہیں کہ تم اشارۃً کنایۃً ان عورتوں سے نکاح کی بابت کہو)، اشارہ کنایہ میں پیغام کی صورت یہ ہے کہ یوں کہے: مجھے تیری جیسی عورت کی خواہش ہے، یا مجھے خود سے دور مت کرنا وغیرہ۔

قاعدہ: ہر عورت جس سے نکاح کرنا حرام ہے اس کو بصراحت پیغام دینا بھی حرام ہے، لیکن اشارۃً کنایۃً پیغام دینے میں تفصیل ہے:

عقد نکاح میں ابن مسعود رَضِيَ اللهُ عَنْهُ سے مروی خطبہ پڑھنا مسنون ہے، وہ کہتے ہیں کہ: «**رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے ہمیں حاجت کا تشہد سکھایا (جو کہ یہ ہے): إِنَّ الْحَمْدَ لِلَّهِ، نَحْمَدُهُ، وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ، وَنَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا**

أَعْمَالِنَا، مَنْ يَهْدِهِ اللهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ، وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، **اور تین آیتیں پڑھتے**»۔ اسے اہل سنن نے روایت کیا ہے۔
بعض لوگوں نے ان تین آیات کی تفسیر کرتے ہوئے کہا ہے کہ اس سے مراد مندرجہ ذیل آیتیں ہیں:

[۱] اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان: ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ ٱتَّقُواْ ٱللَّهَ حَقَّ تُقَاتِهِۦ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنتُم مُّسۡلِمُونَ﴾.

[۲] سورۂ نساء کی پہلی آیت: ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ ٱتَّقُواْ رَبَّكُمُ ٱلَّذِي خَلَقَكُم مِّن نَّفۡسٖ وَٰحِدَةٖ وَخَلَقَ مِنۡهَا زَوۡجَهَا وَبَثَّ مِنۡهُمَا رِجَالٗا كَثِيرٗا وَنِسَآءٗۚ وَٱتَّقُواْ ٱللَّهَ ٱلَّذِي تَسَآءَلُونَ بِهِۦ وَٱلۡأَرۡحَامَۚ إِنَّ ٱللَّهَ كَانَ عَلَيۡكُمۡ رَقِيبٗا﴾.

[۳] اور اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد: ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ ٱتَّقُواْ ٱللَّهَ وَقُولُواْ قَوۡلٗا سَدِيدٗا﴾ دونوں آیتیں۔

اور اس میں محض دو چیزیں واجب ہیں:

[۱] **ایجاب:** یہ ولی کی جانب سے صادر ہونے والا لفظ ہے، جیسے وہ کہے: میں نے تم سے شادی کر دی، یا میں نے تم سے نکاح کر دیا۔

[۲] اور **قبول:** یہ زوج یا اس کے نائب کی طرف سے صادر ہونے والا لفظ ہے، جیسے وہ کہے: میں نے اس شادی کو قبول کیا، یا میں نے قبول کیا، یا اسی جیسا کوئی لفظ کہے۔

نکاح کے شرائط کا باب

اس میں زوجین (میاں بیوی) کی رضامندی ضروری ہے، الا یہ کہ لڑکی:

[۱] **چھوٹی ہو:** تو اس کا باپ اس کو مجبور کرے گا۔

[۲] **لونڈی ہو:** تو اس کا آقا اس کو مجبور کرے گا۔

نکاح میں ولی کا ہونا ضروری ہے، کیونکہ نبی ﷺ کا فرمان ہے: **"ولی کے بنا نکاح نہیں"**۔ یہ حدیث صحیح ہے، اسے خمسہ (مسند احمد اور سنن اربعہ) نے روایت کیا ہے۔ آزاد عورت کی شادی کروانے کا سب سے زیادہ حق دار ہے، اس کا:

[۱] باپ گرچہ اوپر کا ہی کیوں نہ ہو

[۲] پھر اس کا بیٹا گرچہ نیچے کا ہی کیوں نہ ہو

[۳] پھر اس کے عصبات میں سے قریب ترین، پھر جو اس سے دور کا ہو۔

متفق علیہ حدیث میں ہے کہ: **"بیوہ عورت کا نکاح اس وقت تک نہ کیا جائے جب تک اس سے مشورہ نہ کیا جائے اور کنواری عورت کا نکاح اس وقت تک نہ کیا جائے جب تک اس کی اجازت نہ مل جائے"**۔ صحابہ نے کہا کہ یا رسول اللہ! کنواری عورت کی اجازت کیسے ہوگی؟ نبی ﷺ نے فرمایا: **"اس کی صورت یہ ہے کہ وہ خاموش رہ جائے"**۔ اور نبی ﷺ نے فرمایا: **"نکاح کا اعلان کرو"**۔ اسے احمد نے روایت کیا ہے۔ اور اس کے اعلان کی صورت یہ ہے:

دو عادل لوگوں کی گواہی۔

اس کی تشہیر اور اس کا اظہار کرنا۔

اس کے لئے دُف بجانا۔

یا اس جیسی کوئی اور چیز۔

عورت کا ولی اس کا نکاح کسی ایسے شخص سے نہیں کر سکتا جو اس کے لیے غیر مناسب (کُفو، نہ) ہو، لہذا فاسق شخص کسی پاکباز عورت کے لئے غیر مناسب ہے، اور عرب ایک دوسرے کے لئے کُفو ہیں۔

اگر ولی غیر موجود ہو، یا لمبی مدت سے غائب ہو، یا کفو ہونے کے باوجود شادی سے انکاری ہو = تو حاکم وقت اس کی شادی کروائے گا، جیسا کہ حدیث میں ہے: **"سلطان اس کا ولی ہے جس کا کوئی ولی نہ ہو"**۔ اسے نسائی کو چھوڑ کر سبھی اصحاب سنن نے روایت کیا ہے۔

جس سے عقد ہو گا اس کی تعیین ضروری ہے، لہذا اس طرح کہنا کہ: (میں نے اپنی بیٹی کی شادی تجھ سے کی) جب کہ اس کے پاس کئی بیٹیاں ہوں، صحیح نہیں ہے، جب تک کہ اس کا نام لے کر یا صفت بتا کر [یا اشارہ کے ذریعہ] اس کی تعیین نہ کر دے۔

اسی طرح میاں بیوی کا ان موانع سے پاک ہونا ضروری ہے، جن کا ذکر مُحرّمات نکاح میں آ رہا ہے۔

جن سے نکاح حرام ہے، اس کا باب

ان کی دو قسمیں ہیں: جو ہمیشہ کے لئے حرام ہیں، اور جو ایک خاص مدت کے لئے حرام ہیں:

[۱] جو ابدی اور دائمی طور پر حرام ہیں:

سات نسب سے، جو کہ یہ ہیں:

[۱] مائیں، گرچہ اوپر درجہ کی ہوں	[۲] بیٹیاں، گرچہ نیچے کی ہوں، خواہ نواسی ہی کیوں نہ ہو
[۳] بہنیں، مطلق طور پر	[۵] بھانجیاں / [۵] بھتیجیاں
[۶،۷] اس کی یا اس کے باپ دادا میں سے کسی کی پھوپھی یا خالہ	

اور سات رضاعی طور پر (دودھ شریک ہونے کی وجہ سے)، جو کہ مذکورہ بالا کے ہی مانند ہیں:

اور چار سسرالی رشتے سے:

[۱] بیویوں کی مائیں (ساس)، گرچہ اوپر ہی کی کیوں نہ ہو۔	[۲] بیویوں کی بیٹیاں، خواہ نیچے کی ہی کیوں نہ ہو، اگر اس کی ماں کے ساتھ دخول کر چکا ہو۔
[۳] باپ کی بیویاں (مائیں) گرچہ اوپر کی ہی کیوں نہ ہوں۔	[۴] بیٹوں کی بیویاں (بہوئیں) گرچہ نیچے کی ہی کیوں نہ ہوں، چاہے نسبی ہوں یا رضاعی۔

اور اس سلسلے میں اصل ہے:

اللہ کا یہ فرمان: ﴿حُرِّمَتۡ عَلَيۡكُمۡ أُمَّهَٰتُكُمۡ﴾ (حرام کی گئیں تم پر تمہاری مائیں) آخر آیت تک۔

اور نبی ﷺ کا یہ فرمان: **"رضاعت سے بھی وہ رشتے حرام ہو جاتے ہیں جو رشتے نسب یا ولادت سے حرام ہوتے ہیں"**۔ متفق علیہ۔

[۲]اور جو ایک خاص مدت کے لئے حرام ہیں:

انہیں میں سے وہ عورتیں ہیں جو نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے اس فرمان میں شامل ہیں: **"عورت واس کی خالہ کو اور عورت و اس کی پھوپھی کو ایک ساتھ جمع نہیں کیا جائے گا"**۔ متفق علیہ۔

اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے ساتھ: ﴿وَأَن تَجۡمَعُواْ بَيۡنَ ٱلۡأُخۡتَيۡنِ﴾ (اور تمہارا دو بہنوں کا جمع کرنا)۔

آزاد مرد کے لئے بیک وقت چار سے زائد جب کہ غلام کے لئے دو سے زائد کو نکاح میں رکھنا جائز نہیں ہے۔
جہاں تک ملک یمین (لونڈیوں) کی بات ہے: تو جتنی چاہے اتنی رکھ سکتا ہے۔
جب کافر اسلام قبول کرے اور اس کی زوجیت میں دو بہنیں ہوں: تو وہ دونوں میں سے ایک کو اختیار کرے گا، یا اس کی زوجیت میں چار سے زائد بیویاں ہوں: تو ان میں سے چار کا انتخاب کرکے باقیوں کو طلاق دیدے گا۔

اور حرام ہے:

[۱] احرام باندھی ہوئی عورت یہاں تک کہ وہ احرام سے حلال ہو جائے	[۲] کسی غیر کی بیوی جو عدت میں ہو، یہاں تک کہ اس کی عدت مکمل ہو جائے	[۳]زانی کے لئے زانیہ وغیرہ، یہاں تک کہ وہ توبہ کرلے	[۴]وہ عورت جس کو اس نے تین طلاق دے دیا ہو، یہاں تک کہ وہ عورت کسی اور سے شادی کرلے، پھر وہ اس سے وطی کرے اسے طلاق دے، اور اسکے بعد اسکی عدت مکمل ہو جائے

دو بہنوں کو ملکیت میں جمع کرنا جائز ہے، لیکن اگر ان میں سے ایک سے وطی کرلے تو دوسری اس وقت تک حلال نہیں ہوگی جب تک وطی کی گئی کو: اپنی ملکیت سے نکال کر یا استبراء رحم کے بعد شادی کرکے، اسے حرام نہ کرلے۔
رضاعت جس سے حرمت ثابت ہوگی، وہ ہے: جو دودھ چھڑانے سے پہلے ہو، اور پانچ گھونٹ یا اس سے زیادہ دودھ پیا ہو۔
اس کی وجہ سے دودھ پینے والا بچہ اور اس کی اولاد: دودھ پلانے والی عورت اور اس کے شوہر (صاحب لبن) کی اولاد بن جاتے ہیں۔
دودھ پلانے والی عورت اور صاحبِ لبن کی جہت سے حرمت ویسے ہی پھیلتی ہے جیسے نسب سے پھیلتی ہے۔

نکاح کی شرطوں کا بیان

نکاح اور بیع وغیرہ کی شرطوں کی دو قسمیں ہیں:

[۱] وہ شرط جو عقد کا تقاضا ہے: اس کو پورا کرنا واجب ہے، گرچہ مجلس عقد میں اس کا ذکر نہ ہوا ہو، جیسے: حسن معاشرت۔

[۲] اس سے زائد شرط: اور اس کی دو قسمیں ہیں:

[أ] صحیح ہو: اس کو پورا کرنا واجب ہے۔

[ب] فاسد ہو: اس کو پورا کرنا حرام ہے، گرچہ مجلس عقد میں اس کا ذکر ہی کیوں نہ ہوا ہو۔

یہ وہی ہے جو میاں بیوی میں سے ایک دوسرے پر بطور شرط رکھتا ہے، اور اس کی دو قسمیں ہیں:

[۱] **جو صحیح ہو:** جیسے یہ شرط رکھنا کہ اس کے رہتے دوسری عورت سے شادی نہیں کرے گا، یا لونڈی نہیں بنائے گا، یا اسے گھر سے یا ملک سے نکلنے پر مجبور نہیں کرے گا، یا زیادہ مہر یا نفقہ طلب کرے، یا اس کے مانند کوئی اور شے۔ یہ شرطیں یا ان جیسی تمام شرطیں نبی ﷺ کے اس فرمان میں داخل ہیں: **"تمام شرطوں میں وہ شرطیں سب سے زیادہ پوری کی جانے کے لائق ہیں جن کے ذریعہ تم نے شرمگاہوں کو حلال کیا ہے"**۔ متفق علیہ۔

[۲] **جو فاسد ہوں:** جیسے نکاح متعہ، نکاح حلالہ یا نکاح شغار کی شرط رکھنا۔

شروع میں نبی ﷺ نے نکاح متعہ کی اجازت دی تھی پھر بعد میں آپ نے اسے حرام قرار دے دیا۔

اور آپ ﷺ نے حلالہ کرنے والے اور حلالہ کروانے والے پر لعنت بھیجی ہے۔

اور نکاح شغار سے منع فرمایا ہے، یعنی: کوئی شخص اپنی ولایت میں رہنے والی لڑکی کی شادی کسی شخص سے اس شرط پر کرے کہ وہ اپنی ولایت میں رہنے والی لڑکی سے اس کی شادی کروائے گا، اور دونوں کے بیچ کوئی مہر نہ ہو۔ اور یہ سبھی حدیثیں صحیح ہیں۔

نکاح کے عیوب کا باب

زوجین میں سے جب کوئی دوسرے میں عیب پائے [صفت نقص، مطلق عقد کی خلاف ورزی ہے] جو عقد سے پہلے معلوم نہ تھا:

[۱] جیسے: پاگل پن، کوڑھ، سفید داغ یا اس جیسی کوئی اور چیز = تو ایسی صورت میں اس کو نکاح فسخ کرنے کا حق ہے۔

[۲] شوہر اگر نامرد ہو تو اسے ایک سال کی مہلت دی جائے گی، اگر سال گزرنے پر بھی وہی حالت ہو تو اسے فسخ کا اختیار ہو گا۔

لونڈی اگر پوری طرح آزاد ہو جائے اور شوہر غلام ہو تو اس عورت کو دو باتوں کا اختیار دیا جائے گا:

[۱] اس کے ساتھ رہے۔

[۲] یا اس سے جدا ہو جائے۔

بریرہ رضی اللہ عنہا کے قصہ والی عائشہ رضی اللہ عنہا کی لمبی حدیث کی وجہ سے کہ: **"آزاد ہونے کے بعد بریرہ رضی اللہ عنہا کو شوہر کے بارے میں اختیار دیا گیا تھا"**۔ متفق علیہ۔ اور اگر فسخ واقع ہو:

[۱] دخول سے قبل: تو اس میں کوئی مہر نہیں۔

[۲] دخول کے بعد: تو اس میں مہر ہے اور شوہر اس کے پاس جائے گا جس نے اسے دھوکا دیا ہے۔

كتاب الصداق

صداق (مہر) کہتے ہیں: عقد نکاح یا اس سے منسلک کسی چیز (جیسے شک کی بنیاد پر جماع) کے واجب معاوضہ کو۔

[صداق (مہر) کے بارے میں فصل]

اس کو کم رکھنا چاہئے [پوری طرح ختم نہیں کرنا چاہئے، اور یہ صرف اکیلے بیوی کا حق ہے]۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا کہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کا مہر کتنا تھا؟ تو انہوں نے جواب دیا: **"آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بارہ اوقیہ اور نَشّ مہر دیا تھا، پھر حضرت عائشہؓ نے فرمایا: تم کو معلوم ہے نش کیا ہوتا ہے؟ میں نے کہا: نہیں، حضرت عائشہؓ نے جواب دیا: آدھا اوقیہ (یعنی بیس درہم) اس طرح کل مہر پانچ سو درہم ہوا"**۔ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

اور **"نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صفیہ رضی اللہ عنہا کو آزاد کیا اور ان کی آزادی ہی ان کی مہر مقرر کی"**۔ متفق علیہ۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی سے کہا: **"لوہے کی انگوٹھی ہی سہی لیکن لے کر آؤ"**۔ متفق علیہ۔

ہر وہ چیز جس کو بطور ثمن (قیمت) اور اجرت دینا صحیح ہے- گرچہ وہ قلیل ہی کیوں نہ ہو- اس کو بطور مہر دینا بھی صحیح ہے۔

اگر مہر طے کئے بنا شادی کر لی، تو اس کو مہر مثل ملے گا۔

اگر دخول سے قبل طلاق دیدے: تو اس کو متعہ (فائدہ) ملے گا، خوشحال اور تنگ دست کی حالت کا خیال رکھتے ہوئے: ﴿ لَّا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِن طَلَّقْتُمُ ٱلنِّسَآءَ مَا لَمْ تَمَسُّوهُنَّ أَوْ تَفْرِضُوا۟ لَهُنَّ فَرِيضَةً ۚ وَمَتِّعُوهُنَّ عَلَى ٱلْمُوسِعِ قَدَرُهُۥ وَعَلَى ٱلْمُقْتِرِ قَدَرُهُۥ مَتَٰعًۢا بِٱلْمَعْرُوفِ ۖ حَقًّا عَلَى ٱلْمُحْسِنِينَ ﴾ (اگر تم عورتوں کو بغیر ہاتھ لگائے اور بغیر مہر مقرر کئے طلاق دے دو تو بھی تم پر کوئی گناہ نہیں، ہاں انہیں کچھ نہ کچھ فائدہ دو، خوشحال اپنے انداز سے اور تنگ دست اپنی طاقت کے مطابق دستور کے مطابق اچھا فائدہ دے، بھلائی کرنے والوں پر یہ لازم ہے)۔

اور مہر مقرر ہو گا:

[ا] کامل:

[ا] موت کے ذریعہ۔

[ب] یا دخول کے ذریعہ۔

[۲] نصف: ہر اس جدائی میں جو دخول سے قبل شوہر کی جانب سے ہو، جیسے طلاق دینا۔

[۳] اور ساقط ہو جائے گا:

[ا] اس جدائی میں جو عورت کی طرف سے ہو۔

[ب] یا عورت میں عیب پائے جانے پر نکاح فسخ ہونے کی صورت میں۔

جو اپنی بیوی کو طلاق دے اسے چاہئے کہ اس کو کچھ دیدے تاکہ اس کی دلجوئی ہو، اللہ تعالی کے اس فرمان کی وجہ سے: ﴿ وَلِلْمُطَلَّقَٰتِ مَتَٰعٌۢ بِٱلْمَعْرُوفِ ۖ حَقًّا عَلَى ٱلْمُتَّقِينَ ﴾ (طلاق والیوں کو اچھی طرح فائدہ دینا پرہیزگاروں پر لازم ہے)۔

زوجین کی معاشرت کا باب

میاں بیوی میں سے ہر ایک پر لازم ہے کہ وہ ایک دوسرے کے ساتھ حسن سلوک کریں [شرعی اور عرفی طور پر] جیسے اچھی صحبت، ضرر سے پرہیز اور اس کا حق ادا کرنے میں مماطلت [یعنی: تاخیر] نہ کرے۔

[۱] بیوی پر لازم ہے:			[۲] اور شوہر پر لازم ہے:	
[ا] لطف اندوزی میں اس کی اطاعت کرنا۔	[ب] شوہر کی اجازت کے بغیر باہر نہ نکلنا اور سفر نہ کرنا۔	[ج] روٹی پکانا، آٹا گوندھنا، کھانا پکانا وغیرہ جیسی ذمہ داریاں ادا کرنا۔	[ا] بیوی کا خرچ اٹھانا۔	[ب] اور معروف طریقہ سے اس کو پہناوا دینا۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَعَاشِرُوهُنَّ بِٱلۡمَعۡرُوفِۚ﴾ (ان کے ساتھ اچھے طریقے سے بود و باش رکھو)، اور حدیث میں ہے: **"عورتوں کے ساتھ اچھے سلوک کی نصیحت قبول کرو"**، اور ایک حدیث میں ہے: **"تم میں سے سب سے بہتر وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے ساتھ سب سے بہتر ہے"۔**

اور ایک حدیث میں ہے: **"اگر شوہر اپنی بیوی کو بستر پر بلائے اور وہ آنے سے انکار کر دے تو صبح ہونے تک فرشتے اس پر لعنت بھیجتے رہتے ہیں"۔** متفق علیہ۔

اور شوہر پر لازم ہے کہ: دن تقسیم کرنے، خرچ دینے اور جن چیزوں میں وہ عدل وانصاف سے کام لینے پر قادر ہے ان میں عدل وانصاف سے کام لے۔

حدیث میں ہے کہ: **"جس کی دو بیویاں ہوں پھر وہ بالکل ایک ہی کی طرف جھک جائے تو قیامت کے دن اللہ کے سامنے اس طرح آئے گا کہ اس کا آدھا جسم جھکا ہوا (فالج زدہ) ہو گا"۔** متفق علیہ۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: **"مسنون طریقہ یہ ہے کہ اگر کوئی شخص شوہر دیدہ کی موجودگی میں کنواری سے شادی کرے تو اس (نئی دلہن) کے پاس سات دن قیام کرے، پھر باری تقسیم کرے، اور جب کنواری کی موجودگی میں شوہر دیدہ سے نکاح کرے تو اس کے پاس تین روز قیام کرے، پھر باری تقسیم کرے"۔** متفق علیہ۔

عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: **"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر کا ارادہ فرماتے تو اپنی بیویوں کے درمیان قرعہ اندازی فرماتے اور جن کے نام قرعہ نکلتا وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر پر جاتیں"۔** متفق علیہ۔

عورت اگر تقسیم یا خرچ یا پہناوا میں سے اپنا کوئی حق شوہر کی مرضی سے کم کر دے = تو ایسا کرنا جائز ہے۔

اور **"سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا نے اپنا دن عائشہ رضی اللہ عنہا کو ہبہ کر دیا تھا لہٰذا نبی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو دو دن دیتے ایک ان کا دن اور ایک حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کا دن"۔** متفق علیہ۔

شوہر اگر اپنی بیوی کے نشوز [یعنی: بیوی پر شوہر کے جو واجبی حقوق ہیں ان میں بیوی کی نافرمانی] کا خوف کھائے، اور اس کی نافرمانی کے قرائن ظاہر ہوں تو:

[۱] بیوی کو نصیحت کرے۔

[۲] اگر مسلسل نافرمانی کرتی رہے تو: بستر الگ کرلے۔

[۳] اگر پھر بھی باز نہ آئے تو اس کو ہلکی مار مارے، [اور حدیث میں ہے کہ: "**رسول اللہ ﷺ نے کبھی کسی کو اپنے ہاتھ سے نہیں مارا، نہ تو بیوی کو اور نہ ہی غلام کو**"، اور آپ ﷺ کا فرمان ہے: "**تم میں سے کوئی اپنی بیوی کو غلام کی طرح نہ مارے پھر دن کے آخری حصے میں اس سے مجامعت کرے**"]۔

اور شوہر کو ایسا کرنے سے روک دیا جائے گا اگر وہ بیوی کے حقوق ادا کرنے میں کوتاہ ہو تو۔

[۴] اگر دونوں کے درمیان ناچاقی کا اندیشہ ہو تو: حاکم وقت ایک منصف مرد والوں کی طرف سے اور ایک منصف عورت کے گھر والوں میں سے مقرر کرے، جو معاملات سے باخبر ہوں اور جمع و تفریق کی کیفیت جانتے ہوں، اگر دونوں مناسب سمجھیں تو کسی چیز کے عوض یا بلا عوض انہیں اکٹھا کردیں یا پھر دونوں کو الگ کردیں، دونوں منصف کے لئے جائز ہے کہ جو مناسب سمجھیں وہ فیصلہ کریں۔ واللہ اعلم۔

[۵] اگر پھر بھی باز نہ آئے تو: اس کو ایک طلاق دیدے۔

ملاحظہ: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿فَإِنۡ أَطَعۡنَكُمۡ﴾ (پھر اگر وہ تابعداری کریں) اور راستبازی کی طرف لوٹ آئیں ﴿فَلَا تَبۡغُواْ عَلَيۡهِنَّ سَبِيلًاۗ﴾ (تو ان پر کوئی راستہ نہ تلاش کرو)، یعنی: ماضی میں جو کچھ ہو چکا اس کا طعنہ نہ دو اور یوں نہ کہو: (تونے ایسا ایسا کیا تھا اور میں نے ایسا ایسا کہا تھا...) جو ماضی کی باتیں یاد دلائے، بلکہ جو گزر چکا سو گزر چکا، اسے چھوڑ دو۔

سوال: عورت کو اگر شوہر کی طرف سے نافرمانی اور بد دماغی کا خوف ہو، تو اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: ﴿فَلَا جُنَاحَ عَلَيۡهِمَآ أَن يُصۡلِحَا بَيۡنَهُمَا صُلۡحًاۚ﴾، (دونوں آپس میں جو صلح کرلیں اس میں کسی پر کوئی گناہ نہیں)، یعنی دونوں آپس میں صلح کرلیں۔

دونوں منصف جو مناسب سمجھیں فیصلہ کریں، چاہیں تو دونوں کو اکٹھا رکھیں یا چاہیں تو جدا کردیں، زن و شو کے مابین منصف بننے کی شرائط مندرجہ ذیل ہیں، دونوں کا:

[۱] مرد ہونا	[۲] قرابت دار ہونا	[۳] شریعت اور صورت حال سے آگاہ ہونا	[۴] اصلاح کا خواہشمند ہونا

خلع کا باب

یہ بیوی کی طرف سے [سوء معاشرت] کی وجہ سے کسی شے کے عوض یا بنا عوض کے، جدائی چاہنا ہے۔

اور اس سلسلے میں اصل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: ﴿فَإِنۡ خِفۡتُمۡ أَلَّا يُقِيمَا حُدُودَ ٱللَّهِ فَلَا جُنَاحَ عَلَيۡهِمَا فِيمَا ٱفۡتَدَتۡ بِهِۦۗ﴾ (اگر تمہیں ڈر ہو کہ یہ دونوں اللہ کی حدیں قائم نہ رکھ سکیں گے تو عورت رہائی پانے کے لئے کچھ دے ڈالے، اس میں دونوں پر کوئی گناہ نہیں)۔

اگر [ہوش مند] عورت اپنے شوہر کو جسمانی یا اخلاقی عیب کی وجہ سے ناپسند کرتی ہو، اور اسے یہ خوف ہو کہ شوہر کے واجبی حقوق کو ادا کرنے میں اس سے کوتاہی سرزد ہوگی = تو اس میں کوئی حرج نہیں کہ وہ کچھ عوض دے کر شوہر سے جدا ہو جائے۔

جس کا طلاق دینا صحیح ہے اس سے قلیل و کثیر کسی بھی قیمت پر خلع لینا صحیح ہے۔

اور اگر اللہ کے قائم کردہ حدود میں کوتاہی کا خوف نہ ہو تو اس کے باوجود خلع لینے والی عورت کے بارے میں حدیث میں آیا ہے کہ: "**جو عورت بنا کسی وجہ کے اپنے شوہر سے طلاق کا مطالبہ کرے تو اس پر جنت کی خوشبو حرام ہے**"، [لہٰذا مناسب صورت حال ہونے پر اور بنا کسی ٹھوس وجہ کہ شوہر کی مخالفت کرنے سے عورت کو روکا جائے گا]۔

کتاب الطلاق

طلاق کہتے ہیں: نکاح کے بندھن کو مکمل طور پر (طلاق بائن) یا جزئی طور پر (طلاق رجعی) کھول دینے کو۔

طلاق کی قسمیں:

[۱] طلاق سنی:		[۲] طلاق بدعی:	
واقع ہونے کے اعتبار سے: ایسے طہر (پاکی) میں طلاق دینا جس میں مجامعت نہ کی ہو۔	**طلاق کے عدد کے اعتبار سے:** صرف ایک طلاق دینا۔	**واقع ہونے کے اعتبار سے:** حالت حیض یا ایسے طہر میں طلاق دینا جس میں مجامعت کی ہو۔	**طلاق کے عدد کے اعتبار سے:** بیک وقت ایک سے زائد طلاق دینا۔

تنبیہ: طلاق کے سلسلے میں فتویٰ کے لئے مفتیان کرام اور شرعی عدالتوں سے رجوع کیا جائے گا۔

غصہ کی حالت میں طلاق دینے والوں کے تین درجے ہیں:

محل اتفاق:		[۳] محل خلاف:
طلاق واقع ہوگی: غصے کی ابتدا میں ایسا ہوا ہو، جہاں وہ اپنی کہی ہوئی باتوں کو سمجھتا ہے، اور وہ خود کو روک سکتا ہے۔	**طلاق واقع نہیں ہوگی:** جب غصہ اپنی انتہا کو پہنچا ہوا ہو جہاں اسے احساس ہی نہیں ہوتا کہ کیا بول رہا ہے۔	جہاں معاملہ بین بین کا ہو، یعنی اسے احساس ہو کہ کیا بول رہا ہے لیکن غصہ اس پر حاوی ہو۔

اور اس سلسلے میں اصل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: ﴿يَـٰٓأَيُّهَا ٱلنَّبِيُّ إِذَا طَلَّقْتُمُ ٱلنِّسَآءَ فَطَلِّقُوهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ﴾ (اے نبی! (اپنی امت سے کہو کہ) جب تم اپنی بیویوں کو طلاق دینا چاہو تو ان کی عدت (کے دنوں کے آغاز) میں انہیں طلاق دو)۔

عورتوں کو اس کی عدت میں طلاق دینے کی تفسیر ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں وارد ہے جس میں ہے کہ انہوں نے اپنی بیوی کو حیض کی حالت میں طلاق دے دیا تھا، اور عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے بارے میں پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **"ان سے کہو کہ اپنی بیوی سے رجوع کر لیں اور پھر اپنے نکاح میں باقی رکھیں۔ جب ماہواری (حیض) بند ہو جائے، پھر ماہواری آئے اور پھر بند ہو، تب اگر چاہیں تو اپنی بیوی کو اپنے نکاح میں باقی رکھیں اور اگر چاہیں تو طلاق دے دیں (لیکن طلاق اس طہر میں) ان کے ساتھ ہمبستری سے پہلے ہونا چاہئے۔ یہی (طہر کی) وہ مدت ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو طلاق دینے کا حکم دیا ہے"** اور ایک روایت میں ہے کہ: **"انہیں حکم دو کہ اپنی بیوی سے رجوع کر لیں پھر طہارت یا حمل کی حالت میں بیوی کو طلاق دیں"**۔

[﴿لَا تُخْرِجُوهُنَّ مِنۢ بُيُوتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ إِلَّآ أَن يَأْتِينَ بِفَـٰحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ﴾ (نہ تم انہیں ان کے گھروں سے نکالو اور نہ وہ (خود) نکلیں ہاں یہ اور بات ہے کہ وہ کھلی برائی کر بیٹھیں)۔]

مذکورہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ عورت کو حیض کی حالت میں یا ایسے طہر میں طلاق دینا جس میں اس سے جماع کیا ہو حلال نہیں ہے، الا یہ کہ اس کا حمل ظاہر ہو جائے۔

اور طلاق واقع ہو گی [ایسے شوہر کی طرف سے جو: بالغ، عاقل، خود مختار اور تمیز کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو =] ہر اس لفظ کے ذریعہ جو اس پر دلالت کرے، جیسے:

[۱] **بصراحت:** یعنی ایسا لفظ جس سے صرف طلاق کا ہی مفہوم سمجھ میں آتا ہو، جیسے "طلاق" یا اس سے نکلے ہوئے الفاظ، یا جو اس کے مانند ہو۔

[۲] **یا کنایتاً ہو:** جب اس لفظ سے طلاق مراد ہو، یا کوئی قرینہ ہو جو طلاق کے مفہوم پر دلالت کرے۔

اور طلاق واقع ہو گی:

[۱] **مکمل**۔

[۲] **یا شرط سے معلق ہو:** جیسے کہے: جب فلاں وقت آ جائے تو تم کو طلاق ہے، تو جب وہ وقت پایا جائے گا جس پر طلاق معلق ہے تو طلاق واقع ہو جائے گی۔

شرط سے متعلق طلاق کی چند حالتیں ہیں:

[۱] **خالص شرط:** اس سے طلاق ہر حال میں واقع ہوتی ہے۔ جیسے کہے: (اگر سورج غروب ہو جائے تو تمہیں طلاق ہو گئی) تو سورج غروب ہونے کے بعد طلاق واقع ہو جائیگی۔

[۲] **خالص قسم:** اس سے طلاق واقع نہیں ہوتی، اور اس میں قسم کا کفارہ ہے، جیسے کہے: (اگر میں زید سے بات کروں تو میری بیوی کو طلاق ہو گئی) اور مقصد یہ ہو کہ وہ باز آ جائے، تو یہ خالص قسم ہے۔ کیونکہ زید سے بات کرنے اور اس کی بیوی کی طلاق کے درمیان کوئی تعلق نہیں ہے۔

[۳] **جس میں دونوں کا احتمال ہو:** ایسی صورت میں طلاق دینے والے کی نیت کا اعتبار کیا جائے گا۔

[طلاق بائن اور طلاق رجعی کے بارے میں] فصل

آزاد مرد کو تین بار طلاق دینے کا اختیار حاصل ہے۔

جب یہ عدد مکمل ہو جائے تو اب وہ عورت اس کے لئے حلال نہیں ہو گی یہاں تک کہ: وہ نکاح صحیح کے ذریعہ دوسرے مرد سے شادی کرے، اور وہ مرد اس سے جماع کرے، اس فرمان باری تعالیٰ سے لے کر: ﴿ ٱلطَّلَٰقُ مَرَّتَانِۖ ﴾ (یہ طلاقیں دو مرتبہ ہیں) اس فرمان تک: ﴿ فَإِن طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُۥ مِنۢ بَعۡدُ حَتَّىٰ تَنكِحَ زَوۡجًا غَيۡرَهُۥۗ ﴾ (پھر اگر اس کو (تیسری بار) طلاق دے دے تو اب اس کے لئے حلال نہیں جب تک کہ وہ عورت اس کے سوا دوسرے سے نکاح نہ کرے)۔ چار حالتوں میں دی گئی طلاق، طلاق بائن واقع ہو گی:

[۱] یہ ایک صورت ہے۔

[۲] جب دخول سے پہلے طلاق دیدے، اللہ کے اس فرمان کی وجہ سے: ﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ إِذَا نَكَحۡتُمُ ٱلۡمُؤۡمِنَٰتِ ثُمَّ طَلَّقۡتُمُوهُنَّ مِن قَبۡلِ أَن تَمَسُّوهُنَّ فَمَا لَكُمۡ عَلَيۡهِنَّ مِنۡ عِدَّةٖ تَعۡتَدُّونَهَاۖ ﴾ (اے مومنو! جب تم مومن عورتوں سے نکاح کرو پھر ہاتھ لگانے سے پہلے (ہی) طلاق دے دو تو ان پر تمہارا کوئی حق عدت کا نہیں جسے تم شمار کرو)۔

[۳] جب یہ نکاح فاسد میں ہو۔

[۴] اور جب یہ عوض کے بدلے ہو۔

مطلقہ رجعیہ کا حکم بیویوں کے مانند ہے، سوائے قسم کے واجب ہونے کی حالت کو چھوڑ کر۔

اور مشروع ہے اعلان کرنا: نکاح، طلاق اور رجعت کا اور اس پر گواہ رکھنا، اللہ کے اس فرمان کی وجہ سے: ﴿وَأَشْهِدُوا۟ ذَوَىْ عَدْلٍ مِّنكُمْ﴾ (اور آپس میں سے دو عادل شخصوں کو گواہ کرلو)۔

اور حدیث میں ہے کہ: **"تین چیزیں ایسی ہیں کہ انہیں سنجیدگی سے کرنا بھی سنجیدگی ہے اور ہنسی مذاق میں کرنا بھی سنجیدگی ہے نکاح، طلاق اور رجعت"**۔ نسائی چھوڑ کر اسے اربعہ نے روایت کیا ہے۔[لہٰذا بصراحت دی گئی طلاق واقع ہو جاتی ہے خواہ وہ سنجیدگی کے ساتھ ہو یا ہنسی مذاق کرتے ہوئے یا یونہی کہا گیا ہو]۔

اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی مرفوع حدیث میں ہے کہ: **"اللہ تعالیٰ نے میری امتی کی خطاء، نسیان اور جس پر انہیں مجبور کیا گیا ہو، انہیں معاف کر دیا ہے"**۔ اسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔[لہٰذا مجبور کئے گئے شخص کا اور انتہائی غضبناک شخص جسے وہ کیا بول رہا ہے اس کی بھی سمجھ نہ ہو، کی دی گئی طلاق واقع نہ ہوگی]۔

ایلاء، ظہار اور لعان کا باب

[ایلاء: اسلام میں حرام ہے]

ایلاء یہ ہے کہ: [اللہ کی] قسم کھائے کہ وہ اپنی بیوی سے کبھی بھی، یا چار ماہ سے زائد مدت تک وطی نہیں کرے گا۔
بیوی اگر وطی کرنے کا اپنا حق طلب کرے تو شوہر کو اس کا حکم دیا جائے گا، اور اس کے لئے چار ماہ کی مدت مقرر کی جائیگی:

[۱] اگر وطی کرلے تو اسے یمین (قسم) کا کفارہ ادا کرنا ہوگا۔

[۲] اور اگر وطی سے انکار کرے تو طلاق دینے پر مجبور کیا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی وجہ سے: ﴿لِّلَّذِينَ يُؤْلُونَ مِن نِّسَآئِهِمْ تَرَبُّصُ أَرْبَعَةِ أَشْهُرٍ ۖ فَإِن فَآءُو فَإِنَّ ٱللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٢٢٦﴾ وَإِنْ عَزَمُوا۟ ٱلطَّلَٰقَ فَإِنَّ ٱللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ﴾ (جو لوگ اپنی بیویوں سے (تعلق نہ رکھنے کی) قسمیں کھائیں، ان کے لئے چار مہینے کی مدت ہے، پھر اگر وہ لوٹ آئیں تو اللہ تعالیٰ بھی بخشنے والا مہربان ہے۔ اور اگر طلاق کا ہی قصد کرلیں تو اللہ تعالیٰ سننے والا، جاننے والا ہے)۔

[ظِہار]

ظہار یہ ہے کہ کوئی شخص اپنی بیوی سے کہے: تو میرے لئے میری ماں کی پیٹھ کی طرح ہے، یا اس جیسا کوئی لفظ جس سے صریح طور پر حرمت ثابت ہو جائے، کہے۔
یہ منکر اور گناہ کا کام ہے، [یہ طلاق نہیں ہے، بلکہ یہ ایک قسم ہے جس کا کفارہ ادا کیا جاتا ہے]۔
اس کی وجہ سے بیوی حرام نہیں ہوتی ہے، لیکن اس وقت تک بیوی کو چھونا اس کے لئے حرام ہے جب تک وہ اس کام کو انجام نہ دے لے جس کا حکم اللہ تعالیٰ نے اس فرمان میں دیا ہے: ﴿وَٱلَّذِينَ يُظَٰهِرُونَ مِن نِّسَآئِهِمْ ثُمَّ يَعُودُونَ لِمَا قَالُوا۟﴾ (جو لوگ اپنی بیویوں سے ظہار کریں پھر اپنی کہی ہوئی بات سے رجوع کر لیں)۔ آخر آیات تک۔

[۱] وہ ایک مومن غلام آزاد کرے، جو کام کرنے میں رکاوٹ بننے والے عیوب سے پاک ہو۔

[۲] اگر یہ نہ پائے تو: لگاتار دو مہینہ تک روزہ رکھے۔

[۳] اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو ساٹھ مسکین کو کھانا کھلائے۔

ظِہار چاہے مطلق ہو یا کسی وقت کے ساتھ مؤقت ہو، جیسے رمضان وغیرہ۔

جہاں تک: مال، خوراک، لباس اور دیگر چیزوں کو اپنے اوپر حرام کر لینے کا تعلق ہے = تو اس میں قسم کا کفارہ ہے، اللہ کے اس فرمان کی وجہ سے: ﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ لَا تُحَرِّمُواْ طَيِّبَٰتِ مَآ أَحَلَّ ٱللَّهُ لَكُمۡ ﴾ (اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ نے جو پاکیزہ چیزیں تمہارے واسطے حلال کی ہیں ان کو حرام مت کرو) یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان امور میں یمین (قسم) کے کفارہ کا ذکر کیا ہے۔

[لِعان]

جہاں تک لعان کا تعلق ہے تو شوہر اگر بیوی پر زنا کی تہمت لگائے تو اس پر حدِّ قذف کے اسی کوڑے ہیں، الا یہ کہ:

[۱] وہ دلیل قائم کر دے: یعنی چار عادل لوگوں کی گواہی لے آئے، تو ایسی صورت میں بیوی پر حد قائم کی جائے گی۔

[۲] یا پھر لِعان کرے، تو ایسی صورت میں شوہر سے حد قذف ساقط ہو جائے گی۔

اور لعان کی وہی صفت ہے جس کا ذکر اللہ نے سورۂ نور میں کیا ہے: ﴿ وَٱلَّذِينَ يَرۡمُونَ أَزۡوَٰجَهُمۡ ﴾ آخر آیات تک۔

[۱] پانچ بار وہ اللہ کی قسم کھا کر کہے گا کہ اس کی بیوی زانیہ ہے، اور پانچویں بار میں کہے گا: (اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو اگر وہ جھوٹوں میں سے ہو)۔

[۲] پھر عورت پانچ بار اللہ کی قسم کھا کر کہے گی کہ اس کا شوہر جھوٹا ہے، اور پانچویں بار میں کہے گی: (اس پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہو اگر اس کا شوہر سچوں میں سے ہو)۔

لعان مکمل ہو جانے کے بعد:

[۱] شوہر سے حد ساقط ہو جائے گی

[۲] عورت کی سزا دور ہو جائے گی

[۳] دونوں کے درمیان جدائی ہو جائیگی، اور یہ حرمت ابدی ہوگی

[۴] اور اگر لعان میں بچے کا ذکر ہو تو اس کی نفی ہو جائے گی

اہم احکام:

❁ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ ٱجۡتَنِبُواْ كَثِيرٗا مِّنَ ٱلظَّنِّ إِنَّ بَعۡضَ ٱلظَّنِّ إِثۡمٞ﴾ (اے ایمان والو! بہت بدگمانیوں سے بچو، یقین مانو کہ بعض بدگمانیاں گناہ ہیں)، اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **"بدگمانی سے بچو، کیونکہ بدگمانی سب سے جھوٹی بات ہے"**۔ متفق علیہ۔

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ لَا يَسۡخَرۡ قَوۡمٞ مِّن قَوۡمٍ عَسَىٰٓ أَن يَكُونُواْ خَيۡرٗا مِّنۡهُمۡ وَلَا نِسَآءٞ مِّن نِّسَآءٍ عَسَىٰٓ أَن يَكُنَّ خَيۡرٗا مِّنۡهُنَّۖ وَلَا تَلۡمِزُوٓاْ أَنفُسَكُمۡ وَلَا تَنَابَزُواْ بِٱلۡأَلۡقَٰبِۖ بِئۡسَ ٱلِٱسۡمُ ٱلۡفُسُوقُ بَعۡدَ ٱلۡإِيمَٰنِۚ وَمَن لَّمۡ يَتُبۡ فَأُوْلَٰٓئِكَ هُمُ ٱلظَّٰلِمُونَ﴾ (اے ایمان والو! مرد دوسرے مردوں کا مذاق نہ اڑائیں ممکن ہے کہ یہ ان سے بہتر ہو اور نہ عورتیں عورتوں کا مذاق اڑائیں ممکن ہے یہ ان سے بہتر ہوں، اور آپس میں ایک دوسرے کو عیب نہ لگاؤ، اور نہ کسی کو برے لقب دو، ایمان کے بعد فسق برا نام ہے)، اور ارشادِ ربانی ہے: ﴿وَيۡلٞ لِّكُلِّ هُمَزَةٖ لُّمَزَةٍ﴾ (بڑی خرابی ہے ہر ایسے شخص کی جو عیب ٹٹولنے والا غیبت کرنے والا ہو)۔

❁ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **"کسی آدمی کے برا ہونے کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے"**۔ اس حدیث کو مسلم نے روایت کیا ہے۔

عدتوں اور استبراء کی کتاب

عدت کہتے ہیں: ایسی عورت کا انتظار میں بیٹھنا جس کا شوہر موت یا طلاق کی وجہ سے جدا ہو گیا ہو۔

عدت کو واجب کرنے والی مفارقت وجدائی کی قسمیں:

[۱] موت کی وجہ سے مفارقت۔

[۲] حالت حیات میں طلاق کی وجہ سے مفارقت: اور ایسی عورت کی دو قسمیں ہیں:

- [ا] ان کے ساتھ دخول ہو چکا ہو۔
- [ب] ان کے ساتھ دخول نہ ہوا ہو۔

[۱] موت کی وجہ سے مفارقت:

اگر شوہر کی وفات ہوئی ہو تو عورت ہر حال میں عدت گزارے گی:

[أ] اگر وہ حاملہ ہو تو اس کی عدت وضعِ حمل ہے، اللہ کے اس فرمان کی وجہ سے: ﴿وَأُوْلَٰتُ ٱلۡأَحۡمَالِ أَجَلُهُنَّ أَن يَضَعۡنَ حَمۡلَهُنَّۚ﴾ (حاملہ عورتوں کی عدت ان کا وضع حمل ہے)۔
اور یہ حکم عام ہے، خواہ یہ مفارقت موت کی وجہ سے ہوئی ہو، یا حالت حیات میں (طلاق کی وجہ سے)۔

[ب] اور عورت اگر حاملہ نہ ہو تو اس کی عدت چار مہینہ دس دن ہے۔

عدت کی اس مدت میں عورتوں پر لازم ہے کہ وہ سوگ منائے:

[ا] انہیں چھوڑ کر:

زیب وزینت نہ کرکے۔	خوشبو نہ لگا کر۔
زیور نہ پہن کر۔	مہندی وغیر لگا کر خود کو آراستہ نہ کرکے۔

[ب] جس گھر میں رہتے ہوئے شوہر کی وفات ہوئی ہو اسی گھر میں رہنا عورتوں پر لازم ہے، لہذا دن میں بنا حاجت کے اس گھر سے باہر نہ نکلے، اللہ کے اس فرمان کی وجہ سے: ﴿وَٱلَّذِينَ يُتَوَفَّوۡنَ مِنكُمۡ وَيَذَرُونَ أَزۡوَٰجٗا يَتَرَبَّصۡنَ بِأَنفُسِهِنَّ أَرۡبَعَةَ أَشۡهُرٖ وَعَشۡرٗاۖ﴾ (تم میں سے جو لوگ فوت ہو جائیں اور بیویاں چھوڑ جائیں، وہ عورتیں اپنے آپکو چار مہینے اور دس (دن) عدت میں رکھیں)۔

...

[ا] اگر دخول سے قبل عورت کو طلاق دے دے تو اس پر کوئی عدت نہیں ہے، اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی وجہ سے: ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ إِذَا نَكَحۡتُمُ ٱلۡمُؤۡمِنَٰتِ ثُمَّ طَلَّقۡتُمُوهُنَّ مِن قَبۡلِ أَن تَمَسُّوهُنَّ فَمَا لَكُمۡ عَلَيۡهِنَّ مِنۡ عِدَّةٖ تَعۡتَدُّونَهَاۖ﴾ (اے مومنو! جب تم مومن عورتوں سے نکاح کرو پھر ہاتھ لگانے سے پہلے (ہی) طلاق دے دو تو ان پر تمہارا کوئی حق عدت کا نہیں جسے تم شمار کرو)۔

[۲] مفارقت اگر حالت حیات میں (طلاق کی وجہ سے) ہوئی ہو:

[ب] اور اس سے دخول کر چکا ہو یا خلوت اختیار کر چکا ہو:

[۱] اگر وہ حاملہ ہے تو اس کی عدت وضع حمل ہے، خواہ یہ مدت لمبی ہو یا چھوٹی۔

اور اگر عورت حاملہ نہ ہو:

[۲] اور اسے حیض آتا ہو، تو اس کی عدت مکمل تین حیض ہے، اللہ کے اس فرمان کی وجہ سے: ﴿ وَٱلۡمُطَلَّقَٰتُ يَتَرَبَّصۡنَ بِأَنفُسِهِنَّ ثَلَٰثَةَ قُرُوٓءٖ ﴾ (طلاق والی عورتیں اپنے آپ کو تین حیض تک روکے رکھیں)۔

[۳] اور اسے حیض نہ آتا ہو - چھوٹی عمر ہونے کی وجہ سے یا اسے مطلقاً حیض ہی نہ آتا ہو یا حیض آنا بند ہو چکا ہو - تو اس کی عدت تین مہینہ ہے، اللہ کے اس فرمان کی وجہ سے: ﴿ وَٱلَّٰٓـِٔي يَئِسۡنَ مِنَ ٱلۡمَحِيضِ مِن نِّسَآئِكُمۡ إِنِ ٱرۡتَبۡتُمۡ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلَٰثَةُ أَشۡهُرٖ وَٱلَّٰٓـِٔي لَمۡ يَحِضۡنَۚ ﴾ (تمہاری عورتوں میں سے جو عورتیں حیض سے ناامید ہو گئی ہوں، اگر تمہیں شبہ ہو تو ان کی عدت تین مہینے ہے اور ان کی بھی جنہیں حیض آنا شروع ہی نہ ہوا ہو)۔

[۴] اگر اسے حیض آرہا تھا اور دودھ پلانے وغیرہ کی وجہ سے حیض آنا بند ہو گیا تو: وہ حیض آنے کا انتظار کرے گی اور اسی حساب سے عدت گزارے گی۔

[۵] اور اگر حیض آنا بند ہو گیا ہو مگر اس کے بند ہونے کا سبب معلوم نہ ہو تو: بطور احتیاط نو (۹) مہینہ تک حمل کا انتظار کرے گی، پھر تین مہینہ عدت گزارے گی۔

[۶] عدت گزار لینے کے بعد اگر حمل ظاہر ہونے کا شک ہو تو شک زائل ہونے تک وہ دوسری شادی نہیں کرے گی۔

جس عورت کا شوہر گم ہو تو وہ حاکم وقت کے اجتہاد کے مطابق اس کی موت کا یقین ہونے تک انتظار کرے گی، پھر عدت گزارے گی۔ اور نان ونفقہ واجب نہیں ہے، مگر:

[۱] معتدہ رجعیہ کے لئے۔

[۲] یا اس کے شوہر نے اس کی زندگی میں حالت حمل میں طلاق دی ہو، اللہ کے اس فرمان کی وجہ سے: ﴿وَإِن كُنَّ أُوْلَٰتِ حَمۡلٖ فَأَنفِقُواْ عَلَيۡهِنَّ حَتَّىٰ يَضَعۡنَ حَمۡلَهُنَّۚ ﴾ (اگر وہ حمل سے ہوں تو جب تک بچہ پیدا ہو لے انہیں خرچ دیتے رہا کرو)۔

استبراء کہتے ہیں: ان لونڈیوں کے انتظار کرنے کو جن کے آقا ان سے جماع کرتے رہے ہوں۔

لہٰذا اس آقا کے بعد اس کا شوہر یا (نیا) آقا اس وقت تک اس سے جماع نہ کرے جب تک:

[۱] اسے ایک حیض نہ آ جائے۔

[۲] اگر اسے حیض نہ آتا ہو تو: ایک مہینہ انتظار کرے گی۔

[۳] جب تک وہ بچہ نہ جنے اگر حاملہ تھی تو۔

بیویوں، اقارب، غلاموں اور پرورش میں رہنے والوں کے نفقات کا باب

نفقہ (کفالت) کے واجب ہونے کے شرائط:

[۱] خرچ کرنے والے کا مالدار ہونا۔	[۲] جس پر خرچ کیا جارہا ہے اس کو اس کی حاجت ہونا۔	[۳] ہم مذہب ہونا، الا یہ کہ وہ والی ہو۔	[۴] خرچ کرنے والا جس پر خرچ کررہا ہے اس کا وارث ہو خواہ فرضاً، یا تعصیباً یا رحم (قرابت) کے ذریعہ۔

انسان پر واجب ہے: بیوی کا نان ونفقہ، اس کے لباس اور رہائش کا شوہر کی حیثیت کے مطابق معروف طریقہ سے انتظام کرنا، اللہ کے اس فرمان کی وجہ سے: ﴿ لِيُنفِقْ ذُو سَعَةٍ مِّن سَعَتِهِۦ ۖ وَمَن قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهُۥ فَلْيُنفِقْ مِمَّآ ءَاتَىٰهُ ٱللَّهُ ۚ لَا يُكَلِّفُ ٱللَّهُ نَفْسًا إِلَّا مَآ ءَاتَىٰهَا ۚ ﴾ (کشادگی والے کو اپنی کشادگی سے خرچ کرنا چاہئے اور جس پر اس کے رزق کی تنگی کی گئی ہو اسے چاہئے کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے اسے دے رکھا ہے اسی میں سے (اپنی حسب حیثت) دے)۔
بیوی کے طلب کرنے پر شوہر کو اس میں سے واجب مقدار کا پابند کیا جائے گا۔
اور مسلم کی روایت جو جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اس میں ہے کہ: **"ان کا نان ونفقہ اور ان کا لباس دستور کے مطابق مہیا کرنا ان کی طرف سے تم پر لازم ہے"۔**
اور انسان پر لازم ہے:

[۱] مالدار ہونے کی صورت میں اپنے رشتہ داروں پر خرچ کرنا۔	[۲] اسی طرح سے جس کا وہ فرضاً یا تعصیباً وارث ہو گا اس پر خرچ کرنا۔

اور حدیث میں ہے: **"طعام اور لباس غلام کا حق ہے اور اس پر کام کی اتنی ذمہ داری نہ ڈالی جائے جو اس کے بس میں نہ ہو"۔**
اور اگر وہ اس سے شادی کرانے کے لئے کہے تو واجبی طور پر اس کی شادی کروائے۔ اور انسان پر واجب ہے کہ وہ:

[۱] اپنے جانوروں کو کھلائے پلائے۔	[۲] اور اس پر اتنا بوجھ نہ ڈالے جو اس کے لئے مضر ہو۔

حدیث میں ہے کہ: **"انسان کے لئے اتنا گناہ ہی کافی ہے کہ وہ جن کی خوراک کا مالک ہے انہیں نہ دے"۔**
اور حضانہ (پرورش) کا مطلب ہے: بچے کو اس کے لیے نقصان دہ چیزوں سے بچانا اور اس کے مفادات کا خیال رکھنا، اور یہ واجب ہے اس شخص پر جس پر اس کا نان ونفقہ اٹھانے کی ذمہ داری ہے، لیکن:

[۱] ماں اپنے بچے کی زیادہ حقدار ہے اگر وہ سات سال سے کم عمر کا ہو خواہ وہ لڑکا ہو یا لڑکی۔

[۲] بچہ جب سات سال کی عمر کو پہنچ جائے تو:

[أ] اگر وہ لڑکا ہو تو اسے والدین کا اختیار دیا جائے گا اور وہ جس کا انتخاب کرے گا اس کے ساتھ رہے گا۔	[ب] اور اگر لڑکی ہو تو اس کے ساتھ رہے گی جو اس کی مصلحتوں کا زیادہ خیال رکھے، چاہے باپ ہو یا ماں۔

اور محضون (گود کے بچہ) کو ایسے انسان کے ساتھ نہیں چھوڑا جائے گا جو اس کی حفاظت اور مصلحتوں کا خیال نہ رکھے۔

فقہ الاسرۃ سے متعلق سوالات

سوال:	صحیح	غلط
نکاح کرنا رسولوں کی سنت ہے	☐	☐
نکاح اخلاقی صفائی اور پاکدامنی کی علامت ہے	☐	☐
اگر کسی کے دل میں کسی عورت کو نکاح کا پیغام دینے کی خواہش ہو تو اس کے لئے اتنا دیکھنا جائز ہے جو اس سے نکاح کے لئے ترغیب کا باعث بنے	☐	☐
ایک مسلمان بھائی کے پیغام پر دوسرے مسلمان کا پیغام بھیجنا حلال ہے	☐	☐
اس زمانے میں نوجوانوں کا نکاح کرنا نفل حج کرنے سے بھی افضل ہے	☐	☐
برتھ کنٹرول قوم کی ترقی کا مظہر ہے	☐	☐
اگر عورت سمجھدار اور عقلمند ہو تو وہ اپنی شادی خود کر سکتی ہے	☐	☐
اسلام غالب ہونے کے لئے آیا ہے مغلوب ہونے کے لئے نہیں	☐	☐
حمل ایسی حالت ہے جس میں طلاق دینا حرام ہے	☐	☐
شوہر اگر دخول سے قبل اپنی بیوی کو طلاق دیدے تو وہ بنا عدت گزارے بائنہ (جدا) ہو جائے گی	☐	☐
شوہر اگر بیوی سے گم ہو جائے پھر بیوی کو اس کی موت کا علم ہو تو وہ اس وقت سے عدت گزارے گی جب سے شوہر غائب ہوا ہے	☐	☐
خرچ کرنے والے کے لئے شرط ہے کہ وہ جس پر خرچ کر رہا ہے اس کا فرضاً یا تعصیباً یا قرابت کے ذریعہ وارث بنتا ہو	☐	☐
حضانت (پرورش) کے معاملہ میں ماں کو باپ پر ترجیح دی جائے گی	☐	☐
نکاح تحلیل کے لئے صرف عقد کافی ہے	☐	☐
حیض کی حالت میں طلاق دینا حرام ہے	☐	☐
طلاق میں اصل یہ ہے کہ وہ رجعی ہو	☐	☐
رجعت کے صحیح ہونے کے لئے یہ شرط ہے کہ وہ عدت کے دوران ہو	☐	☐
شرعی ایلاء کی مدت دو مہینہ ہے	☐	☐
ظِہار کا حکم تکلیفی یہ ہے کہ یہ حرام ہے	☐	☐
طلاق بائن بینونہ صغری کی ایک صورت ہے: دخول سے قبل طلاق دینا	☐	☐
زن و شو کے درمیان ہر فرقت کے بعد عدت لازم ہے	☐	☐

نگاہیں نیچی رکھنے اور شرمگاہ کی حفاظت کے لئے سب سے عمدہ طریقہ ہے: ☐ نکاح ☐ حج ☐ صیام (روزہ)

- مناسب یہ ہے کہ اختیار کرے: □ دیندار □ حسب والی □ محبت کرنے والی □ زیادہ بچے جننے والی عورتوں کو □ سبھی
- مطلقہ بائنہ کو تعریضاً (اشارتاً) نکاح کا پیغام دینا: □ جائز ہے □ ناجائز ہے
- ایجاب: □ ولی □ شوہر یا اس کے نائب کی طرف سے، صادر ہونے والے لفظ کو کہتے ہیں
- عدت والی عورت کو بصراحت نکاح کا پیغام دینا: □ حرام ہے □ مکروہ ہے □ جائز ہے
- عقد نکاح پر گواہ رکھنا: □ مستحب ہے □ واجب ہے □ جائز ہے
- ایک سمجھدار کنواری عورت کا زبردستی ایسا شوہر بنانا جو اسے منظور نہیں: □ جائز ہے □ ناجائز ہے □ واجب ہے
- بے حیائی کی طرف لے جانے والے اسباب کو روکنے میں شریعت کا توجہ دینا: □ ظاہر ہے □ مخفی ہے
- اسلام نے عورتوں کے حقوق کی (□ حفاظت کی ہے □ حفاظت نہیں کی ہے)
- حیلہ، حرام کو مباح (□ بنادیتا ہے □ نہیں بناتا ہے)
- کسی نے کسی عورت سے تیس ہزار میں شادی کی اور عورت نے چالیس ہزار دے کر خلع لیا تو ایسا کرنا: □ جائز ہے □ ناجائز ہے
- وہ طلاق جس کے واقع ہونے کے لئے نیت شرط ہے: □ وہ طلاق ہے جو صراحتاً ہو □ جو کنایتاً ہو
- اس طلاق کی مثال جو بنانیت کے واقع نہیں ہوتی ہے، یہ کہنا ہے: □ اپنے گھر والوں کے پاس چلی جاؤ □ تجھے طلاق ہے
- کسی شخص نے اپنی بیوی سے کہا: (تم طلاق یافتہ ہو) اور مقصد اسے ڈرانا ہو، تو: □ طلاق واقع ہو گی □ طلاق واقع نہیں ہو گی
- حائضہ کو طلاق دینا: □ جائز ہے □ جائز نہیں ہے ❁ ظِہار کا کفارہ ہے: □ ترتیب وار □ اسے اختیار ہے
- جب اپنی بیوی سے کہے: (تو میرے اوپر حرام ہے)، تو یہ: □ ظہار ہے □ طلاق رجعی ہے □ طلاق بائن ہے
- جس نے ظِہار کا کفارہ ادا کرنے سے قبل جماع کر لیا وہ: □ گناہگار ہے □ گناہگار نہیں ہے کیونکہ اسے ہر حال میں کفارہ ادا کرنا ہی ہے
- سنت سے موافقت اور عدم موافقت کے اعتبار سے طلاق کی قسمیں ہیں: □ سنی □ بدعی □ دونوں
- غضبناک شخص کی طلاق جو اپنے کہنے اور کرنے سے پوری طرح واقف ہو: □ واقع ہو جاتی ہے □ واقع نہیں ہوتی
- جدید وسائل کا استعمال کرتے ہوئے جس میں شروط وارکان مکمل ہوں اور وہ ہیرا پھیری سے محفوظ ہو تو ایسا عقد نکاح کرنا: □ صحیح ہے □ صحیح نہیں ہے
- مال حاصل کرنے کے مقصد سے سرپرست کا عورت کو شادی سے روکنا: □ کبیرہ گناہ ہے □ جائز ہے □ مکروہ ہے
- درج ذیل عارضی حرمت کو واضح کریں: □ دو بہنوں کے مابین جمع کرنا □ چار سے زائد عورتوں سے بیک وقت نکاح کرنا □ عدت والی عورت سے نکاح کرنا □ حالت استبراء والی عورت سے نکاح کرنا □ جس کو اس نے تین طلاق دے دیا ہو اس سے نکاح کرنا □ حج یا عمرہ کا احرام باندھی ہوئی عورت سے نکاح کرنا □ کافر کا مسلمان سے شادی کرنا □ مسلمان کا کافر سے نکاح کرنا □ مذکورہ سبھی۔
- عقد نکاح سے وابستہ شرائط کی قسمیں ہیں: □ صحیح □ فاسد □ دونوں۔
- درج ذیل میں سے فاسد شرطوں کی وضاحت کریں: □ نکاح شغار □ نکاح تحلیل □ مستقبل کی کسی شرط پر نکاح کو معلق کرنا □ نکاحِ موقت □ نکاحِ متعہ □ طلاق کی نیت سے نکاح کرنا
- زوجین کے حقوق ہیں: □ مشترکہ حقوق □ شوہر کے حقوق □ بیوی کے حقوق □ سبھی

کتاب: کھانے کے احکام ومسائل

کھانے سے متعلق عمومی قاعدے:

[۱] کھانے میں اصل یہ ہے کہ سبھی حلال ہیں۔ [۲] ہر وہ طاہر چیز جس میں مضرت نہ ہو تو وہ مباح ہے۔

[۳] زمین کی ہر چیز ہمارے لیے حلال ہے: کھانا، پینا، لباس اور فائدہ اٹھانا۔

[۴] کھانے میں اصل یہ ہے کہ یہ مومنوں کے لئے حلال ہے، لیکن ان کے علاوہ کے لئے نہیں۔

[۵] ہر نجس حرام ہے، جبکہ ہر حرام نجس نہیں ہے۔ [۶] تمام سمندری جانور بغیر استثناء کے جائز ہیں۔

[۷] ہر وہ شے جس کو قتل کرنے کا شارع نے حکم دیا ہے یا جس کو قتل کرنے سے شارع نے روکا ہے، وہ حرام ہے۔

کھانے کے آداب:

- نبی ﷺ نے فرمایا: **"اے لڑکے! بسم اللہ کہو، داہنے ہاتھ سے کھاؤ، اور اپنے قریب سے کھاؤ"۔**
- دستر خوان اٹھالینے کے بعد نبی ﷺ یہ دعا پڑھتے: «**الْحَمْدُ لِلَّهِ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ غَيْرَ مَكْفِيٍّ، وَلَا مُوَدَّعٍ، وَلَا مُسْتَغْنًى عَنْهُ رَبَّنَا**».
- نبی ﷺ نے فرمایا: **"میں ٹیک لگا کر نہیں کھاتا"۔**
- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے: **"نبی ﷺ نے کبھی کسی کھانے میں عیب جوئی نہیں کی، اگر خواہش ہوتی تو کھاتے ورنہ چھوڑ دیتے"۔**
- کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: **"رسول اللہ ﷺ تین انگلیوں سے کھاتے اور ہاتھ پونچھنے سے پہلے اس کو چاٹتے"۔**

اور اس کی [-یعنی: کھانے کی-] دو قسمیں ہیں: حیوان اور غیر حیوان:

[۱] غیر حیوان یہ ہے:

[ا] اناج اور پھل وغیرہ: یہ سب جائز ہیں، سوائے ان کے جو نقصان دہ ہوں، جیسے زہر وغیرہ۔

[ب] پینے کی سبھی چیزیں مباح ہیں، سوائے اس کے جو نشہ آور ہو، لہٰذا نشہ آور چیز کی مقدار خواہ وہ کثیر ہو یا قلیل ہو، حرام ہے، اس حدیث کی وجہ سے: **"ہر نشہ آور چیز حرام ہے، جس چیز کا ایک فَرَق (سولہ رطل) کی مقدار نشہ پیدا کر دے تو اس کی مٹھی بھر مقدار بھی حرام ہے"۔**

اور شراب اگر سرکہ میں بدل جائے تو حلال ہے۔

[١] **بحری:** سمندر میں رہنے والا ہر جانور خواہ وہ زندہ ہو یا مردہ حلال ہے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿أُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ ٱلْبَحْرِ وَطَعَامُهُۥ﴾ (تمہارے لئے دریا کا شکار پکڑنا اور اس کا کھانا حلال کیا گیا ہے)، [سوائے اس کے جس میں زہر ہو یا مینڈک کی طرح غلیظ اور گندا ہو]۔

[٢] **اور حیوان کی دو قسمیں ہیں:**

[ب] **جہاں تک بری جانور کی بات ہے:** تو اسمیں بھی اصل حلت ہی ہے، [بشمول: مویشی، گھوڑا، گوہ، جنگلی گدھا (زیبرا)، خرگوش، ہرن، شتر مرغ، مرغی اور ٹڈی]، سوائے اس کے جس سے شارع نے منع فرمایا ہے، ان میں سے ہے:

[١] جو ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے کہ: **"درندوں میں سے ہر کچلی والے جانور کو کھانا حرام ہے"**۔ [جیسے: ہاتھی، کتا، سور، بندر، بلی اور ریچھ]۔

[٢] **"اور ہر پنجہ والے پرندے کے کھانے سے منع فرمایا ہے"**۔ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔ [یعنی: جو پنجے سے شکار کرے، جیسے: صقر، چیل اور الو]۔

[٣] **"اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پالتو گدھوں کے گوشت کھانے سے منع فرمایا ہے"**۔ متفق علیہ۔

[٤] **"نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چار جانوروں کے قتل سے روکا ہے: چیونٹی، شہد کی مکھی، ہدہد، لٹورا چڑیا"**۔ اسے احمد اور ابو داود نے روایت کیا ہے۔ [اور قاعدہ ہے کہ: ہر وہ چیز جس کو قرآن وحدیث میں قتل کرنے کا حکم دیا گیا ہے یا اس سے روکا گیا ہے، اس کا کھانا حرام ہے]۔

[٥] اور ہر خبیث چیز حرام ہے، جیسے: کیڑے مکوڑے وغیرہ، [اور جو مردار کھاتا ہے جیسے: لقلق (لک لک، سارس) اور کوا]۔

[٦] "نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جلّالہ (نجاست خور جانور) کے گوشت اور دودھ سے منع فرمایا، یہاں تک کہ اسے باندھ کر رکھا جائے اور تین (دن) تک پاک چیز کھلائی جائے"۔ [اور جلالہ اس جانور کو کہتے ہیں جو زیادہ تر نجاست ہی کھاتا ہے]۔

[٧] اور جو ماکول اللحم اور غیر ماکول اللحم جانور کے ملاپ سے پیدا ہو، وہ بھی حرام ہے، جیسے: خچر۔

[دوا اور علاج سے متعلق ملحقات]

علاج و معالجہ کے بارے میں وارد بعض احادیث کا تذکرہ:

- نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: **"شفاء تین چیزوں میں ہے: پچھنا لگوانے میں، شہد پینے میں اور آگ سے داغنے میں، مگر میں اپنی امت کو آگ سے داغنے سے منع کرتا ہوں"**۔
- اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: **"اس کلونجی میں ہر بیماری کی شفا ہے، سوائے سام کے"** وہ کہتی ہیں کہ میں نے پوچھا: سام کیا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **"موت"**۔

- نبی ﷺ نے فرمایا: "**تلبینہ مریض کے دل کو سکون پہنچاتا ہے اور غم کو دور کرتا ہے**"۔ تلبینہ ایک غذا ہے جو سوپ (دلیہ) کی طرح ہوتی ہے، جو آٹے اور چھان سے بنائی جاتی ہے، بسا اوقات اس میں شہد ملایا جاتا ہے، "تلبینہ" اس لیے کہتے ہیں کہ اس کا رنگ لبن یعنی دودھ جیسا سفید ہوتا ہے۔
- نبی ﷺ نے فرمایا: "**تم یہ عود ہندی (کوٹ) اپنے لیے لازم کرلو، اس لیے کہ اس میں سات بیماریوں کا علاج ہے، اگر "عذرہ" (ورم حلق) کی شکایت ہو تو اس کو ناک میں ٹپکایا جائے، اور اگر "ذات الجنب" (نمونیہ) کی شکایت ہو تو اسے منہ سے پلایا جائے**"۔
- نبی ﷺ نے فرمایا: "**بہترین علاج جو تم کرتے ہو وہ پچھنا لگوانا ہے اور عمدہ دوا قسط بحری (عود ہندی) استعمال کرنا ہے**"۔
- نبی ﷺ نے فرمایا: "**کھمبی اس 'من' میں سے ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اتارا تھا اور اس کا پانی آنکھ کی شفا ہے**"۔
- نبی ﷺ نے فرمایا: "**بخار جہنم کی گرمی سے ہوتا ہے، لہٰذا اسے پانی سے ٹھنڈا کرو**"۔
- نبی ﷺ نے فرمایا: "**جب تم سن لو کہ کسی جگہ طاعون کی وبا پھیل رہی ہے تو وہاں مت جاؤ لیکن جب کسی جگہ یہ وبا پھوٹ پڑے اور تم وہیں موجود ہو تو اس جگہ سے نکلو بھی مت**"۔
- نبی ﷺ نے فرمایا: "**جس نے ہر دن صبح کے وقت سات عجوہ کھجوریں کھالیں، اسے اس دن رات تک نہ زہر نقصان پہنچا سکے گا اور نہ جادو**"۔

رقیہ (جھاڑ پھونک) کے بارے میں وارد بعض احادیث کا تذکرہ:

- ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے ایک قبیلہ کے سردار کو بچھو کے کاٹے سے بچایا تھا، چنانچہ وہ سورۂ فاتحہ پڑھنے لگے اور اس پر دم کرتے ہوئے منہ کا تھوک بھی اس جگہ پر ڈالنے لگے، تو وہ شخص ٹھیک ہو گیا، قبیلہ کے لوگ کچھ بطور ہدیہ بکریاں لے کر آ گئے، تو نبی ﷺ نے فرمایا: "**تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ سورۂ فاتحہ سے دم بھی کیا جا سکتا ہے، ان بکریوں کو لے لو اور اس میں میرا بھی حصہ لگاؤ**"۔
- عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ: "**نبی ﷺ اپنے مرض الموت میں اپنے اوپر معوذات کا دم کیا کرتے تھے، پھر جب آپ کے لئے یہ دشوار ہو گیا تو میں ان کا دم آپ پر کیا کرتی تھی اور برکت کے لئے آپ ﷺ کا مبارک ہاتھ آپ کے جسم مبارک پر پھیرتی تھی**"۔
- عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ: "**رسول اللہ ﷺ جب اپنے بستر پر آرام فرمانے کے لئے لیٹتے تو اپنی دونوں ہتھیلیوں پر 'قل هو الله احد، قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس' پڑھ کر دم کرتے پھر دونوں ہاتھوں کو اپنے چہرہ پر اور جسم کے جس حصہ تک ہاتھ پہنچ پاتا پھیرتے**"۔
- عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے: "**نظر بد لگ جانے پر دم کرنے کا حکم دیا ہے**"۔
- عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے: "**ہر زہریلے جانور کے کاٹنے میں جھاڑنے کی اجازت دی ہے**"۔
- نبی ﷺ یہ دعا پڑھ کر دم کیا کرتے تھے: «**اللَّهُمَّ رَبَّ النَّاسِ، مُذْهِبَ البَاسِ، اشْفِ أَنْتَ الشَّافِي، لاَ شَافِيَ إِلَّا أَنْتَ، شِفَاءً لاَ يُغَادِرُ سَقَمًا**».
- اسی دعا میں سے ہے: «**امْسَحِ البَاسَ رَبَّ النَّاسِ، بِيَدِكَ الشِّفَاءُ، لاَ كَاشِفَ لَهُ إِلَّا أَنْتَ**».
- اور انہیں میں سے ہے کہ نبی ﷺ اپنا لعاب شہادت کی انگلی پر لگاتے، پھر اسے مٹی پر رکھتے اور کچھ مٹی اس میں لگاتے، اس کے بعد اس سے زخم یا بیماری والے حصہ پر مسح کرتے اور یہ دعا پڑھتے: «**بِسْمِ اللهِ، تُرْبَةُ أَرْضِنَا، بِرِيقَةِ بَعْضِنَا، يُشْفَى سَقِيمُنَا، بِإِذْنِ رَبِّنَا**».

ذبیحہ اور شکار کا باب

ذکاۃ(ذبح کرنا) کہتے ہیں: مویشی کے خون بہانے کو، (یعنی ایسی چیز کے ذریعہ) جو داخل ہو جائے اس کی:

[۱] **گردن میں:** مقدور ہونے کی صورت میں، یاتو:

[ا] ذبح کے ذریعہ۔

[ب] یا نحر کے ذریعہ۔

[۲] **عقر (زخمی)** کرنے کے ذریعہ: غیر مقدور ہونے کی صورت میں جسم کے کسی بھی حصہ میں داخل کرکے۔

مباح حیوانات کو بغیر ذبح کئے ہوئے کھانا جائز نہیں، سوائے: مچھلی اور ٹڈی کے۔

ذکاۃ یعنی ذبح کے لئے شرط ہے کہ:

[۱] ذبح کرنے والا مسلم ہو یا اہل کتاب ہو [جو عقل مند ہو اور بھلے برے میں تمیز کر سکتا ہو]۔

[۲] کسی دھار دار چیز کے ذریعہ ہو۔

[۳] خون نکلے۔

[۴] اور گلا [سانس کا راستہ] اور غذائی نالی [کھانے کا راستہ] کاٹے۔

[۵] ذبح کرتے وقت اللہ کا نام لے۔

شکار کی شرطیں بھی یہی ہیں، سوائے اس کے کہ یہ جسم میں کسی بھی جگہ زخم پہنچانے کے ذریعہ حلال ہو جاتا ہے۔

شکار کے اقسام:

[۱] **جائز:** کھانے اور دیگر ضرورت کی خاطر شکار کرنا۔

[۲] **حرام:** تفریح کی خاطر اور یوں ہی فضول شکار کرنا۔

شکار کی شرطیں بھی یہی ہیں، سوائے اس کے کہ یہ جسم میں کسی بھی جگہ زخم پہنچانے کے ذریعہ حلال ہو جاتا ہے۔

اور شکار کے ہی مانند مانا جائے گا وہ حیوان جو بھاگ جائے اور جس کا ذبح کرنا مشکل ہو۔

رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے مرفوعا مروی ہے کہ: **"جو چیز جانور کا خون بہائے اور اس پر اللہ کا نام لیا جائے اس کو کھا، سوائے دانت اور ناخن کے، اور میں تجھ سے کہوں گا اس کی وجہ یہ ہے کہ دانت ہڈی ہے اور ناخن حبشیوں کی چھریاں ہیں"۔** متفق علیہ۔

کلب معلم (سدھایا ہوا کتا) کا شکار اس صورت میں حلال ہے کہ اسے:

[۱] جب بھیجا جائے تو جائے۔

[۲] جب روکا جائے تو رک جائے۔

[۳] اور جب پکڑ لے تو اس میں سے نہ کھائے۔

اس کا مالک جب اس کو بھیجنے لگے تو اللہ کا نام لے:

عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **"جب تم اپنے سکھائے ہوئے کتے کو چھوڑو تو اللہ کا نام ذکر کرو۔**

[۱] اگر اس کتے نے تمہارے لئے شکار کو پکڑ لیا اور شکار تمہیں زندہ ملے تو اس کو ذبح کر لو۔	[۲] اور اگر تم نے شکار کو اس حالت میں پایا ہے کہ کتے نے اسے مار ڈالا ہے لیکن اسمیں سے کچھ کھایا نہیں ہے تو اسے کھاؤ۔	[۳] اگر تم اپنے کتے کے ساتھ کوئی اور کتا پاؤ اور شکار کو مار ڈالا گیا ہے تو اس شکار کو مت کھاؤ کیونکہ تمہیں نہیں معلوم کہ دونوں میں سے کس کتے نے اسے مارا ہے۔	[۴] جب تم اپنا تیر چلاؤ تو اس پر اللہ کا نام لو۔	[۵] اگر شکار تم سے ایک دن تک اوجھل رہا، پھر اس پر اپنے تیر کے سوا کوئی اور نشان نہیں پاتے ہو تو چاہو تو اس میں سے کھاؤ۔	[۶] اگر وہ شکار پانی میں ڈوبا ہوا ملے تو تم اس کو نہ کھاؤ۔" متفق علیہ۔

اور حدیث میں ہے کہ: "اللہ تعالٰی نے ہر چیز میں احسان (اچھے سلوک اور برتاؤ) کو فرض کیا ہے، لہٰذا جب تم قتل کرو تو اچھی طرح کرو، اور جب تم ذبح کرو تو اچھی طرح کرو، اور اپنی چھریاں تیز کرلو تاکہ تم اپنے جانور کو آرام دے سکو"۔ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔ اور نبی ﷺ کا فرمان ہے: "بچوں کی ماں کا ذبح کرنا بچوں کا ذبح کرنا ہے"۔ احمد۔

ایمان (قسموں) اور نذروں کا بیان

[ایمان (قسم):]

یمین (قسم) کہتے ہیں: کسی معظم شے (جیسے اللہ، یا اس کے ناموں یا صفتوں میں سے کسی نام یا صفت) کا ذکر کر کے کسی بات کو مؤکد کرنا، مخصوص صیغوں کے ساتھ۔

اس کے صیغے ہیں: حروف قسم میں سے کوئی حرف، جیسے: واو، با، تا، ہا ممدودہ اور ہمزہ ممدودہ۔

قاعدہ: قسم میں نیت کا اعتبار کیا جائے گا، پھر اس کے سبب کا، پھر تعین کا اور پھر لفظ کا۔

قسم منعقد نہیں ہوتی ہے، مگر: اللہ کے ذریعہ یا اس کے ناموں اور صفتوں میں سے کسی نام یا صفت کے ذریعہ۔

قسم کے اقسام:

[۱] اللہ کی قسم کھانا: [ا] ماضی پر، [ب] مستقبل پر	[۲] اور غیر اللہ کی قسم کھانا شرک ہے، اس کے ذریعہ قسم منعقد نہیں ہوتی ہے۔

وہ قسم جو کفارہ کو واجب کرتی ہے اس کا مندرجہ ذیل چیزوں پر مشتمل ہونا ضروری ہے:

[۱] مستقبل کے کسی معاملہ کے لئے ہو	[۲] اللہ کی قسم کھائے	[۳] اور نیت قسم کھانے کی ہو

قسم اگر ماضی میں گزری ہوئی کسی چیز پر ہو:

[۱] اور وہ جان بوجھ کر جھوٹ بول رہا ہو [جس کے ذریعہ مسلمان کا مال حاصل کرنا مقصد ہو]: تو یہ یمین غموس ہے۔

[۲] اگر وہ اپنے آپ کو سچا سمجھ رہا ہو تو یہ لغو یمین ہے [جو غیر ارادی طور پر اس کی زبان پر چلتی ہے]؛ جیسے وہ بات کے دوران کہے: (لَا وَاللہ، نہیں اللہ کی قسم) اور (بَلٰی وَاللہ، کیوں نہیں اللہ کی قسم)۔

جو اپنی قسم توڑ دے [جان بوجھ کر اختیاری طور پر] -بایں طور کہ: اس نے جس چیز کو چھوڑنے کی قسم کھائی تھی اسے انجام دے لے، یا جس کو کرنے کی قسم کھائی تھی اسے چھوڑ دے-: تو اس پر کفارہ واجب ہے:

[۱] اختیاری طور پر:

[۱] ایک گردن (غلام) آزاد کرنا۔

[۲] یا دس مسکینوں کو کھانا کھلانا۔

[۳] یا انہیں لباس پہنانا [یعنی: دس مسکینوں کو]۔

[۲] پھر ترتیب وار:

اگر مذکورہ چیزیں نہ ہوں تو تین دن [لگاتار] روزہ رکھے۔

عبد الرحمن بن سمرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **"جب تم کسی کام پر قسم کھاؤ پھر دوسرے کام کو اس سے بہتر سمجھو تو اپنی قسم کا کفارہ ادا کر دو اور جسے تم بہتر سمجھتے ہو اسے ہی کرو"**۔ متفق علیہ۔ اور حدیث میں ہے کہ: **"جس نے کسی امر پر قسم کھائی اور ساتھ ہی ان شاء اللہ کہا، تو اس قسم کو توڑنے کا کفارہ نہیں ہے"**۔ اسے خمسہ نے روایت کیا ہے۔

کھانا کھلانے اور کھانا کھانے والے کے تین حالات ہیں:

[۱] جس میں مدفوع الیہ کو چھوڑ کر مدفوع کی تعیین کی گئی ہے، جیسے زکاۃ فطر۔

[۲] جس میں مدفوع اور مدفوع الیہ دونوں کی تعیین کی گئی ہے، جیسے: اذی (تکلیف) کا فدیہ۔

[۳] جس میں مدفوع کو چھوڑ کر مدفوع الیہ کی تعیین کی گئی ہے، جیسے: قسم کا کفارہ۔

ایمان (قسموں) میں اعتبار کیا جائے گا:

[۱] غیر مقدمہ کی صورت میں:

[ا] قسم کھانے والے کی نیت کا۔

[ب] پھر اس سبب کا جس نے قسم کھانے پر ابھارا۔

[ج] پھر اس لفظ کا جو نیت اور ارادہ پر دلالت کرے۔

[۲] مقدمہ کی صورت میں:

سوائے دعویٰ کی صورت میں، کیونکہ حدیث میں ہے: **"قسم کا مطلب قسم دینے والے کی نیت کے موافق ہو گا"**۔ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

[نذور:]

نذر لغت میں: عہد اور لازم کرنے کو کہتے ہیں: اور **شریعت میں:** (مکلف کا اپنے اوپر ایسی چیز کو لازم کر لینا جو اس پر واجب نہیں تھی)۔

نذر کے اقسام:

[۱] **غیر اللہ کے لئے نذر ماننا:** یہ شرک اکبر ہے، جیسے محض لفظ میں غیر اللہ کی قسم کھانا ہے، یہ نذر منعقد نہیں ہوتی ہے، یعنی: نہ تو اسے مکمل کرنا ہے اور نہ ہی اس کا کوئی کفارہ ہے، ایسی نذر ماننے والا اللہ کے حضور توبہ کرے۔

[۲] **اللہ تعالیٰ کی خاطر**، اور یہ منعقد ہوتی ہے، اس کی دو قسمیں ہیں:

[ا] **عام نذر:** اس میں ہر مسلمان داخل ہے ﴿يُوفُونَ بِٱلنَّذۡرِ﴾ (جو نذر پوری کرتے ہیں)، کیونکہ ہر مسلمان نے اللہ کے لئے نذر مانی ہے کہ وہ اوامر کو بجالائے گا اور نواہی سے اجتناب کرے گا۔

[ب] **خاص نذر** جیسے کسی چیز کی تعیین کے ساتھ نذر ماننے، اور اس کا حکم یہ ہے کہ:

تلفظ کرنے سے قبل: حرام ہے، کیونکہ نبی ﷺ نے ایسا کرنے سے منع فرمایا ہے، اور اگر اس میں کوئی خیر ہوتا تو نبی ﷺ ایسا ضرور کرتے، چنانچہ جب آپ نے ایسا نہیں کیا اور ایسا کرنے سے منع بھی فرمایا تو یہ اس کے جائز نہیں ہونے کی دلیل ہے۔

تلفظ کر لینے کے بعد: اس کو مکمل کرنا ضروری ہے یا قسم کا کفارہ ادا کرے، اور اس کا حکم اس کے نوع کے حساب سے مختلف ہوتا

[۱] **طاعت کی نذر:** اس کو پوری کرنا واجب ہے، اور اگر نذر توڑتا ہے تو کفارہ لازم ہے، مثال: کسی نے نہی کے اوقات کو چھوڑ کر نفل نماز پڑھنے کی منت مانی۔

[۲] **معصیت کی نذر:** اس کو پوری کرنا حرام ہے، قسم توڑنا اور اس کا کفارہ دینا واجب ہے، مثال: کسی نے حرام کام جیسے کہ غیبت کرنے کی نذر مانی۔

[۳] **مباح نذر:** اس کو کرنے -جو کہ اولی ہے- اور قسم توڑ کر کفارہ ادا کرنے کے مابین اختیار ہے، مثال: کسی نے خاص مگر مباح کپڑا پہننے کی نذر مانی۔

[۴] **قہر و غضب والی نذر:** یہ مباح کے حکم میں ہے، اور اس سے مقصود قسم کا معنی ہے، مثال: کسی نے شہر چھوڑنے کی نذر مانی۔

[۵] **مکروہ نذر:** اس کو پوری کرنا مکروہ ہے، اور قسم توڑ کر کفارہ ادا کرنا مستحب ہے، مثال: کسی نے نماز میں اِدھر اُدھر دیکھنے کی نذر مانی۔

[۶] **مطلق نذر:** یعنی قسم کھانے والا کسی چیز کی تعیین نہ کرے، اس میں کفارہ ہے، مثال: کوئی کہے: (میرے اوپر اللہ کے لئے نذر ہے) اور خاموش ہو جائے۔

نذر ماننا مکروہ ہے[یا حرام ہے]۔
نبی ﷺ نے نذر ماننے سے منع کیا ہے، اور فرمایا ہے: **"یہ کچھ بھی بھلائی لے کر نہیں آتی، اس کے ذریعہ تو صرف بخیل سے کچھ نکلوایا جاتا ہے"**۔ متفق علیہ۔
اگر نیکی کرنے کی نذر مانی ہو تو: اس کو پوری کرنا اس پر واجب ہے، نبی ﷺ کے اس فرمان کی وجہ سے: **"جس نے اللہ کی طاعت کی نذر مانی وہ طاعت کرے اور جس نے اللہ کی معصیت کی نذر مانی وہ اللہ کی نافرمانی نہ کرے"**۔ متفق علیہ۔
نذر اگر مباح ہو یا قسم کے دوران ہو - جیسے ناراضگی اور غصہ کی نذر - یا اگر معصیت کی نذر ہو، تو:

[۱] اس کو پوری کرنا واجب نہیں ہے۔	[۲] اور نذر پوری نہ کرنے کی صورت میں قسم کا کفارہ ادا کرے گا۔	[۳] اور معصیت کی نذر کو پوری کرنا حرام ہے۔

طاعت کی نذر، معصیت کی نذر اور غیر اللہ کے لئے نذر ماننے کے درمیان فرق:

[۱] اللہ کی اطاعت کی نذر: یہ منعقد ہوگی، یعنی: یا تو اسے پوری کرے یا کفارہ ادا کرے۔ اس کو پوری کرنا واجب ہے۔	**[۲] اللہ کی معصیت کی نذر:** یہ منعقد ہوگی، یعنی: یا تو اسے پوری کرے یا کفارہ ادا کرے۔ اس کو پوری کرنا حرام ہے۔	**[۳] غیر اللہ کے لئے نذر ماننا:** یہ منعقد نہیں ہوگی۔ نہ تو اس کو پوری کرے اور نہ ہی اس میں کفارہ ہے، بس اللہ کے حضور توبہ کرے۔ یہ شرک اکبر ہے۔

حفظ یمین (قسم) کے مراتب:

[۱] ابتدا میں اس کی حفاظت کرنا: کثرت سے قسم نہ کھائے۔	**[۲] بیچ میں اس کی حفاظت کرنا:** قسم پوری کرے، سوائے اس کے جو مستثنیٰ ہے۔	**[۳] اخیر میں اس کی حفاظت کرنا:** قسم توڑنے پر اس کا کفارہ ادا کرے۔	**[۴] غیر اللہ کی قسم نہ کھائے۔**

جھوٹ بولنے کی ممانعت میں وارد بعض نصوص کا ذکر:

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِۦ عِلْمٌ ۚ إِنَّ ٱلسَّمْعَ وَٱلْبَصَرَ وَٱلْفُؤَادَ كُلُّ أُو۟لَٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْـُٔولًا﴾ (جس بات کی تجھے خبر ہی نہ ہو اس کے پیچھے مت پڑ، کیونکہ کان اور آنکھ اور دل ان میں سے ہر ایک سے پوچھ گچھ کی جانے والی ہے)، ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿مَّا يَلْفِظُ مِن قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ﴾ (-انسان- منہ سے کوئی لفظ نہیں نکال پاتا مگر کہ اس کے پاس نگہبان تیار ہے)۔
اور نبی ﷺ کا فرمان ہے: **"سچ نیکی کی طرف راہ دکھاتا ہے اور نیکی جنت کو لے جاتی ہے اور آدمی سچ بولتا ہے یہاں تک کہ اللہ کے نزدیک سچا لکھ لیا جاتا ہے اور جھوٹ برائی کی طرف راہ دکھاتا ہے اور برائی جہنم کو لے جاتی ہے اور آدمی جھوٹ بولتا ہے یہاں تک کہ اللہ کے نزدیک جھوٹا لکھ لیا جاتا ہے"**۔ متفق علیہ۔

کتاب الاطعمہ سے سوالات

سوال:	صحیح	غلط
مسلمان کے لئے ایسا کھانا جائز نہیں ہے جس کی اباحت شریعت کے نص سے ثابت نہ ہو	☐	☐
سمندری حیوان مباح ہے گرچہ وہ مردہ ہو جب تک اس میں تبدیلی نہ پیدا ہو جائے	☐	☐
مگرمچھ کا کھانا حلال ہے کیونکہ یہ سمندری جانور ہے	☐	☐
محفوظ سمندری جانور اس وقت تک جائز ہیں جب تک وہ خراب نہ ہوں، جیسے سوکھے کیکڑے	☐	☐
مسکرات (نشہ آور چیزوں) میں سے صرف وہ حرام ہے جسے خمر (شراب) کہا جاتا ہے	☐	☐
اگر کسی مشروب یا ماکول کی زیادہ مقدار ہی نشہ پیدا کرتی ہو تو اس کی قلیل مقدار جائز ہے	☐	☐
جو سمندر میں زندگی گزارتا ہے اس کی حلت کے لئے ذبح کرنا شرط نہیں ہے	☐	☐
جس کو نحر کیا جاتا ہے اس کو ذبح کرنا اور جس کو ذبح کیا جاتا ہے اس کو نحر کرنا صحیح نہیں ہے	☐	☐
حیوان کو عقر (زخمی) کرنا صرف اسی صورت میں جائز ہے جب اس کو ذبح وغیرہ کرنا مشکل ہو	☐	☐
حیوان کی حلت کے لئے اس کو ذبح کرنا شرط نہیں ہے، بلکہ ایسا کرنا مستحب ہے	☐	☐
چھوٹا بچہ جس کے اندر بھلے برے کی تمیز کرنے کی صلاحیت نہ ہو اس کا ذبح کرنا جائز ہے	☐	☐
کسی شخص کا شکار کو بیچ کر اس کی قیمت سے فائدہ اٹھانے کے لئے شکار کرنا جائز ہے	☐	☐
احرام باندھے ہوئے شخص کے اوپر مچھلی کا شکار کرنا حرام ہے	☐	☐
پالتو جانوروں کا شکار کرنا جائز ہے	☐	☐
مکہ میں احرام نہ باندھے ہوئے شخص کے لئے بھی بری جانور کا شکار کرنا حرام ہے	☐	☐
کھانے کی چیزوں میں اصل یہ ہے کہ وہ حلال ہیں، لہٰذا ان میں سے کسی بھی چیز کو ہم اس وقت تک حرام نہیں کہیں گے جب تک کتاب وسنت سے اس کی کوئی دلیل نہ مل جائے	☐	☐
جس نے حیوانات یا نباتات جیسی کھانے کی چیزوں کو حرام قرار دیا اس پر دلیل لانا لازم ہے کیونکہ ان چیزوں میں اصل یہ ہے کہ یہ حلال ہیں	☐	☐
حیوان کے علاوہ میں اصل یہ ہے کہ یہ حلال ہیں جب تک اس کی مضرت نہ ثابت ہو جائے	☐	☐
ہر کچلی (دانت) والا درندہ کھانا حرام ہے، ہر پنجہ والا پرندہ کھانا حرام ہے، ہر وہ چیز جس کو مارنے کا حکم دیا گیا ہے اس کا کھانا حرام ہے، اور ہر وہ چیز جس کو مارنے سے منع کیا گیا ہے اس کا کھانا حرام ہے	☐	☐
دین اسلام جس طرح انسانوں پر رحم کرتا ہے اسی طرح حیوانوں پر بھی رحم کرتا ہے	☐	☐
ذبیحہ کے حلال ہونے کے لئے ضروری ہے کہ خون نکلے	☐	☐
نذر قضاء اور تقدیر کو نہیں ٹالتی اور یہ نہ تو خیر لانے کا اور نہ شر دور کرنے کا ذریعہ ہے	☐	☐

❁ کسی قصاب کی بکری بھاگ گئی تو اس نے بسم اللہ کہہ کر اس کے پیٹ میں گولی ماری جس سے بکری مر گئی تو یہ بکری: ☐ مردار ہے ☐ حلال ہے

❁ ایک آدمی اپنی بندوق صاف کر رہا تھا کہ اس سے گولی نکلی اور شکار کو لگی تو یہ شکار: ☐ مردار ہے ☐ حلال ہے

❁ کسی مسلم نے ذبح کرتے وقت جان بوجھ کر بسم اللہ چھوڑ دیا تو یہ ذبیحہ: ☐ مردار ہے ☐ حلال ہے

❁ وہ قسم جس پر کفارہ نہیں ہے، ایسا قسم ہے جو: ☐ ماضی کی کسی بات پر ہو ☐ غالب گمان پر ہو ☐ دونوں

❁ دونوں میں سے کس کی حرمت زیادہ شدید ہے: ☐ غیر اللہ کی سچی قسم کھانا ☐ اللہ کی جھوٹی قسم کھانا

❁ ہر پاک اور طاہر کھانے پینے کی چیزیں جن میں کوئی ضرر نہ ہو: ☐ مباح ہیں ☐ اس کے حلال ہونے کے لئے نص ضروری ہے

❁ پنجہ والا پرندہ: ☐ حلال ہے ☐ حرام ہے ☐ اس میں تفصیل ہے: اگر وہ پنجہ کے ذریعہ شکار کرتا ہو تو حرام ہے ورنہ حلال ہے

❁ کسی مسلمان نے ذبح کرتے وقت جان بوجھ کر بسم اللہ چھوڑ دیا: ☐ وہ ذبیحہ مردار ہے ☐ وہ ذبیحہ حلال ہے

❁ اونچی جگہ سے گرے ہوئے جانور کے اندر اگر زندگی کی رمق ہو اور اسے ذبح کر دیا جائے تو یہ ☐ حلال نہیں ہے ☐ حلال ہے

❁ جانور کو باندھ کر رکھنا اور اسے اپنے نشانہ کا ہدف بنانا: ☐ نشانہ بازی سیکھنے کی حد تک صحیح ہے ☐ کسی بھی حال میں صحیح نہیں ہے

❁ کسی قصاب کی بکری بھاگ گئی تو اس نے بسم اللہ کہہ کر اس کے پیٹ میں گولی ماری جس سے بکری مر گئی تو یہ بکری: ☐ مردار ہے ☐ حلال ہے

❁ ایک آدمی اپنی بندوق صاف کر رہا تھا کہ اس سے گولی نکلی اور شکار کو لگی تو یہ شکار: ☐ مردار ہے ☐ حلال ہے

❁ اگر کوئی مباح اور پاک چیز کسی انسان کے حق میں مضر ثابت ہو جائے تو وہ اس کے لئے ہو جاتی ہے: ☐ حرام ☐ حلال

❁ ذبیحہ اس وقت تک (☐ حلال ہے ☐ حلال نہیں ہے) جب تک اس پر اللہ کا نام نہ ذکر کیا جائے

❁ انسان کو کثرت سے قسم (☐ کھانا چاہیے ☐ نہیں کھانا چاہیے) اور اسے کسی اہم چیز پر ہی قسم (☐ کھانا چاہیے ☐ نہیں کھانا چاہیے)

❁ (☐ مناسب ہے ☐ نامناسب ہے) کہ انسان جب کوئی اچھی چیز دیکھے تو قسم توڑ دے

❁ نذر میں جب کسی چیز کی تعیین نہ ہو تو اس میں: ☐ قسم کا کفارہ ہے ☐ کوئی کفارہ نہیں ہے

❁ معصیت کی نذر (☐ منعقد ہوتی ہے ☐ منعقد نہیں ہوتی ہے) لیکن اس کو پوری کرنا (☐ جائز ہے ☐ جائز نہیں ہے) بلکہ اس میں وہ قسم کا کفارہ (☐ ادا کرے گا ☐ ادا نہیں کرے گا)

❁ جس نے کوئی ایسی نذر مانی جس کے وصف کو کرنے پر وہ قادر نہیں ہے تو اصل کو انجام دے اور وصف کا کفارہ ادا کرے: ☐ صحیح ☐ غلط

شے:	حلال	حرام
❁ جنگلی گدھا (زیبرا)	☐	☐
❁ زہریلے جانور جیسے: سانپ، بچھو اور چھپکلی	☐	☐
❁ جو ماکول اور غیر ماکول جانور کے ملاپ سے پیدا ہو، جیسے خچر (گھوڑا اور پالتو گدھے کے ملاپ کا نتیجہ ہے)	☐	☐
❁ جس جانور کا کھانا حلال ہے اس کو نہ کھانے کے لئے ذبح کرنا	☐	☐
❁ کسی مسلمان نے نہ سدھائے ہوئے کتے سے خرگوش کا شکار کیا	☐	☐
❁ کسی مسلمان نے سدھائے ہوئے کتے سے ہرن کا شکار کیا لیکن کتے نے اس میں سے کھالیا	☐	☐

كتاب الجنايات

جنایت: بدن پر ظلم وتعدی کو کہتے ہیں جو قصاص یا مال یا کفارہ کو واجب کرتا ہے، اور اس کی قسمیں ہیں:

[۱] نفس پر جنایت کرنا۔

[۲] نفس کے علاوہ پر جنایت کرنا:

- [ا] زخمی کرکے:
  - چہرے اور سر پر زخم لگانا
  - سارے جسم کو زخمی کرنا
- [ب] کسی عضو کو کاٹ کر
- [ج] کسی عضو کی منفعت کو معطل کرکے

ناحق قتل کرنے کی تین قسمیں ہیں:

پہلی: عمداً جارحیت کرنا، یعنی: ایسی جارحیت کرنا جو عام طور سے قتل کا سبب بنتی ہے، اس میں ولی کو دو چیزوں کا اختیار ہے:

[ا] قتل۔

[ب] دیت۔

نبی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے اس فرمان کی وجہ سے: **"جس کا کوئی عزیز قتل کر دیا جائے تو اسے دو باتوں کا اختیار ہے، یا اسے اس کا خون بہا دیا جائے یا قصاص دیا جائے"**۔ متفق علیہ۔

دوسری: شبہ عمد، یعنی ایسی جنایت کرنا جو عام طور سے قتل نہیں کرتی ہے۔

تیسری: خطاء، بغیر ارادے کے جنایت واقع ہو خواہ براہ راست ہو یا کسی سبب سے، خلاصہ یہ ہے کہ اس میں قصاص نہیں ہے، بلکہ:

[ا] قاتل کے مال میں کفارہ ہے [ایک مومن غلام آزاد کرنا، اگر یہ ممکن نہ ہو تو لگاتار دو مہینے کے روزے رکھنا]۔

[ب] اس کے عاقل پر دیت ہے، عاقل سے مراد: ان کے سبھی عصبات (رشتہ دار ہیں) خواہ وہ نزدیک کے ہوں یا دور کے، اسے ان کی حالت کے بقدر ان کے مابین تقسیم کیا جائے گا اور تین سال کی مہلت دی جائے گی، ہر سال اس کی ایک تہائی ادا کریں گے۔

نفس (جان سے مار دینے پر اس) کی قصاص کے شرائط:

[۱] قاتل کا مکلف ہونا۔

[۲] مقتول کا معصوم الدم ہونا۔

[۳] قاتل اور مقتول کے درمیان برابری کا پایا جانا، یعنی: آزادی اور دین میں برابر ہونا۔

[۴] ولادت کا نہ ہونا، لہٰذا والدین گرچہ اوپر کے ہی کیوں نہ ہو اولاد کی وجہ سے قتل نہیں کئے جائیں گے گرچہ اولاد نیچے کی ہی کیوں نہ ہوں۔

استیفاءِ قصاص (قصاص کو مکمل طور پر لینے) کی شرطیں:		
[۱] جنایت کرنے والا مکلف اور اس مستحق ہو۔	[۲] سبھی اولیاء (وارثین) کا مکمل قصاص لینے پر متفق ہونا۔	[۳] اس بات کا یقین ہونا کہ قصاص لینے سے مجرم کے علاوہ کوئی اور متاثر نہیں ہوگا۔

قتل کی تینوں قسمیں اور ان کے احکام:		
[۱] قتل عمد:	[۲] قتل شبہ عمد:	[۳] قتل خطا:
اس میں قصاص ہے۔	ان دونوں میں قصاص نہیں ہے۔	
اس میں قاتل پر دیت ہے۔	ان دونوں میں عاقل (وارثین) پر دیت (خون بہا) ہے۔	
یہ دونوں قاتل کی طرف سے جان بوجھ کر ہوتا ہے۔		یہ بلا ارادہ ہوتا ہے۔
ان دونوں میں دیت مغلظہ ہے۔		اس میں دیت مخففہ ہے۔
اس میں گناہ عظیم ہے۔	اس میں گناہ ہے۔	اس میں گناہ نہیں ہے۔
اس میں کفارہ نہیں ہے۔	ان دونوں میں کفارہ ہے۔	

دیات (خون بہا) سے متعلق دو قاعدے:

- ہر عضو جو مفلوج ہوا ہو اس میں دیت نہیں ہے، بلکہ اس میں حکومت ہے، سوائے دو اعضاء کے: کان اور ناک۔
- جس نے کسی عضو پر جنایت کی اور اسے مفلوج کر دیا تو اس پر اس عضو کی دیت ہے، سوائے ناک اور کان کے، کیونکہ مفلوج ہونے کے بعد بھی ان دونوں کی خوبصورتی برقرار رہتی ہے۔

نفس (جان سے مارنے) وغیرہ کی دیات عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ کی حدیث میں بالتفصیل مذکور ہے کہ: "نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل یمن کو لکھا..." اور اس میں تھا: "کہ جو شخص کسی مومن کو بے گناہ قتل کر دے اور گواہ موجود ہوں تو اس کو قصاصاً قتل کیا جائے گا الا یہ کہ مقتول کے ورثاء راضی ہو جائیں، اور ہر:

نفس:	انسانی جان کی دیت: سو اونٹ ہے۔		
ناک:	ناک اگر پوری کاٹ دی جائے تو اس میں: (مکمل) دیت ہے	زبان:	زبان میں: دیت ہے۔
ہونٹ:	دونوں ہونٹ کاٹ دینے میں: دیت ہے۔	آلہ تناسل:	ذکر کاٹ دینے میں: دیت ہے۔

خصیہ:	بیضتین [خصیتین] میں: دیت ہے۔	کمر (ریڑھ):	کمر میں: دیت ہے۔
آنکھ:	دونوں آنکھوں میں: دیت ہے۔	پاؤں:	ایک پاؤں کی: نصف دیت ہو گی۔
مامومہ:	مامومہ میں: تہائی دیت ہو گی۔	جائفہ:	جائفہ میں: ایک تہائی دیت ہو گی۔
مُنَقِّلِہ:	منقلہ میں: دیت پندرہ اونٹ ہو گی۔		
انگلی:	ہاتھ اور پاؤں کی انگلیوں میں سے ہر ایک انگلی کی دیت: دس اونٹ ہو گی۔		
دانت:	دانت کی دیت: پانچ اونٹ ہو گی [اس میں دانت اور داڑھ میں کوئی فرق نہیں ہے]۔		
مُوضِحَہ:	موضحہ کی دیت: پانچ اونٹ ہو گی۔		

اور ہر حاسہ کی دیت مکمل ہو گی، جیسے: سماعت، بصارت اور سونگھنے کی صلاحیت۔

اور مرد عورت کے بدلے قتل کیا جائے گا، اور سونے کی صورت میں دیت: ایک ہزار دینار ہو گی"۔ ابو داود۔

جراح (زخم) کی بعض اقسام:

[۱] **مامومہ:** دماغ کے چمڑے تک پہنچ جانے والے زخم کو کہتے ہیں۔	[۲] **جائفہ:** پیٹ کے اندر تک پہنچ جانے والے زخم کو کہتے ہیں۔	[۳] **مُنَقِّلِہ:** ہڈی کو توڑ دینے اور دوسری جگہ منتقل کرنے والے زخم کو کہتے ہیں۔	[۴] **مُوضِحَہ:** ہڈی کو ننگا اور واضح کر دینے والے زخم کو کہتے ہیں۔

انسانی جسم کو مندرجہ ذیل طبقات میں تقسیم کیا جاتا ہے:

[۱] ایک:	[۲] دو:	[۳] تین:	[۴] چار:	[۵] دس:
مثال: زبان۔ **حکم:** اس میں دیت ہے۔	**مثال:** آنکھ۔ **حکم:** ان دونوں میں مکمل دیت ہے جبکہ ایک آنکھ میں نصف دیت ہے۔	**مثال:** ناک، کیونکہ اس میں دو نتھنے اور ایک بانسا ہے۔ **حکم:** تینوں میں مکمل دیت ہے جبکہ ایک میں تہائی دیت ہے۔	**مثال:** دونوں آنکھوں پر پلکیں۔ **حکم:** چاروں میں مکمل دیت ہے، جبکہ ایک میں چوتھائی دیت ہے۔	**مثال:** ہاتھوں کی انگلیاں۔ **حکم:** دس انگلیوں میں مکمل دیت ہے، جبکہ ایک انگلی میں دسواں حصہ ہے۔

قصاص واجب ہونے کے لئے شرط ہے:

[۵] مکمل قصاص لینے کی صورت میں کسی اور جان کو نقصان پہنچنے کے اندیشے سے مامون ہونا۔	[۴] مقتول کے سبھی اولیاء (وارثین) کا متفق ہونا۔	[۳] اور قاتل کا مقتول کا والد نہ ہونا۔ لہٰذا والدین کو اولاد کے بدلے قتل نہیں کیا جائے گا۔	[۲] اور مقتول کا معصوم الدم ہونا، اور جنایت کرنے والے کے برابر ہونا: اسلام میں، غلامی میں اور آزادی میں، لہٰذا مسلم کو کافر کے بدلے اور آزاد کو غلام کے بدلے قتل نہیں کیا جائے گا۔	[۱] قاتل کا مکلف ہونا۔

ایک کے بدلے جماعت کو قتل کیا جاسکتا ہے، اگر زیادتی کیے بنا ممکن ہو تو ہر عضو کا اسی کے مثل قصاص لیا جائے گا، اللہ کے اس فرمان کی وجہ سے: ﴿وَكَتَبۡنَا عَلَيۡهِمۡ فِيهَآ أَنَّ ٱلنَّفۡسَ بِٱلنَّفۡسِ﴾ (ہم نے یہودیوں کے ذمہ تورات میں یہ بات مقرر کر دی تھی کہ جان کے بدلے جان) آخر آیات تک، اور عورت کی دیت ہے:

[۲] مگر تہائی سے کم دیت میں دونوں برابر ہیں۔	[۱] مرد کی دیت کی آدھی۔

قتل النفس (خودکشی) کے بارے میں وارد بعض نصوص:

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَلَا تَقۡتُلُوٓاْ أَنفُسَكُمۡۚ إِنَّ ٱللَّهَ كَانَ بِكُمۡ رَحِيمٗا﴾ (اور اپنے آپ کو قتل نہ کرو یقیناً اللہ تعالیٰ تم پر بہت مہربان ہے)۔

اور نبی ﷺ کا فرمان ہے: **"جس نے دنیا میں کسی چیز سے خودکشی کرلی اسے اسی چیز سے آخرت میں عذاب ہوگا"۔**

آپ ﷺ نے فرمایا: **"تم سے پہلی قوموں میں ایک شخص تھا جسے کوئی زخم ہو گیا تھا اور اس سے اسے بڑی تکلیف ہوتی تھی، آخر اس نے چھری سے اپنا ہاتھ کاٹ لیا جس کی وجہ سے خون بہنے لگا اور وہ مر گیا، تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ: میرے بندے نے خود میرے پاس آنے میں جلدی کی اس لئے میں نے بھی جنت کو اس پر حرام کر دیا"۔**

خودکشی سب سے زیادہ قنوطیت اور مایوسی کی حالت میں ہوتی ہے جبکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَمَن يَقۡنَطُ مِن رَّحۡمَةِ رَبِّهِۦٓ إِلَّا ٱلضَّآلُّونَ﴾ (اپنے رب تعالیٰ کی رحمت سے ناامید تو صرف گمراہ اور بھٹکے ہوئے لوگ ہی ہوتے ہیں)۔

معصوم الدم کافر (ذمی، مستامن اور معاہد) کو قتل کرنے کے بارے میں وارد بعض وعید کا ذکر:

نبی ﷺ نے فرمایا: **"جس نے کسی معاہد کو قتل کیا وہ جنت کی خوشبو بھی نہیں پائے گا"**، اور فرمایا: **"جس نے اہل ذمہ میں سے کسی کو قتل کیا وہ جنت کی خوشبو بھی نہیں پائے گا"**، نیز فرمایا: **"جس نے کسی کو اپنے خون کا امین بنایا اور اس نے اسے قتل کر دیا تو میں اس سے بری ہوں، خواہ مقتول کافر ہی کیوں نہ ہو"۔**

کفار کے ساتھ عہد و میثاق کی قسمیں:

[۳] **عہد جسے ان کی جانب سے توڑ دینے کا ہمیں خوف ہو:** ایسا عہد ہم انہیں لوٹا دیں گے، اللہ کا فرمان ہے: ﴿وَإِمَّا تَخَافَنَّ مِن قَوۡمٍ خِيَانَةٗ فَٱنۢبِذۡ إِلَيۡهِمۡ عَلَىٰ سَوَآءٍۚ إِنَّ ٱللَّهَ لَا يُحِبُّ ٱلۡخَآئِنِينَ﴾ (تجھے کسی قوم کی خیانت کا ڈر ہو تو برابری کی حالت میں ان کا عہد نامہ توڑ دے، اللہ تعالیٰ خیانت کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا)۔	[۲] **عہد جس کو ان لوگوں نے توڑ دیا ہو:** تو ہم بھی ایفاء عہد نہیں کریں گے، اللہ کا فرمان ہے: ﴿وَإِن نَّكَثُوٓاْ أَيۡمَٰنَهُم مِّنۢ بَعۡدِ عَهۡدِهِمۡ وَطَعَنُواْ فِي دِينِكُمۡ فَقَٰتِلُوٓاْ أَئِمَّةَ ٱلۡكُفۡرِ إِنَّهُمۡ لَآ أَيۡمَٰنَ لَهُمۡ لَعَلَّهُمۡ يَنتَهُونَ﴾ (اگر یہ لوگ عہد وپیمان کے بعد بھی اپنی قسموں کو توڑ دیں اور تمہارے دین میں طعنہ زنی کریں تو تم بھی ان سرداران کفر سے بھڑ جاؤ، ان کی قسمیں کوئی چیز نہیں، ممکن ہے کہ اس طرح وہ بھی باز آجائیں)۔	[۱] **عہد جس پر وہ لوگ قائم رہیں:** تو ہم بھی ان کے عہد کی وفا کریں گے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿فَمَا ٱسۡتَقَٰمُواْ لَكُمۡ فَٱسۡتَقِيمُواْ لَهُمۡۚ إِنَّ ٱللَّهَ يُحِبُّ ٱلۡمُتَّقِينَ﴾ (جب تک وہ لوگ تم سے معاہدہ نبھائیں تم بھی ان سے وفاداری کرو)۔

كتاب الحدود

حد کہتے ہیں: شریعت میں مقرر کردہ سزا کو۔

حد نہیں ہے، مگر جس کے اندر مندرجہ ذیل چیزیں پائی جائیں:

[۱]مکلف ہو۔	[۲]شرعی احکام کا پابند ہو۔	[۳]اس چیز کی حرمت معلوم ہو۔

اور اس کو نافذ نہیں کرے گا، مگر:

[۱]امام وقت یا اس کا نائب۔	[۲]ہاں مگر آقا خاص طور پر اپنے غلام پر حد قائم کر سکتا ہے۔

جلد (کوڑے مارنے) کی غلام کی حد آزاد سے آدھی ہے۔

[زنا کی حد]

زنا کی حد اور سزا-جو کہ قُبل یا دُبر میں فحش کاری کرنا ہے-:

[۱]اگر شادی شدہ ہو تو: اگر کسی نے شادی شدہ ہونے کے باوجود کسی عورت کے ساتھ زناکاری کی اور دونوں آزاد اور مکلف ہوں تو مرنے تک دونوں کو رجم کیا جائے گا[خواہ وہ مرد ہو یا عورت]۔	[۲]اور اگر کنوارا ہو تو: سو کوڑا لگا یا جائے گا اور ایک سال کے لئے جلاوطن کر دیا جائے گا[عورت کو محرم کے ساتھ ہی جلاوطن کیا جا سکتا ہے]۔

لیکن اس کے لئے شرط یہ ہے کہ:

[۱]چار بار اس کا اقرار کرے۔	[۲]یا چار عادل لوگ[مرد]بصراحت اس کے خلاف(زنا) کی گواہی دیں۔
[۳]یا ایسی عورت جس کا شوہر یا آقا نہ ہو وہ حاملہ ہو جائے۔	[۴]یا شوہر لعان کرے اور بیوی اپنا دفاع نہ کرے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿ٱلزَّانِيَةُ وَٱلزَّانِي فَٱجۡلِدُواْ كُلَّ وَٰحِدٖ مِّنۡهُمَا مِاْئَةَ جَلۡدَةٖ﴾ (زناکار عورت ومرد میں سے ہر ایک کو سو کوڑے لگاؤ) الآیۃ۔

اور عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مرفوعا مروی ہے کہ: **"مجھ سے سیکھ لو، مجھ سے سیکھ لو، اللہ نے ان کے لئے راہ نکالی ہے، کنوارا کنواری سے (زنا کرے) تو (ہر ایک کے لئے) سو کوڑے اور ایک سال کی جلاوطنی ہے، اور شادہ شدہ مرد اگر شادی شدہ عورت سے زنا کرے تو (ہر ایک کے لئے) سو کوڑے اور رجم ہے"**۔ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

اور نبی ﷺ کے دو امور میں سے سب سے اخیر، شادی شدہ کو صرف سنگسار کرنا ہے، جیسا کہ ماعز اور غامدیہ رضی اللہ عنہما کے قصہ میں مذکور ہے۔

زنا کے جرم میں پڑنے سے -اللہ کی اجازت سے- بچاؤ کے اقدامات:

[۱] اللہ کا تقویٰ اختیار کرنا اور دعا کرنا: ﴿وَإِلَّا تَصۡرِفۡ عَنِّي كَيۡدَهُنَّ أَصۡبُ إِلَيۡهِنَّ﴾ (اگر تو نے ان کا فن فریب مجھ سے دور نہ کیا تو میں ان کی طرف مائل ہو جاؤں گا)، اور نبی ﷺ کا فرمان ہے: **"جو اللہ کے لئے کوئی چیز چھوڑتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو اس سے بہتر چیز بطور عوض عطا فرماتا**

[۲] شادی کرنے میں جلد بازی کرنا، اگر اس کی طاقت نہ ہو تو روزہ رکھنا۔

[۳] نگاہیں نیچی رکھنا اور ایسی جگہوں میں جانے سے پرہیز کرنا جہاں عورتوں کی بھیڑ ہوتی ہے، جیسے: بازار۔

[۴] عورتوں کو حجاب کا حکم دینا، ان کے ساتھ لوچ دار آواز میں بات نہ کرنا، یا خلوت میں نہ بیٹھنا اور نہ عورتوں سے مصافحہ کرنا۔

[۵] سورۂ یوسف اور قصۂ یوسف علیہ السلام کا مطالعہ کرنا۔

[٦] صالحین کی صحبت اختیار کرنا۔

[۷] جیسا کروگے ویسا بھروگے، اور دھیان رہے کہ زنا ایک قرض ہے۔

[قذف (تہمت) کی حد اور سزا]

[یہ کبیرہ گناہ ہے،] اور جس نے کسی پاک دامن عورت پر زنا کی تہمت لگائی، یا اس کے خلاف گواہی دی، اور گواہی مکمل نہ ہوئی تو اسے:

[۱] سو کوڑے لگائے جائیں گے۔

[۲] کبھی بھی اس کی گواہی قبول نہیں کی جائیگی

[۳] اس پر فسق کا حکم لگایا جائے گا۔

اور غیر محصن (کنوارا) پر زنا کی تہمت لگانے پر تعزیر ہے۔
اور محصن کہتے ہیں: آزاد، بالغ، مسلم، عاقل اور پاک دامن کو۔

[تعزیر]

تعزیر ہر اس معصیت میں واجب ہے جس میں کوئی حد یا کفارہ نہیں ہے [جس نے کوئی حرام کام انجام دیا یا واجب کو ترک کر دیا تو ایسی صورت میں امام اپنی صواب دید کے مطابق تعزیر نافذ کرے گا]۔

[چوری کی حد]

جس نے کسی محفوظ مقام [یعنی: ایسی جگہ سے جہاں عام طور پر مال کو محفوظ رکھا جاتا ہے] سے چوتھائی دینار سونا یا اس کے مساوی کوئی چیز چوری کی تو:

[۱] ہتھیلی کے جوڑ سے اس کا داہنا ہاتھ کاٹا جائے گا، اور آگ سے داغ دیا جائیگا۔	[۲] اگر دوبارہ چوری کرے تو ٹخنے کے جوڑ سے اس کا بایاں پاؤں کاٹا جائیگا [ایڑی نہیں] اور داغ دیا جائیگا۔	[۳] اگر پھر چوری کرے تو قید کر دیا جائے گا، مگر ایک ہاتھ اور ایک پاؤں سے زیادہ نہیں کاٹا جائے گا۔

فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿وَٱلسَّارِقُ وَٱلسَّارِقَةُ فَٱقْطَعُوٓاْ أَيْدِيَهُمَا﴾ (چوری کرنے والے مرد اور عورت کے ہاتھ کاٹ دیا کرو)۔

اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے مرفوعا مروی ہے کہ: **"چور کا ہاتھ چوتھائی دینار یا اس سے زیادہ چوری کرنے پر کاٹا جائے گا"**۔ متفق علیہ۔

[مُسکر یعنی نشہ آور چیزیں پینے کی حد]

مُسکر کہتے ہیں: ہر اس چیز کو جو لذت، طرب، جوش وخروش اور نشہ و مستی پیدا کر کے عقل کو ڈھانپ لے، خواہ وہ شراب کی طرح مائع ہو یا منشیات کی طرح ٹھوس۔

اور خمر (شراب) کہتے ہیں: جو عقل کو ڈھانپ لے، چاہے وہ انگور سے ہو، کھجور سے ہو، جو سے ہو یا گیہوں وغیرہ سے ہو۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: **"ہر نشہ آور چیز حرام ہے"**۔ اور فرمایا: **"جس شراب (مائع) میں نشہ ہو وہ حرام ہے"**۔ نیز فرمایا: **"جس کی زیادہ مقدار نشہ پیدا کرے اس کی تھوڑی مقدار بھی حرام ہے"**۔

اس کی حرمت میں اس بات سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ اسے لذت کے لئے پیے، یا پیاس کی وجہ سے پیے یا دوا وغیرہ کے طور پر پیے، اور شراب تمام خرابیوں کی جڑ ہے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿إِنَّمَا ٱلْخَمْرُ وَٱلْمَيْسِرُ وَٱلْأَنصَابُ وَٱلْأَزْلَٰمُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ ٱلشَّيْطَٰنِ فَٱجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾، (یقیناً شراب اور جوا اور تھان اور فال نکالنے کے پانسے کے تیر یہ سب گندی باتیں، شیطانی کام ہیں ان سے بالکل الگ رہو تاکہ تم فلاح یاب ہو)، یہ منشیات وغیرہ سے زیادہ خطرناک ہے، اور کئی حکمتوں کے مد نظر اسے حرام قرار دیا گیا ہے، جن میں سے چند مندرجہ ذیل ہیں:

[۱] گندی باتیں شیطانی کام ہیں	[۲] لوگوں کے درمیان بغض وعداوت پیدا کرتی ہے	[۳] اللہ کے ذکر اور نماز سے روکتی ہے	[۳] شرابی اپنا دماغ کھو بیٹھتا ہے، اور اسے برائی کا احساس تک نہیں رہتا

نشہ آور چیزیں پینے والوں کا حکم: حاکم وقت اسے چالیس کوڑوں سے کم کی سزا نہ دے، اور حاکم وقت اگر مناسب سمجھے تو اس تعزیر میں اضافہ بھی کر سکتا ہے، چنانچہ عمر رضی اللہ عنہ نے شرابی کو اسی کوڑے لگائے تھے۔

[حرابہ (لوٹ مار وڈکیتی وغیرہ) کی حد]

محاربین کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿ إِنَّمَا جَزَٰٓؤُاْ ٱلَّذِينَ يُحَارِبُونَ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥ وَيَسْعَوْنَ فِي ٱلْأَرْضِ فَسَادًا أَن يُقَتَّلُوٓاْ أَوْ يُصَلَّبُوٓاْ أَوْ تُقَطَّعَ أَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُم مِّنْ خِلَٰفٍ أَوْ يُنفَوْاْ مِنَ ٱلْأَرْضِ ﴾ (جو اللہ تعالیٰ سے اور اس کے رسول سے لڑیں اور زمین میں فساد کرتے پھریں ان کی سزا یہی ہے کہ وہ قتل کر دیے جائیں یا سولی چڑھا دیے جائیں یا مخالف جانب سے ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیے جائیں یا انہیں جلاوطن کر دیا جائے)، آخری آیت تک۔

یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کے خلاف بغاوت کر کے لوٹ مار یا قتل وغارت کے ذریعہ ان کا راستہ روکتے ہیں۔

[۱] جس نے کسی کو قتل کر کے اس کا مال لے لیا، تو اسے قتل کیا جائے گا اور سولی پر لٹکایا جائے گا۔	[۲] اور جس نے قتل کیا [لیکن مال نہیں چھینا]: تو اسے قتل کیا جائے گا [اور سولی نہیں چڑھایا جائے گا]۔	[۳] جس نے مال چھینا [اور قتل نہیں کیا]: اس کا داہنا ہاتھ اور بایاں پاؤں کاٹا جائے گا۔	[۴] جس نے لوگوں کو ڈرایا [لیکن نہ تو قتل کیا اور نہ مال چھینا]: اسے جلاوطن کیا جائے گا۔

[بغاۃ (باغیوں) کی حد]

بُغاۃ (خوارج): ایسی قوم کو کہتے ہیں جس کے پاس طاقت وغلبہ ہو اور جو تاویل سائغ کے ساتھ امام کے خلاف بغاوت کرتی ہے۔

جو امام کے خلاف خروج کرے اور اسے عہدہ سے ہٹانا چاہے تو وہ باغی ہے، اور امام پر لازم ہے:

[۱] باغیوں سے مراسلت کرنا۔	[۲] جن ناجائز چیزوں کا وہ الزام لگاتے ہیں انہیں دور کرنا۔	[۳] ان کے شبہات کو بے نقاب کرنا

اگر وہ:

[۱] رک جائیں، تو ان سے رک جایا جائے گا۔	[۲] ورنہ ان سے [واجبی طور پر] قتال کیا جائے گا جب وہ قتال کریں۔

اور اس کی رعایا پر لازم ہے کہ: ان سے لڑائی میں وہ اپنے حاکم کی مدد کریں۔

اگر اسے قتل کرنا یا اس کا مال تلف کرنا مجبوری بن جائے تو کرے، اور دفاع کرنے والے پر کچھ نہیں۔

دفاع کرنے والا اگر مارا جائے تو وہ شہید ہوگا۔

ان کا پیچھا نہیں کیا جائے گا، ان کے زخمیوں کو قتل کرنے میں جلد بازی نہیں کی جائے گی، ان کے مال کو مالِ غنیمت نہیں بنایا جائے گا، اور ان کی اولاد کو قیدی نہیں بنایا جائے گا۔

دونوں فریقوں میں سے جنگ کے دوران جان ومال کا جو نقصان ہوا اس کا کوئی ضمان نہیں۔

حکم مرتد کا باب

مرتد وہ ہے: جو دین اسلام چھوڑ کر دین کفر اختیار کر لے، فعل یا قول یا اعتقاد یا شک کے ذریعہ۔
علماء رحمۃ اللہ علیہم نے ان چیزوں کو بالتفصیل ذکر کیا ہے جن کی وجہ سے انسان دائرہ اسلام سے نکل جاتا ہے، اور سبھی کا مرجع رسول اللہ ﷺ کی لائی ہوئی شریعت کا پوری طرح انکار کرنا ہے، یا شریعت کے بعض حصوں کا بنا تاویل کیے ہوئے انکار کرنا۔
جو مرتد ہو جائے: [اسے فوراً قتل کیا جائے گا، الا یہ کہ اسے مہلت دینے میں امام وقت کو کوئی مصلحت نظر آ رہی ہو] تو تین دن تک اس سے توبہ کروایا جائے گا، اگر توبہ کر لے تو ٹھیک ورنہ اسے تلوار سے قتل کر دیا جائے گا۔

وہ امور جن سے ردت ثابت ہوتی ہے:

[۱] **قول:** جیسے اللہ کو، یا اس کے رسول ﷺ کو، یا دین اسلام کو گالی دینا۔	[۲] **فعل:** جیسے بتوں کو سجدہ کرنا۔	[۳] **اعتقاد:** جیسے یہ اعتقاد رکھنا کہ اللہ عزوجل کا کوئی شریک و ساجھی ہے۔	[۴] **شک:** جیسے یہود ونصاریٰ کے کفر میں شک کرنا۔

جن امور کے ذریعہ مرتد کی توبہ ثابت ہوگی:

[۱] دو گواہوں کو لے کر آنا۔	[۲] جس کا اس نے جحود وانکار کیا ہو اس کا قرار کرنا۔	[۳] اپنے کفر سے رجوع کرنا۔

نواقض اسلام میں سے اہم نواقض دس ہیں:

[۱] اول: اللہ کی عبادت میں شرک کرنا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَلَقَدْ أُوحِيَ إِلَيْكَ وَإِلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكَ لَئِنْ أَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ﴾ (اگر تونے شرک کیا تو بلاشبہ تیرا عمل ضائع ہو جائے گا)، غیر اللہ کے لئے ذبح کرنا اسی میں داخل ہے۔	[۲] جس نے اپنے اور اللہ کے درمیان غیر اللہ کو واسطہ، وسیلہ اور سفارشی بنایا اور اس پر توکل کیا۔	[۳] جو مشرکوں کو کافر نہ سمجھے یا ان کے کفر میں شک کرے یا ان کے مذہب کو صحیح قرار دے۔	[۴] جو یہ عقیدہ رکھے کہ نبی کریم ﷺ کے طریقے سے غیروں کا طریقہ زیادہ بہتر ہے۔	[۵] جو نبی کریم ﷺ کی لائی ہوئی شریعت سے بغض رکھے گرچہ اس پر عمل پیرا ہی کیوں نہ ہو۔
[۶] جو نبی کریم ﷺ پر نازل شدہ دین یا اللہ کے عذاب وعقاب کا مذاق اڑائے۔	[۷] جادو کرنا، یا اس سے راضی ہونا، اور اسی میں سے صرف (دلوں کو پھیرنا) اور عطف (الفت و محبت) ہے۔	[۸] مسلمانوں کے خلاف مشرکین کی مدد اور ان سے دوستی کرنا۔	[۹] جو یہ عقیدہ رکھے کہ بعض لوگوں کے لیے محمد ﷺ کی شریعت کی پابندی ضروری نہیں ہے۔	[۱۰] اللہ کے دین سے اعراض وانحراف کرنا، نہ اس کا علم حاصل کرنا اور نہ ہی اس پر عمل کرنا۔

قضاء، دعاوی، بینات اور شہادات کی قسموں سے متعلق باب

قاعدہ: ہر ولایت (ذمہ داری) اور کام کے لئے دو رکن کا پایا جانا ضروری ہے: [ا] وقت، [۲] اور امانت۔

لوگوں کے درمیان فیصلہ کے لئے قاضیوں کا ہونا ضروری ہے، اور یہ فرض کفایہ ہے [اگر کچھ لوگ اسے انجام دیں تو باقی لوگوں سے ساقط ہو جائے گا، اور اگر کوئی بھی نیک آدمی اس کام کو انجام دینے کے لئے تیار نہ ہو تو سبھی گناہگار ہوں گے، لہذا:]

[ا] امام پر واجب ہے کہ قضاء کی معرفت رکھنے والوں کی تعیین کرے جو شرعی احکام سے واقف ہوں اور لوگوں کے درمیان جاری وقائع پر ان کو تطبیق دینے کی صلاحیت رکھتے ہوں۔

[۲] قاضی کے لئے معتبر صفات سے متصف سب سے عمدہ ترین شخص کو اس کی ذمہ داری دے [یعنی: مسلم، مکلف، مذکر اور عالم ہونا]۔

[۳] اس کی تعیین کرے جو اس کا اہل ہو، اور اسکے لئے اس سے بہتر شخص کوئی اور نہ ہو، اور اسے ایسی چیز میں مشغول نہ کرے جو اس سے بھی اہم ہو۔

نبی ﷺ نے فرمایا: **"مدعی کے لئے دلیل ہے اور جھٹلانے والے پر قسم کھانا ہے"**، اور آپ نے فرمایا: **"میں جو سنتا ہوں اسی کے اعتبار سے فیصلے کرتا ہوں"**۔ لہذا جو کسی شے وغیرہ کا دعوی کرے اس پر دلیل پیش کرنا لازم ہے:

[ا] یا تو دو مرد عادل گواہ۔

[۲] یا ایک مرد اور دو عورت۔

[۳] یا ایک آدمی کی گواہی اور مدعی کی قسم۔

اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی وجہ سے: ﴿وَٱسْتَشْهِدُوا۟ شَهِيدَيْنِ مِن رِّجَالِكُمْ ۖ فَإِن لَّمْ يَكُونَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَٱمْرَأَتَانِ مِمَّن تَرْضَوْنَ مِنَ ٱلشُّهَدَآءِ﴾ (اپنے میں سے دو مرد گواہ رکھ لو، اگر دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں جنہیں تم گواہوں میں سے پسند کر لو)، اور **"نبی ﷺ نے قسم کے ساتھ ایک گواہ کے ذریعہ فیصلہ کیا ہے"**۔ اور یہ صحیح حدیث ہے۔

[ا] مدعی علیہ قسم کھائے گا اور بریٔ الذمہ ہو جائے گا۔

[۲] اگر وہ قسم کھانے سے انکار کرے تو:

[ا] اس پر نکول کا فیصلہ کیا جائے گا۔

[ب] یا یمین (قسم) کو مدعی کی طرف پھیر دیا جائے گا، لہذا اگر وہ مدعی علیہ کے نکول (انکار) پر قسم کھالے تو جس چیز کا اس نے دعویٰ کیا ہے وہ اس کا ہو جائے گا۔

انسان کی طرف کی چیزوں کی نسبت کے اعتبار سے اس کی تین قسمیں ہیں:

[۱] دعویٰ: دوسرے کے خلاف کسی چیز کی نسبت اپنی طرف کرے۔	[۲] اقرار: کسی دوسرے کی چیز کی نسبت اپنے خلاف کرے۔	[۳] شہادت: کسی دوسرے کی چیز کی نسبت کسی تیسرے شخص کی طرف کرے۔

شواہد میں سے: وہ قرینہ ہے جو دو دعویداروں میں سے ایک کی سچائی پر دلالت کرے، جیسے:

[۱] جس چیز کا دعویٰ کیا جا رہا ہو وہ دونوں میں سے کسی ایک کے پاس ہو، تو قسم کھا لینے پر وہ اسی کا ہو جائے گا۔	[۲] اور جیسے: دو آدمی کسی ایسے مال پر دعویٰ کریں جو دونوں میں سے کسی ایک کے لئے ہی مناسب ہو، جیسے بڑھئی کے پیشہ سے متعلق سامان کے بارے میں کسی شخص کا بڑھئی سے جھگڑنا، یا لوہار کے پیشہ سے متعلق سامان کے بارے میں کسی شخص کا لوہار سے تنازع کرنا، یا اسی طرح کی چیزیں۔

شہادت (گواہی) کی دو قسمیں ہیں:

[۱] **تحمل**	[۲] **ادا۔**

تحمل شہادت (گواہی اٹھانے) اور اس کی ادائیگی کا حکم:

[۱] آدمیوں کے حقوق سے متعلق گواہی اٹھانا: فرض کفایہ ہے۔	[۲] اور اسے ادا کرنا فرض عین ہے۔

شاہد (گواہ) کے لئے شرط ہے کہ وہ ظاہری اور باطنی طور پر عادل و انصاف پرور ہو۔
اور عادل اس شخص کو کہتے ہیں: جس سے لوگ راضی ہوں، اللہ کے اس فرمان کی وجہ سے: ﴿مِمَّن تَرۡضَوۡنَ مِنَ ٱلشُّهَدَآءِ﴾ (جنہیں تم گواہوں میں سے پسند کر لو)، اور اس کے لئے جائز نہیں کہ گواہی دے مگر اسی چیز کی جسے وہ جانتا ہو:

[۱] دیکھنے کی وجہ سے۔	[۲] یا وہاں حاضر لوگوں سے سننے کی وجہ سے۔	[۳] یا جن چیزوں میں شہرت کافی ہو جیسے انساب وغیرہ تو اس میں شہرت کی وجہ سے۔

نبی ﷺ نے ایک شخص سے کہا: **"کیا تم نے سورج دیکھا ہے؟"** اس نے کہا: ہاں، تو آپ نے فرمایا: **"یا تو اس کی گواہی دے یا اسے چھوڑ دے"**۔
اسے ابن عدی نے روایت کیا ہے۔ [اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَٱجۡتَنِبُواْ قَوۡلَ ٱلزُّورِ﴾ (جھوٹی بات سے پرہیز کرنا چاہیے)]
اور موانع شہادت میں سے ہے: تہمت کا شبہہ ہونا [اگر یہ دور ہو جائے تو شہادت قبول کی جائے گی]، جیسے (یعنی تہمت کے شبہ میں سے ہے):

[۱] والدین کی شہادت اپنی اولاد کے حق میں۔	[۲] یا اس کے برعکس۔	[۳] زن و شو میں سے کسی کا دوسرے کے حق میں گواہی دینا۔	[۴] دشمن کا اپنے دشمن کے خلاف گواہی دینا۔

جیسا کہ حدیث میں ہے: **"خائن مرد اور خائنہ عورت کی گواہی درست نہیں ہے، اور نہ اپنے بھائی سے دشمنی رکھنے والے کی گواہی مقبول ہے اور نہ اس شخص کی گواہی جو کسی کے زیر کفالت ہو اس کفیل خاندان کے حق میں درست ہے"**۔ اسے احمد اور ابوداود نے روایت کیا ہے۔

اور حدیث میں ہے کہ: **"جو شخص کوئی ایسی جھوٹی قسم کھائے جس کے ذریعہ وہ کسی مسلمان کے مال پر ناحق قبضہ کرلے تو وہ اللہ سے اس حال میں ملے گا کہ اللہ تعالی اس پر بہت زیادہ غضب ناک ہوگا"**۔ متفق علیہ۔

قسمہ (تقسیم) کا باب

اس کی دو قسمیں ہیں:

[۱] اس چیز میں اجباری تقسیم جس میں ضرر نہ ہو اور نہ عوض کے بدلے ہو، جیسے ایک جیسی چیزیں، بڑے گھر، اور وسیع جائداد۔

[۲] باہمی رضامندی سے تقسیم کرنا، یعنی ایسی چیز میں جس میں کسی ایک شریک کو نقصان پہنچ رہا ہو، یا جس میں معاوضہ کی واپسی ہو، تو ایسی صورت میں سبھی شرکاء کی باہمی رضامندی ضروری ہے:

[أ] اگر ان میں سے کوئی ایک بیچنا چاہتا ہو تو اس کی بات ماننا واجب ہے۔

[ب] اور اگر اسے اجرت پر دیں تو: ملکیت کے بقدر ان کے درمیان اجرت تقسیم کی جائے گی۔ واللہ اعلم۔

اقرار کا باب

یہ انسان کا اپنے اوپر کسی دوسرے شخص کا حق ہونے کا اعتراف کرنا ہے، ہر اس لفظ کے ذریعہ جو اقرار پر دلالت کرے، بشرطیکہ اقرار کرنے والا مکلف ہو۔

یہ سب سے بلیغ شواہد میں سے ہے، اور اس میں علم کے سبھی ابواب داخل ہیں، جیسے: عبادات، معاملات، نکاح اور جنایات وغیرہ۔

اور حدیث میں ہے کہ: **"جس نے اقرار کرلیا اس کا عذر غیر مقبول ہے"**۔ اور انسان پر واجب ہے کہ دوسرے آدمیوں کے اس پر جو حقوق ہیں ان کا اعتراف کرلے تاکہ اس کو ادا کرکے یا معاف کرواکر ان سے بریٔ الذمہ ہو جائے۔ واللہ اعلم۔

وَصَلَّى اللهُ عَلَى سَيِّدِنَا وَنَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ، وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ، وَسَلَّمَ تَسْلِيمًا كَثِيرًا.
عَلَّقَهُ كَاتِبُهُ الْفَقِيرُ إِلَى اللهِ، الرَّاجِي مِنْهُ أَنْ يُصْلِحَ دِينَهُ وَدُنْيَاهُ: **عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ نَاصِرِ بْنِ سِعْدِيٍّ،**
غَفَرَ اللهُ لَهُ وَلِوَالِدَيْهِ وَجَمِيعِ الْمُسْلِمِينَ، نَقَلْتُهُ مِنَ الْأَصْلِ، وَتَمَّ النَّقْلُ: **٣/ ذي الحِجَّة/ ١٣٥٩هـ.**
وَالْحَمْدُ للهِ الَّذِي بِنِعْمَتِهِ تُتِمُّ الصَّالِحَاتُ.

سوال:	صحیح	غلط
❁ عورت کے بدلے مرد قتل نہیں کیا جائے گا	☐	☐
❁ ولی کو قصاص، دیت اور معافی کے مابین اختیار دیا جائے گا	☐	☐
❁ ایک کے بدلے جماعت کو قتل نہیں کیا جائے گا	☐	☐
❁ قضا کی ذمہ داری سب سے افضل ذمہ داریوں میں سے ہے جس کے ذریعہ مستحق کو اس کا حق ملتا ہے، خون کی حفاظت ہوتی ہے اور مفسدین کو سزا ملتی ہے، اور اس جیسے دیگر فوائد حاصل ہوتے ہیں	☐	☐
❁ ہر دعوی میں دلیل پیش کرنا ضروری ہے	☐	☐
❁ یہ شریعت اہل کتاب کے درمیان ایک متوسط شریعت ہے، جس نے حزم اور فضل کو جمع کیا ہے	☐	☐
❁ ملحد اور زندیق یہ سمجھتا ہے کہ قصاص قتل میں اضافہ کرنا ہے، کیونکہ جب کسی شخص نے کسی کو قتل کر دیا تو بدلے میں اسے قتل کرنے سے ہمارے بیچ سے ایک شخص اور کم ہو گیا، تو ہم ان سے کہیں گے کہ: اللہ تعالیٰ نے تمہیں اندھا کر دیا ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَلَكُمۡ فِي ٱلۡقِصَاصِ حَيَوٰةٞ﴾ (قصاص میں تمہارے لئے زندگی ہے)، کیونکہ قاتل کو جب یہ یقین ہوگا کہ بدلہ میں اسے بھی قتل کیا جائے گا تو وہ قتل کرنے کی جرأت نہیں کرے گا، لہٰذا اگر ہم نے عمرو کو قتل کرنے کی وجہ سے زید کو قصاصاً قتل کر دیا تو خالد اب بکر کو قتل کرنے کی جرأت نہیں کرے گا، لیکن اگر ہم نے اسے یونہی چھوڑ دیا تو قتل کی واردات میں کافی اضافہ ہوگا۔	☐	☐
❁ زخموں میں قصاص ہر اس زخم میں ثابت ہے جس میں مماثلہ ممکن ہو	☐	☐
❁ قاتل کے بارے میں اگر معلوم ہو کہ یہ شر و فساد پھیلاتا ہے تو اس سے قصاص لینا افضل ہے	☐	☐
❁ جس سے کسی کی جان کے بدلے قصاص نہیں لیا جاتا اس سے زخموں اور اطراف کے بدلے بھی قصاص نہیں لیا جائے گا، کیونکہ زخموں اور اطراف (اعضاء) میں قصاص لینا فرع ہے نفس میں قصاص لینے کی	☐	☐
❁ حدود قائم کرنے میں بے شمار عظیم فائدے ہیں، ان میں برائی کی روک تھام اور تزکیۂ نفس ہے	☐	☐

❁ نبی ﷺ کو گالی دینے والا مرتد ہے: ☐ اسے ہر حال میں قتل کیا جائے گا ☐ اسے توبہ کرایا جائے گا

❁ منصب قضاء سنبھالنے کا حکم، یہ فرض: ☐ عین ہے ☐ کفایہ ہے

❁ شہادت (گواہی) کو چھپانا: ☐ مکروہ ہے ☐ حرام ہے

❁ غائب شخص کو فتویٰ دینا (☐ صحیح ہے ☐ صحیح نہیں ہے) اور غائب شخص کا فیصلہ کرنا (☐ صحیح ہے ☐ صحیح نہیں ہے)

❁ قضاء فرض: (☐ کفایہ ہے ☐ عین ہے)، اور جب ایک ہی شخص پایا جائے جو منصب قضاء کے لائق ہو تو یہ اس کے حق میں فرض: (☐ عین ہو جاتا ہے ☐ کفایہ ہے)، کیونکہ لوگوں کے درمیان فیصلہ کرنے والے شخص کا پایا جانا ضروری ہے

❁ جھوٹی گواہی دینا: ☐ اکبر الکبائر ہے ☐ کبیرہ گناہ ہے ☐ صغیرہ گناہ ہے

فہرس الموضوعات

❁ **مقدمہ شرح**	٣
❁ **مقدمہ مؤلف**	٤
فصل شہادتین کے سلسلے میں	٧
❁ **کتاب الطہارۃ:**	٨
فصل [طہارت کے اقسام میں]	١٠
برتن کا باب	١١
استنجا اور قضاء حاجت کے آداب کا باب	١٢
فصل [نجاست اور نجس چیزوں کے ازالہ کے سلسلے میں]	١٤
وضو کی صفت کا باب	١٥
فصل [موزوں اور پٹیوں پر مسح کرنا]	١٧
نواقض وضوء کا باب	١٨
جن چیزوں سے غسل واجب ہوتا ہے اور اس کے طریقہ کا باب	١٨
تیمم کا باب	١٩
حیض کا باب	٢١
کتاب الطہارہ سے سوالات	٢٢
❁ **کتاب الصلاۃ:**	٢٥
نماز کی شرطیں	٢٥
نماز کی صفت کا باب	٢٨
سجدۂ سہو، سجدۂ تلاوت اور سجدۂ شکر کا باب	٣٤
نماز کے مفسدات اور مکروہات کا باب	٣٥
نفلی نمازوں کا باب	٣٧
جماعت اور امامت کے ساتھ نماز پڑھنے کا باب	٣٩
عذر والوں کی نماز کا باب	٤٠
جمعہ کی نماز کا باب	٤١

عیدین کی نماز کا باب ۴۲
کتاب الصلاۃ سے سوالات ۴۳
کتاب الجنائز: ۴۶
کتاب الجنائز سے سوالات ۴۹
کتاب الزکاۃ: ۵۰
مال کی زکوۃ سے متعلق فصل ۵۱
زکاۃ الفطر کا باب ۵۳
اہل زکوۃ اور جسے زکوۃ دی جائے گی اس کا باب ۵۴
مُلحق (پیوستہ) ۵۶
کتاب الزکاۃ سے سوالات ۵۹
کتاب الصِّیام: ۶۲
مُلحق (پیوستہ) ۶۴
کتاب الصِّیام سے سوالات ۶۷
کتاب الحج: ۷۰
نبی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے حج کی صفت کے بارے میں مروی جابر رَضِيَ اللهُ عَنْهُ کی حدیث ۷۰
حج کے ارکان وواجبات ۷۴
نسک حج کے بارے میں فصل ۷۶
محظورات احرام کے بارے میں فصل ۷۶
طواف اور سعی کے شروط ۷۹
ہدی، اضحیہ اور عقیقہ کا باب ۸۰
مُلحق (پیوستہ) ۸۲
کتاب الحج سے سوالات ۸۳
کتاب البیوع: ۸۶
بیع کے ارکان وشرائط ۸۶
درختوں اور (ان کے) پھلوں کی بیع کا باب ۹۰
خیار (معاہدہ فسخ کرنے) وغیرہ کا باب ۹۱

سلم (یا سلف) کا باب ۹۳
[عقود توثیق:] رہن، ضمان اور کفالت کا باب ۹۳
دیوالیہ وغیرہ ہونے کی وجہ سے حجر کا باب ۹۵
صلح کا باب ۹۶
وکالت، شراکت اور مزارعہ کا باب ۹۷
مَوَات (بنجر زمین) آباد کرنے کا باب ۹۹
جعالہ اور اجارہ کا باب ۹۹
لقطہ اور لقیط کا باب ۱۰۰
مسابقہ یا مغالبہ کا باب ۱۰۱
غصب کا باب ۱۰۲
عاریت اور ودیعت کا باب ۱۰۳
شفعہ کا باب ۱۰۳
وقف کا باب ۱۰۴
[عقود تبرع:] ہبہ، عطیہ اور وصیت کا باب ۱۰۵
کتاب البیوع سے سوالات ۱۰۷
کتاب المواریث: ۱۱۰
اصحاب الفروض ۱۱۰
تعصیب کے احکام ۱۱۲
عول کے احکام ۱۱۳
دوسرے احکام ۱۱۵
عتق (آزادی) کا باب ۱۱۶
کتاب المواریث سے سوالات ۱۱۸
کتاب النکاح: ۱۲۵
نکاح کے شرائط کا باب ۱۲۶
جن سے نکاح حرام ہے اس کا باب ۱۲۷
نکاح کی شرطوں کا باب ۱۲۸
نکاح کے عیوب کا باب ۱۲۹

❁ **کتاب الصَّداق:**	۱۳۰
صداق (مہر) کے بارے میں فصل	۱۳۰
زوجین کی معاشرت کا باب	۱۳۱
خلع کا باب	۱۳۲
❁ **کتاب الطلاق:**	۱۳۳
طلاق بائن اور طلاق رجعی کے بارے میں فصل	۱۳۴
ایلاء، ظہار اور لعان کا باب	۱۳۵
❁ **عدتوں اور استبراء رحم کی کتاب:**	۱۳۷
بیویوں، اقارب، غلاموں اور پرورش میں رہنے والوں کے نفقات کا باب	۱۳۹
فقہ الاسرۃ سے سوالات	۱۴۰
❁ **کتاب: کھانے کے احکام ومسائل**	۱۴۲
دوا اور علاج سے متعلق ملحقات	۱۴۳
ذبیحہ اور شکار کا باب	۱۴۵
ایمان (قسموں) اور نذروں کا باب	۱۴۶
کتاب الاطعمہ سے سوالات	۱۵۰
❁ **کتاب الجنایات**	۱۵۲
❁ **کتاب الحدود**	۱۵۶
زنا کی حد	۱۵۶
قذف (تہمت) کی حد اور سزا	۱۵۷
تعزیر	۱۵۷
چوری کی حد	۱۵۷
مُسکر یعنی نشہ آور چیزیں پینے کی حد	۱۵۸
حرابہ (لوٹ مار، ڈکیتی وغیرہ) کی حد	۱۵۹
بغاۃ (باغیوں) کی حد	۱۵۹
حکم مرتد کا باب	۱۶۰
❁ **قضاء دعاوی، بینات اور شہادات کی قسموں سے متعلق باب**	۱۶۱

قسمہ (تقسیم) کا باب ۱۶۳
اقرار کا باب ۱۶۳
جنایات اور اس کے متعلقات سے سوالات ۱۶۴
فہرس الموضوعات ۱۶۵